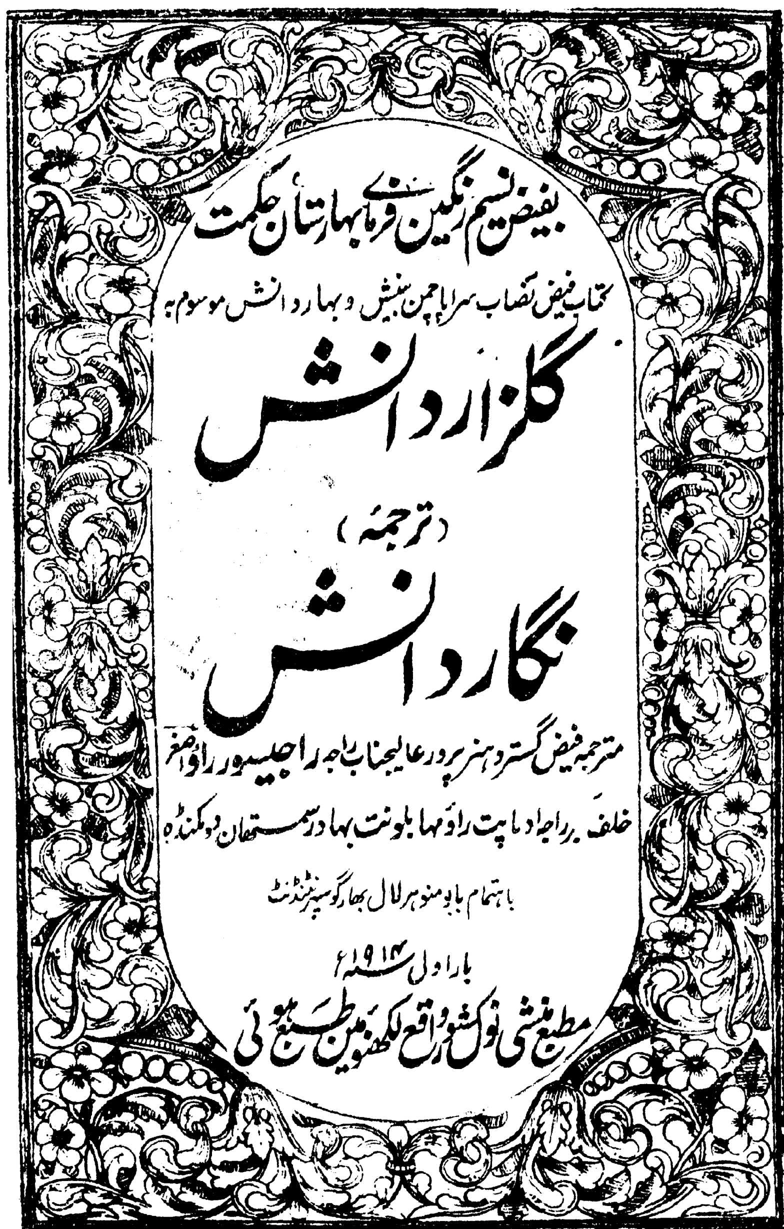


بفیض نسیم رنگین فرمائے بہارستان حکمت

کتاب فیض نصاب سراپا چمن بینش و بہار دانش موسوم بہ

گلزار دانش

(ترجمہ)

نگار دانش

مترجمہ فیض گستر و ہنر پرور عالیجناب راجہ راجیشور راؤ اصغر

خلف بر راجہ ادما پت راؤ مہا بلونت بہادر رئیس سمستھان دومکنڈہ

باہتمام بابو منوہر لال بھارگو سپرنٹنڈنٹ

بار اول سنہ ۱۹۱۴ء

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوئی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بے حد اُس خداوند دانش آفرین کو سزاوار ہے جس نے نوعِ بشر کو اپنی حکمتِ بالغہ اور قدرتِ کاملہ سے عقلِ معاش و معاد عطا فرمائی تاکہ اُس کی ہدایت اور رہنمائی سے اپنے امورِ دنیاوی اور اُخروی کے حسنِ انجام میں کوشش کرتا رہے (جل جلالہ و عم نوالہ)

نظم

تا مش بزبان گفتنم از بے خردیست	وصفش بہ بیان گفتنم از بے خردیست
فی الجملہ چنان است کہ دانم گفتن	انصاف چنان گفتنم از بے خردیست

بلغائے فصاحت شعار اور فصحائے بلاغت دثار کی خدمت میں یہ خاکسار عرض پرداز و عجز طراز ہے کہ کتاب مجمع اللغات کو دوبارہ ترتیب دینے کے بعد خواہش پیدا ہوئی کہ مخزن دانش و معدن بینش یعنی نگارِ دانش فارسی کا ترجمہ جو نتیجۂ افکار عالی

اور شہسوار جولانگاہ خوش بیانی یعنی منشی نولکشور صاحب مرحوم مالک مطبع اودھ اخبار کی تصنیف لطیف اور تالیف منیف سے ہی اور جو زبان فارسی مین مسلمہ اور بےنظیر کتاب ہی بنظر منفعت عام اور فائدہ انام اُردو زبان مین ترجمہ کیا جائے تاکہ یہ نعمت عظمیٰ اور دولت کبریٰ ہر کس و ناکس کے دست رس ہو اور ہر شخص اس سے مستفیض ہو سکے۔ اگرچہ اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ تو تہیدست گنجینۂ سخندانی اور کوچہ گرد بازار نکتہ دانی محض جاہل بلکہ اجہل ہی اس لیے ظاہر پسندان بیدل اور دانا صورتان جاہل تیرے ترجمہ کو کیا پسند کرینگے بلکہ بے دھڑک زبان طعن کھولین گے کہ ترجمہ کیا کیا غت ربود کر دیا۔ لیکن صرف اس خیال سے مجھے اپنی خواہش پوری کرنے کی جرأت پیدا ہوئی کہ جب گذشتہ زمانہ کے عالی دماغ اور نازک خیال مصنفون کی قابل قدر تصنیفات و تالیفات پر لوگون نے زبان و قلم سے جرح قدح کرنے مین کوتاہی نہین کی ہی تو تیرا ترجمہ اگر انکی نکتہ چینی سے نہ بچے تو کونسی تعجب کی جگہ ہی

نظم

بےخبرے چند ز خود بےخبر	عیب پسندند برغم ہنر
باد شوند ار بچراغے رسند	دود شوند ار بدماغے رسند

اس لیے مین نے عزم بالجزم کر کے صاحب اسرار فضل و کمال۔ بالغ آداب جاہ و جلال عزت افزاے ایوان عظمت۔ زنگ زداے مرآۃ مروت۔ درۃ التاج شوکت و احترام۔ والا منزلت عالی مقام ہمایون اختر۔ سرور داد گستر۔ صاعد و مصاعد فہم و ذکا۔ عارج و معارج رفعت و اعتلا۔ صاحب دانش و بینش۔ مردم دیدۂ آفرینش چشم و چراغ ریاست۔ فروغ بخش کاشانۂ حکومت۔ چمن پیراے حدیقۂ خردمندی۔ گلشن آراے بوستان دودمان آصفی۔ قبلۂ آمال و امانی۔

وکعبۂ مرادات دوجہانی (حضرت میر محبوب علی خان بہادر[1]) رستم دوران فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک۔ آصف جاہ سادس۔ والی دکن۔ جی۔سی۔ بی۔سی۔ایس۔ آئی۔ (ادام اللہ اقبالہ واجلالہ ونوالہ) کے عہد میمنت مہد مین ترجمہ کیا اور اپنی لیاقت کے موافق غور وخوض کرنے مین کوتاہی نہین کی تقدیم وتاخیر فقرات کی پابندی چندان ضروری نہین سمجھی البتہ مدعاے اصلی کو ہاتھ سے جانے نہین دیا کیونکہ ترجمہ کے معنی یہی ہین کہ ایک زبان کے مطالب دوسری زبان مین ادا کرین۔ نہ یہ کہ ایک زبان کے الفاظ کے معنی دوسری زبان مین بجنسہ بیان کرین جسکی وجہ سے عبارت مغلق ہوجائے۔ اور کسیکی سمجھ مین نہ آئے۔ عقلا کا اسپر عمل ہے کہ (تکلموا الناس علی قدر عقولہم[2])

انتباہ۔ بعض موقعون پر کتاب (گلزار دانش) کے مختصر ہونے کی وجہ سے اُسکے کنایات میرے ذہن ناقص مین نہین آسکے۔ اُنکے حل کرنے کے لیے اصل کتاب (عیار دانش) سے جسکا یہ انتخاب ہے مدد لی ہے۔ اور حسب ضرورت اطناب واختصار سے بھی کام لیا ہے اسکا نام (گلزار دانش) رکھا۔

معذرت۔ امید کہ روشن طبعان اہلیت پناہ اور پاک طینتان حقیقت آگاہ بحکم (الانسان[3] مرکب من الخطاء والنسیان) اگر کہین اس ترجمہ مین سہو اور خطا ملاحظہ فرمائین تو اپنی نیک ذاتی اور اولو العزمی سے اصلاح فرما کر اس نیاز مند کو دعاے خیر سے یاد فرمائین **نظم**

نگاہت بیفتد اگر بر خطا ۔۔۔ تو آنرا بپوشان زلطف وعطا

تو بر من مگیر آنچہ از من رسد ۔۔۔ کہ خالی نباشد بشر از خطا

راقم آثم

راجیسور راؤ اصغر۔ حیدرآباد دکن ۱۹۱۱ عیسوی

---

[1] آنجہانی نے رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ مین اس جہان فانی سے انتقال کیا خداوند کریم اپنے جوار رحمت مین جگہ دے۔ اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون ۱۲ [2] لوگون سے ایسا کلام کرو جو انکی سمجھ مین آسکے ۱۲ [3] انسان مرکب ہے خطا اور فراموشی سے ۱۲

فہرست مضامین کتاب ہذا

آغاز داستان رای دابشلیم و بیدپاے برہمن

وزیر نے دست بستہ یون عرض کیا کہ ہندوستان مین ایک بادشاہ تھا جلیل القدر عظیم الشان صاحب
رای سلیم مسمی بہ دابشلیم ایک روز کا ذکر ہی کہ اُسکے دربار دُربار مین ذکر اخلاق پسندیدہ و اوصاف
حمیدہ ہو رہا تھا یہان تک سلسلۂ گفتگو دراز ہوا کہ تمام حاضرین دربار نے متفق ہو کر یہ کہا کہ
سخاوت تمام اخلاقون مین اعلیٰ درجہ کی صفت ہی رای دابشلیم کی رگ ہمت اوصاف کرم سُن کے
حرکت مین آئی اور فرمایا کہ خزانون کے دروازے کھول دیے جائین اور ہر کہ و مہ کو اور خاص و
عام کو اسقدر زر و سیم دیا جائے کہ وہ مستغنی ہو جائین کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہ پھیلائین
غرضکہ دن بھر تو بادشاہ اس داد و دہش مین مشغول رہا اور شام کو بستر راحت پر آرام فرمایا جب
چشم ظاہری بند ہوئی تو عالم خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ ایک پیر مرد نورانی صورت سرہانے کھڑا
کہہ رہا ہی کہ چونکہ آج تو نے بیحد خزانہ رضاے الٰہی مین صرف کیا ہی لہذا کل صبح تو بہ نیت واثق
جانب مشرق روانہ ہونا راہ مین تجھکو ایک خزانہ وافر دستیاب ہوگا صبح کو جب راے دابشلیم آرام فرما کے
اٹھا تو شب کے خواب کا خیال دلمین باندھکر جانب مشرق روانہ ہوا۔ بعد طے مراحل و قطع منازل راہ مین ایک
پہاڑ نظر آیا اور اُسکے دامن مین ایک تاریک اندھیرا غار دکھلائی دیا جب وہ قریب گیا تو اُس غار مین ایک پیر روشن ضمیر کو
بیٹھا ہوا پایا۔ پادشاہ نے گھوڑے سے اُتر کر سر تسلیم جھکایا اور پاس بیٹھ گیا اور زبان سے کچھ نہ کہا
تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے جانے کا ارادہ کیا تو درویش نے کہا کہ فقیر کے پاس کیا ہی جو تجھکو
دے مگر ہان برسم محقر ایک تحفہ موجود ہی جو وراثتہً مجھے حاصل ہوا ہی اور آج تک لوگون کی نظر سے
مخفی رہا ہی وہ یہ ہی کہ اس غار کے گوشہ مین ایک بھاری خزانہ ہی جسمین زر و جواہر بیکران جمع ہو رہے ہی
چونکہ فقیر قانع ہو گیا ہی اور دنیا کو ترک کر دیا ہی لہذا مجھے اسکی ضرورت نہین ہی بادشاہ اگر

اسکو پسند فرمائین تو اُسے کھد واکر خزانۂ عامرہ مین داخل کرین اور اُمور خیر مین اُسکو صرف فرمائین
چنانچہ رائے نے غار کے کھودنے کا حکم دیا اور چند عرصہ مین خزانہ بادشاہ کے حضور مین پیش کیا گیا
اُس خزانے کے درمیان سے ایک صندوق مرصع برآمد ہوا جو نہایت استحکام کے ساتھ چوگرد
بندھا ہوا تھا اور فولادی قفل سے مقفل تھا جب قفل توڑ کر صندوق کھولا گیا تو اسمین سے ایک
صندوقچہ نکلا جسمین سے ایک ڈبیہ برآمد ہوئی رائے نے ڈبیہ کھولکر دیکھا کہ ایک پارچۂ حریر سفید
پر بزبان سُریانی چند سطرین مرقوم ہین۔ رائے داشلیم متحیر ہوا کہ اسپر کیا عبارت تحریر ہی کسی نے
کہا کہ صاحب خزانہ کا نام ہوگا بعض نے عرض کیا کہ خزانہ محفوظ رہنے کی وجہ سے یہ طلسم منقوش کیا
ہوگا الغرض حسب الحکم رائے ایک عالم سُریانی زبان کا جاننے والا طلب کیا گیا جسنے اسکو پڑھکر
بتلایا کہ اس خزانہ کو مین نے یعنی ہوشنگ بادشاہ نے اُس ہمانداربزرگ کے لیے ودیعت
رکھا ہی جسکا نام رائے داشلیم ہوگا اور اس وصیت نامہ کو زر و جواہر مین مخفی رکھا ہی تاکہ جب
خزانہ برآمد کرے تو ان وصایا کو مطالعہ کرکے غور و فکر کرے کہ زر و جواہر پر فریفتہ ہونا دانشمندوں
کا کام نہین ہی۔ یہ وصیت نامہ ایک دستور العمل ہی جسپر عمل کیے بغیر بادشاہون کو چارہ نہین ہی
پس اُس بادشاہ ذیجاہ کو مناسب ہی کہ ان وصیتون پر عمل کرے اور یہ یاد رکرے کہ جو شہنشاہ
ان چودہ نصیحتون کے مطابق جو مین بیان کرتا ہون عمل کرے گا تو بنیاد دولت اور اساس سلطنت
اُسکا مستحکم و مضبوط رہے گا اور کمال استواری کے ساتھ قیام پذیر ہوگا **اوّل** یہ کہ ملازمین مین سے
جس کسی کو اپنے تقرب خاص سے مختص کرے تو اُسکی علٰحدگی کے بارہ مین کسی غرضگو کی بات نہ مانے
دوم غماض اور سخن ساز کو اپنی مجلس مین داخل نکرے بلکہ جسمین یہ عادت پائی جائے تو اُسکو جلد
علٰحدہ کر دے **سوم** امرا اور ارکین دولت کے ساتھ اتفاق رائے رکھے کیونکہ یکجہتی سے کام مشکل
سہل اور آسان ہوجاتے ہین **چہارم** دشمن کے تملق و چاپلوسی اور کمزوری پر مغرور نہو

اور اُنپر اعتماد نکرے ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ پر عمل کرے پنجم جب کبھی گوہر مراد دستیاب ہو
تو اُسکی حفاظت مین ہرگز تغافل نکرے ششم کامون کی انجام دہی مین تعجیل نکرے ہفتم اگر
دشمنون کا گروہ اپنے درپے ہلاکت پایا جائے تو بہتر یہ ہی کہ اُن مین سے ایک شخص کو اپنا دوست
بنائے اور حیلہ ہاے مناسب سے اُنکی بنیاد مکر و فریب کو درہم و برہم کردے ہشتم مردم کینہ ور سے
محترز رہے اور اُنکی چرب زبانی سے دھوکا نہ کھائے نہم عفو کو اپنا شعار بنائے اور ملازمون کو
معمولی خطاؤن پر معتوب نکرے دہم کسی کے آزار کے درپے نہو تاکہ اُسکے مکافات مین تجھے بھی
ضرر نہ پہونچے یازدہم لوگون کو ایسے کام کا حکم ندے جو اُنکی حیثیت اور شان کے موافق نہو
دوازدہم اپنے تئین زیور حلم و استقلال سے مزین رکھے سیزدہم امین و معتمد ملازم مقرر کرے اور خائن سے
پرہیز رکھے چہاردہم انقلاب زمانہ ناہنجار اور سختی روزگار جفا شعار سے گرد ملال اپنے دامن ہمت پر
نہ جمنے دے کیونکہ دانشمند شخص اکثر مصیبتون مین مبتلا ہوجاتا ہی۔ یہ وصیتین جو بیان کی گئین انکے
متعلق ایک وسیع و دلچسپ داستان نہایت پسندیدہ ہی اگر راے دابشلیم چاہے کہ اُن حکایات سے
بالتفصیل مطلع ہو تو وہ کوہ سراندیپ کی طرف قدم رنجہ فرمائے جو مقام کہ قدمگاہ ابو البشر حضرت آدم
علیہ السلام ہی وہان یہ مشکل بآسانی حل ہوسکتی ہی،

جبکہ راے دابشلیم اس مضمون سے آگاہ ہوا تو زبان دان سریانی کو انعام و اکرام سے مالا مال کردیا
اور اس صحیفہ حکمت کو بوسہ دیکر کمال تعظیم و تکریم سے اپنا حرز جان بنایا اور بطور تعویذ زیب بازو کیا
اور ارشاد کیا کہ جس خزانہ کا مذکور ہوا ہی وہ یہی خزانہ حکمت ہی نہ کہ گنجینہ زر و جواہر مجھکو عنایات
الٰہی سے اسقدر تمتع دنیاوی حاصل ہی کہ کسی گنج گرانمایہ کی احتیاج نہین ہی اور مین بمقتضاے
ہمت عالی اس مختصر دفینہ کو ہیچ و پوچ سمجھتا ہون لازم یہ ہی کہ ان نصائح کے شکرانہ مین جو
دراصل گنج حقیقی ہی جو زر و جواہر اس دفینہ مین برآمد ہوا ہی ارباب استحقاق کو تقسیم کردون

تاکہ ملک ہوشنگ کی روح کو ثواب پہونچے اور مین بھی امرِ خیر مین شامل ہون۔ ملازمان شاہی نے اس حکم کی تعمیل کی بعد ازان رآے دابشلیم جب دار السلطنت مین داخل ہوے تو اُنکو یہ فکر لاحق ہوئی کہ سراندیپ کی جانب روانہ ہو کر گوہر مدعا حاصل کرنا چاہیے۔ آخر کار بعد تامل بسیار حکم دیا کہ ارکین سلطنت مین سے دو دانا و ہوشیار شخص حاضر ہون چنانچہ حسب الارشاد دو شخص حاضر ہوے راے نے فرمایا کہ میرا عزم بالجزم اور مصمم ارادہ ہو گیا کہ مین سراندیپ جاؤن لیکن چونکہ اُمور سلطنت ہمیشہ تم لوگون کی راے صواب اندیش پر انجام پاتے رہے ہین اسلیے اس کام مین بھی جو کچھ مصلحت ہو وہ بیان کرو۔ دستور معظم نے عرض کیا کہ حضور بظاہر اس سفر مین راحت و آرام کی کوئی شکل نظر نہین آتی اور دل صفا منزل کو بہت سے خوف و خطر کا سامنا ہوگا۔ اسوجہ سے دانشمندون کا مقولہ ہی کہ راحت کو محنت سے مبدل نکرے اور نقد پر اُدھار کو ترجیح ندے تاکہ اُسپر کبوتر کا قصہ صادق نہ آے راے نے پوچھا وہ کیا قصہ ہی وزیر نے عرض کیا۔

حکایت دو کبوتر باہم ایک آشیانہ مین مقیم تھے ایک کا نام باز ندہ اور دوسرا نوازندہ کے اِسم سے موسوم تھا۔ باز ندہ کے دل مین سفر کی خواہش پیدا ہوئی اپنے رفیق نوازندہ سے کہا کہ میری تمنا ہی کہ ہم تم ملکر اطراف عالم مین بالاتفاق سفر کرین اسلیے کہ سفر مین اکثر عجائبات مشاہدہ ہوتے ہین اور بہت سے تجربے حاصل ہوتے ہین نوازندہ نے کہا کہ اے ہمدم و ہمراز تو نے کبھی سفر کی تکلیف نہین برداشت کی ہی اور غربت کے مصائب کا سامنا نہین ہوا ہی اسوجہ سے مشکل معلوم ہوتا ہی باز ندہ نے جواب دیا کہ بیشک۔ ہر چند کہ سفر کا رنج ایک بلاے روح فرسا اور جانگزا ہی لیکن دنیا کا سیر و تماشا بھی راحت افزا و خوشنما ہی جب کہ طبیعت سفر کی تکلیف آشنا ہو جاتی ہی تو عجائبات عالم کے مشاہدہ سے اذیت سفر کی کچھ گران نہین معلوم ہوتی۔ نوازندہ نے جواب دیا کہ اے مونس ہمراز تفریح بلدان اور تماشاے عالم یاران ہمدم

رفیقان محرم کے ہمراہی سے بھلا معلوم ہوتا ہی مگر جسکا دل دیدار یار اور احباب غمگسار کی مصاحبت سے محروم ہوتا ہی اُسکو سیر و تماشے سے کیا تسکین ہو سکتی ہی درد فراق یار سب اذیتون سے بڑھا ہوا ہی لہذا مناسب وقت یہ ہی کہ جو گوشہ اور توشہ موجود ہی اُسپر آرام سے بسر کرنا اور حالت موجودہ پر نظر کر کے قناعت اختیار کرنا اولی ہی۔ بازندہ بولا کہ ای رفیق ہمدم اب بار دیگر لفظ تکلیف زبان پر نہ آئے اس لیے کہ یاران غمگسار کی دنیا مین کچھ کمی نہین ہی۔ اگر یہان سے رشتہ اُلفت منقطع ہو جائے گا تو تھوڑے ہی عرصہ مین اور ہمنفس پیدا ہو سکتا ہی اور مسافرت سے آدمی پختہ کار ہو جاتا ہی۔ نوازندہ نے کہا کہ ای یار عزیز جبکہ تو اپنے دل کو قدیم دوستون سے ہٹا کر ہمدمان تازہ سے ملانا چاہتا ہی تو میری نصیحت تیرے قلب پر کیا موثر ہو سکتی ہی الغرض بازندہ بلند پرواز اپنے رفیق سے رشتہ محبت منقطع کر کے اُڑ گیا۔ اور کوہ و صحرا باغ و راغ کا تماشا کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اتفاقاً دامن کوہ مین ایک پہاڑ نظر آیا بازندہ کو وہ مقام پسند آیا اور چونکہ دن بھی کم رہ گیا تھا اسوجہ سے اُسنے وہین بسیرا کیا ہنوز صعوبت راہ برطرف نہوئی تھی کہ بجلی چمکنے لگی اور ابر باد کا طوفان جوش و خروش مین آیا۔ بازندہ کو اُسوقت کوئی مقام امن کا نظر نہ آیا کبھی درختون کی شاخون مین چھپتا تھا اور گاہ پتون مین پناہ لیتا تھا القصہ وہ شب بہزار خرابی و پریشانی اُسنے بسر کی۔ ہنگام سحر پھر پرواز کیا کبھی دل مین یہ خیال کرتا تھا کہ آشیانہ قدیم کی جانب چلا جاؤن کبھی اور تردد پیدا ہوتا تھا کہ ناگہان ایک شاہین تیز بال و خونی چنگال بازندہ کی طرف جھپٹا۔ غریب کبوتر کا دل اُسکی دہشت سے دھڑکنے لگا اور قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے اور وہ اپنے ارادہ پر پشیمان ہوا اور قسم کھائی کہ اگر اس تہلکہ سے نجات ملی تو بار دگر سفر کا خیال بھی کبھی دل مین نہ لاؤنگا اور یاران ہمدم کی صحبت کو غنیمت جانونگا چونکہ نیت اُسکی پاک تھی اور عقیدہ درست تھا لہذا اُسکی برکت سے یہ شکل ظہور مین آئی کہ

دفعتہً ایک عقاب تیز پرواز دوسری جانب سے جھپٹا اور کبوتر کو اپنا شکار کرنا چاہا ہرچند شاہین عقاب سے لڑنے کی کب تاب لا سکتی تھی لیکن بتقاضاے غیرت اُسنے لڑنا شروع کر دیا ادھر تو یہ دونون لڑائی مین مصروف ہوے اُدھر باز ندہ فرصت کو غنیمت جان کر کسی پتھر کے تلے سوراخ مین گھس رہا اور تمام رات وہین گذاردی صبح کو باوجود ضعف کے باز ندہ اُڑا ناگاہ ایک کبوتر نظر آیا جسکے سامنے چند دانے پڑے ہوے تھے باز ندہ تو بھوکا تھا ہی اسلیے اُسکو ہم جنس دیکھکر اُسکے قریب گیا ہنوز ایک دانہ بھی چُگنے نہ پایا تھا کہ دام مین گرفتار ہو گیا بقول ع حسن سبزے بخط سبز مرا کرد اسیر ٭ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم ٭ باز ندہ اس کبوتر کی شکایت کرنے لگا کہ اے برادر ہم اور تم ایک جنس سے ہین یہ گرفتاری تمھارے طفیل سے لاحق ہوئی تم نے مجکو اس حال سے کیون نہ آگاہ کیا کبوتر نے کہا اسکا شکوہ بیکار ہے تقدیر کے آگے تدبیر کچھ کارگر نہین ہوتی۔ باز ندہ نے کہا اب کوئی ایسی تجویز بتا جس سے مجکو نجات حاصل ہو مین تیرا نہایت شکر گزار اور احسانمند ہونگا۔ کبوتر نے کہا اے یار سادہ لوح اگر مجھے کوئی حیلہ و مکر یاد ہوتا تو پہلے مین خود ہی اس دام بلا سے رہائی کی فکر کرتا۔ تیرا حال بالکل اس اونٹ کے بچے کے مطابق ہے جس نے راہ مین تھک کر اپنی مان سے کہا کہ ذرا ٹھہر جاؤ مین دم لے لون اُسکی مان نے جواب دیا کہ تو نہین دیکھتا کہ میری نکیل دوسرے کے ہاتھ مین ہے مصرع ولیکن قلم در کف دیگرست۔ کا مضمون ہے اگر نکیل میرے دست اختیار مین ہوتی تو اپنی پیٹھ کو بار سے اور تیرے پانون کو رفتار سے بچالیتی۔ چنانچہ باز ندہ مایوس ہوکر تڑپنے لگا اور نہایت کوشش سے اُڑنے کا قصد کیا جال کا پھندا از بسکہ فرسودہ تھا درمیان سے ٹوٹ گیا اور باز ندہ پرواز کر کے وطن کی طرف روانہ ہوا اس اثنا مین تھک کر ایک گانون مین آیا اور ایک دیوار کے کنارے جو کھیت کے قریب واقع تھی پناہ گزین ہوا۔ ایک دہقانی لڑکا

جو کھیت کی رکھوالی کرتا تھا اُسنے تاک کر ایسا تیر مارا کہ اُسکے بازو مین ترازو ہو گیا اور بازندہ
سر کے بھل دیوار کے نیچے ایک کنوین مین جا پڑا۔ دہقان بچہ نے اُسکو اپنے دسترس سے باہر
پا کر اپنی راہ لی خستہ جان بازندہ دن بھر کنوین مین پڑا رہا دوسرے روز جس طرح بن پڑا
اُڑتا ہوا اپنے آشیانہ قدیم مین آکر داخل ہوا۔ نوازندہ اپنے دوست کی آواز سنکر استقبال
کو دوڑا اور بازندہ کو کمال خستہ و ناتوان دیکھکر کہنے لگا کہ ای رفیق شفیق تو کہان گیا تھا اور
تیرا یہ کیا حال ہو گیا بازندہ بولا کہ اپنی مصیبتون کا حال کیا بیان کرون مین نے سنا تھا
کہ سفر مین بیشمار تجربے حاصل ہوتے ہین لیکن مجکو یہ خاص تجربہ ہوا کہ اب عمر بھر سفر کا نام
نہ لونگا اور تیری مفارقت ہرگز جائز نہ رکھونگا۔ یہ حکایت اس غرض سے بیان کی کہ بادشاہ
اس دور و دراز سفر کی صعوبات سے اپنے کو محفوظ رکھے۔ رائے دابشلیم نے جواب دیا کہ اسے
وزیر خوش تدبیر اگرچہ سفر مین تکلیفین بہت ہین لیکن حصول فوائد اُس سے بڑھے ہوے ہین
اور ترقی مراتب سفر مین حاصل ہوتے ہین کیا تو واقف نہین ہی کہ شطرنج کا پیادہ
چھ گھر چلکر فرزین بن جاتا ہی اور چودہ راتین طے کر کے ماہِ نو بدر کامل ہو جاتا ہے
جو شخص گوشہ عافیت سے قدم باہر نہین نکالتا وہ عجائبات عالم کے مشاہدہ سے محروم
رہتا ہی اگر وہ باز شکاری عزم سفر سے پرواز نہ کرتا تو ہرگز بادشاہ کی تربیت سے مشرف
نہ ہوتا۔ وزیر نے عرض کیا کہ وہ کس طرح۔ رائے دابشلیم نے فرمایا **حکایت** دو باز تیز پرواز
باہم یکدل تھے اور ایک قلہ کوہ پر اُنکا آشیانہ تھا دونون نہایت فراغت سے وہان
بسر کرتے تھے۔ خالق نے اُنکو ایک بچہ عنایت فرمایا وہ اکثر اوقات باہر جاکر اپنے بچے کے
لیے غذا لاتے تھے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ دونون بچے کو اکیلا چھوڑ کر چلے گئے اور
اُنکے آنے مین کچھ تاخیر ہوئی بچے کو بھوک لگی اور وہ سرکتا ہوا آشیانہ کے کنارے پہاڑ کے

نشیب مین اوندھے منھ چلا اتفاقاً ایک چیل شکار کی تاک مین بیٹھی تھی کہ اُسکی نگاہ باز کے بچے پر پڑ گئی ہنوز وہ گرنے نہ پایا تھا کہ چیل اُسکو پکڑ کر اُٹھا لے گئی اور پہچانا کہ وہ شکاری پرند کا بچہ ہی بخیال ہم جنسی محبت پیدا ہوگئی اور سوچی کہ مثل بچون کے اسکی پرورش کرنا مناسب ہی غرضکہ اسکی پرورش کرنے لگی اور پدرانہ سلوک کرتی رہی اگرچہ باز کا بچہ جوان ہونے تک اپنے کو چیل ہی کا بچہ سمجھتا رہا لیکن اپنی شکل و شمائل چیل کے خلاف پاکر اکثر اوقات متحیر ہوتا تھا ایک روز چیل نے اُس سے کہا کہ تو کیون اُداس رہتا ہی بچہ نے کہا کہ مین خود اصل وجہ معلوم نہین کر سکتا اگر رخصت عنایت تو مین چندے قطاع عالم کی سیر کرون شاید اُسکی وجہ سے کچھ کدورت خاطر برطرف ہو چیل یہ سنکر ازبس بیقرار ہوئی اور کہا کہ اے فرزند اب بار دگر سفر کا نام نہ لینا جنکو اسباب معیشت ممکن نہین ہین وہ عازم سفر ہوتے ہین یا جن کا وطن مین گزارہ نہین ہوسکتا وہ ایسا قصد کرتے ہین تجکو تو بعنایت الٰہی کوئی فکر معیشت نہین ہی بلکہ کمال آسائش سے رہتا ہی پھر تو اس آرام و راحت کو ترک کرکے جو قصد سفر کرتا ہی یہ خردمندی سے بعید ہی باز کے بچے نے کہا کہ آپ کا فرمانا بہت بجا اور درست ہی اور عین مہربانی و شفقت ہی لیکن اپنی تشنہ و ترتوشہ کو لپنے فراخور حال نہین پاتا اور مین اپنی دلی تمنائین بیان نہین کر سکتا چیل نے کہا تو ابھی فراغت و عیش کی قدر سے واقف نہین ہی مجکو اندیشہ ہی کہ تجھے بلی کی طرح تکلیف نہ اُٹھانا پڑے بچے نے پوچھا کس طرح چیل نے بیان کیا **حکایت** ایک پیرزال کے پاس ایک بلی مصاحب تھی جس نے کبھی روٹی کی شکل نہ دیکھی تھی اور گوشت کی بو سے بھی اُسکا دماغ نا آشنا تھا حسب اتفاق جب کبھی کوئی چوہا پکڑ لیتی تو کئی روز تک کھانے سے اطمینان حاصل کرتی تھی۔ ایک دن کا مذکور ہی کہ بے طاقتی کے سبب سے بہزار دقت کوٹھے پر چڑھی

ہمسایہ کے مکان مین ایک بلی کو دیکھا کہ نہایت قوی اور تنومند ہی اور غایت فربہی سے چل نہین سکتی ہی۔ بڑھیا کی بلی نے پکار کر پوچھا کہ یہ طاقت و قوت تجھکو کس طرح حاصل ہوئی اُسنے جواب دیا کہ مین شام و صبح بارگاہ سلطانی مین موجود رہتی ہون جس وقت کہ دسترخوان چُنا جاتا ہی ہمت کر کے دسترخوان پر سے روٹی اور گوشت کے کچھ ٹکڑے لے بھاگتی ہون اور دو روز تک بکمال آسودگی بسر کرتی ہون۔ گربہ اول نے پوچھا کہ مرغن گوشت کس طرح کا ہوتا ہی اور میدہ کی چپاتیون کا کیا ذائقہ ہی۔ مین نے تو اپنی مدت العمر بڑھیا کے یہان کے شوربے اور چوہے کے گوشت کے علاوہ کوئی چیز آنکھون سے بھی نہین دیکھی اور نہ کھائی فربہ بلی ہنسی اور کہا

گر گربہ ہمین گوشش و دمت ہست ترا	باقی ہمہ عنکبوت را ماے مانے	

لاغر بلی نے کہا کیا اچھی بات ہو اگر ایک بار تو مجھکو اپنے ہمراہ لے چلے۔ موٹی بلی کو اسکے حال زار پر رحم آیا اور اس نے وعدہ کیا کہ ابکی مرتبہ بغیر تیرے نہ جاؤن گی۔ یہ بات سنکر دبلی بلی بہت خوش ہو گئی اور کوٹھے سے نیچے اُتر کر یہ ماجرا بڑھیا سے بیان کیا اسنے اس کو نصیحت کی کہ دنیا دارون کی ابلہ فریبی پر فریفتہ نہ ہو اور قناعت کا دامن ہرگز نہ چھوڑ مگر طمع کے مقابلہ مین کوئی پند سودمند نہ ہوا دوسرے دن ہمسایہ کی بلی کے ہمراہ افتان و خیزان بارگاہ سلطانی تک پہونچی مگر بوجہ بدقسمتی کے قبل ازین بلیون نے بڑی بے ادبی اور دلیری کی تھی اس لیے شاہی حکم صادر ہوا تھا کہ تیرانداز لوگ کمینگاہ مین رہین اور جو بلی نظر آئے اُسے نشانہ اجل بنائین۔ بڑھیا کی بلی اس حال سے بالکل بیخبر تھی کھانے کی بو پاتے ہی بیدرنگ دسترخوان کی طرف دوڑی اور تیر دلدوز کھا کر ہلاک ہو گئی۔ یہ داستان اس لیے معرض بیان مین آئی کہ جو لقمہ میسر ہی تو اسکی قدر

پہچان کر نہ بخشہ طمع مین اسیر نہ ہو۔
باز کے بچے نے کہا کہ آپ کا فرمانا کمال مہربانی اور عنایت پر مبنی ہی مگر چھوٹی اور رذیل و حقیر چیزون پر قناعت کرنا بوڑھی عورتون کا کام ہی ہر حال مین ہمت کو بلند رکھنا چاہیے چیل نے دوبارہ سمجھایا کہ تیرا مقصد محض خیال کرنے سے حاصل نہین ہو سکتا کیونکہ جب تک کسی کام کا سرانجام درست و مکمل طور پر نہ ہو وہ کسی طرح مرتب نہین ہو سکتا باز بچہ نے جواب دیا کہ میرے چنگل اور منقار دولت و حشمت کے اسباب ہین شاید تو نے شمشیر زن کی حکایت نہین سنی چیل نے دریافت کیا کہ وہ کس طرح ہی بچہ نے بیان کرنا آغاز کیا **حکایت** ایک درویش کاسب تھا جس کی آمدنی اُسکے عیال کو بھی مکتفی نہین ہوتی تھی اسکے یہان ایک فرزند پیدا ہوا جسکی برکت سے اسکی معاش مین ترقی ہونے لگی اور اس لڑکے کا شغل عالم طفولیت مین بجز ڈھال تلوار کے کچھ نہ تھا اسکا باپ مکتب مین بھیجتا تو وہ میدان جانے کی خواہش کرتا تھا جب وہ حد بلوغ کو پہونچا تو باپ نے چاہا کہ عزیزون مین کہین اسکی شادی کر دے اور لڑکے سے اس بارہ مین تذکرہ کیا تو اُس نے جواب دیا کہ اس سے کہین بڑھکر مین نے عقد اور مہر کا سامان مہیا کیا ہی باپ نے کہا مین تیری حالت خوب جانتا ہون بتلا کہ تو نے کہان شادی ٹھہرائی ہی اور مہر کا سامان کیا فراہم کیا ہی۔ لڑکا فی الفور مکان گیا اور ایک تلوار اُٹھالایا اور کہا کہ مین عروس ملک کے ساتھ شادی کرون گا اور مہر کی رقم یہی تیغ تیز اور خنجر خونریز ہی چنانچہ اُس نے اپنی عالی ہمتی سے چند عرصہ مین میدان ملکت مسخر کر لیا۔ یہ حکایت اس غرض سے بیان کی تاکہ تجھے معلوم ہو کہ میرا اسباب ترقی تیار بلکہ موجود ہی۔ افسون اور افسانون سے مین اپنی امید کو ہرگز منقطع نہ کرون گا۔ چیل نے طوعًا و کرہًا اجازت دی اور باز نے پرواز کی

جب تھک گیا تو سستانے کے لیے ایک پہاڑ پر جا اُترا جس جگہہ ایک چکور اسکو نظر پڑی
ایک ہی حملہ مین شکار کیا اور گوشت سے رفع گرسنگی کی۔ اور وہ لذت حاصل کی جو
اسکو قبل ازین کبھی حاصل نہ ہوئی تھی اسکے دل مین یہ تصور پیدا ہوا کہ فوائد سفر
مین یہی بس ہی کہ نا ملائم غذاؤن سے نجات پانا اور عمدہ غذا کا ذائقہ حاصل ہوتا
ہی دیکھا چاہیے کہ اسکے بعد کیا واقعہ درپیش ہوتا ہی۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا
کہ یہ باز کا بچہ ایک پہاڑ پر بیٹھا ہوا تھا کہ زیر دامن کوہ ایک غول سوارون کا
نظر آیا جو صف باندھے ہوے شکاری جانورون کو اُڑا رہے تھے اُسی گروہ مین
اُسی ملک کا بادشاہ بھی مع ارکان دولت کے موجود تھا اور بادشاہ کے ہاتھ پر بھی
ایک باز تھا ایک شکار دیکھکر بادشاہ نے اُسے اُڑا دیا وہ شاہی باز فی الفور شکار پر
جھپٹا اور اس باز نے سلطانی باز کے مقابل سے شکار چھین لیا بادشاہ نے اسکی صفائی
دیکھکر بہت پسند کیا اور اسکے گرفتار کرنے کا حکم دیا صیاد ان چابکدست نے اسے
پکڑ کر بادشاہ کے حضور مین پیش کیا غرضکہ چند روز مین وہ ہل مل گیا اور ہاتھ پر
بیٹھنے لگا۔ خلاصہ یہ ہی کہ اگر باز زاغ و زغن کے ہمراہ رہتا تو اس اعلیٰ مرتبہ پر کیونکر پہونچتا
کہ بادشاہ کا منظور نظر اور دست پرور ہو جاتا۔ یہ نقل اس غرض سے معرض بیان مین لایا
تاکہ معلوم ہو کہ سفر مین بے شمار فائدے ہین۔

جب کہ راے داشلیم اپنا بیان ختم کر چکے تو دوسرا وزیر سامنے حاضر ہوا اور دست ادب
باندھکے دعا و ثناے شاہی بجالا کر یون عرض پیرا ہوا کہ اگرچہ سفر مین فوائد بیشمار ہین
لیکن بادشاہ کی ذات والاصفات کے واسطے صعوبات سفر کا برداشت کرنا بعید از
حکمت ہی۔ اسوجہ سے کہ تمام دنیا کی راحت اُس سے وابستہ ہی راے داشلیم نے فرمایا کہ

جب تک دامان عیش و طرب سلاطین پر خار محنت و مشقت دامنگیر نہ ہو رعیت کے گلستان
راحت مین گل رفاہ شگفتہ نہین ہوتا اور جب تک کہ شاہون کے پانون رہ نورد دشت بلا
نہین ہوتے اسوقت تک درویشان بے سامان کا سر بالش راحت و آرام تک نہین
پہونچتا سعی و کوشش طالب کے واسطے فائز المرام ہونے کا بہت بڑا وسیلہ ہی جیسا کہ
چیتے کے بچے کے واقعے سے ظاہر ہوتا ہی وزیر نے عرض کیا کہ حضور ارشاد فرمائین
راے دابشلیم نے بیان کیا **حکایت** شہر بصرہ کے اطراف و جوانب مین ایک جزیرہ
تھا جس کی آب و ہوا از بس خوشگوار تھی ایک چیتا اُس صحرا کا فرمان روا تھا وہ چیتا
اپنے بچے کو دیکھ دیکھ کر بہت خوش ہوتا تھا اتفاقاً وہ چیتا شیر اجل کے پنجے مین
گرفتار ہو گیا اور درندے اُس نواح کے جو اس جنگل کے بیشتر سے آزردہ مند تھے ایک
ہی مرتبہ حملہ آور ہوے چیتے کے بچہ کو اُن سے مقابلہ کرنے کی قوت نہ تھی اسوجہ سے
اُس نے جلاوطنی اختیار کی۔ چند روز کے بعد درندون مین باہم نزاع برپا ہوئی
اور ایک شیر خونریز نے اُن سب پر غالب آکر اُس دشت کو اپنے قبضۂ اقتدار مین لیلیا
بچے نے دوسرے جنگل مین جاکر وہان کے درندون سے اپنی حالت بیان کی اور طالب
استمداد ہوا درندون نے شیر کا حال سنکر اُسکی اعانت و مدد سے انکار کیا اور صاف جواب
دے دیا کہ شیر کی طاقت و صولت کے روبرو ہماری کوئی حقیقت نہین ہی اور اُس کے
آگے ہماری کچھ چل نہین سکتی اب بمقتضاے مصلحت وقت یہ معلوم ہوتا ہی کہ تو شیر کی ملازمت
اختیار کر چیتے کو یہ راے پسند آئی اور صحرا مین واپس آکر کسی ذریعہ سے شرف حضوری
خدمت شیر سے مشرف ہو کر منظور نظر سلطان سباع ہوا اور عمدہ خدمات اسکے متعلق ہوئے
چیتا حتی المقدور خدمتگذاری شاہ کو ہر امر پر مقدم جانتا تھا۔ ایک دن کا مذکور ہی کہ

شیر کو دوسرے جنگل مین کسی ضروری کام کی احتیاج درپیش ہوئی اور اس ہنگام دھوپ اور گرمی کی وہ طپش تھی کہ العظمتہ للہ تمام دشت کورۂ آہنگران کیطرح آتش سوزان بن رہا تھا شیر فکر رہا تھا کہ ایسی حالت مین کس کو اس خدمت پر مامور کرون۔ اُسی وقت چیتا آیا اور شیر کو متردد پاکر پرسان حال ہوا اور اُس خدمت کو اپنے ذمہ لیا چنانچہ کئی درندون کو ہمراہ لیکر ٹھیک دوپہر کے وقت اُس مقام پر پہونچا اور بانیل مرام واپس آیا اثنا ے راہ مین ہمراہیون نے چیتے سے کہا کہ عنایت ایزدی سے کار سرکار بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا اور کسی قسم کا خدشہ اور دغدغہ باقی نہین رہا اور تیری ہوا خواہی بادشاہ پر ظاہر ہوگئی اب دھوپ بہت سخت ہی اگر تھوڑی دیر سایہ مین دم لے کے پانی پیکر چلین تو بہتر ہوگا اسنے سنکر جواب دیا کہ بادشاہ کے حضور مین میری عزت و توقیر صرف خدمت ہی کی وجہ سے ہی اس مین کاہلی اختیار کرنا مناسب نہین ہی۔ مخبرون نے یہ ماجرا شیر سے جاکر عرض کیا شیر چیتے کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آیا اور عنان اختیار اُس جنگل کی چیتے کے ہاتھ مین دے دی اور وہ خدمتگزاری کی وجہ سے اپنے آبائی منصب پر سرافراز ہوا۔

فائدہ اس حکایت کا یہ ہی کہ کوئی شخص بغیر سعی و کوشش کے مقصد حاصل نہین کرسکتا میرا مطلب اس سفر سے دانائی کا حاصل کرنا ہی اسلیے مین مصمم ارادہ کرچکا ہون اور تکالیف کا خیال میرے قصد کا مانع نہین ہوسکتا۔ جب وزیرون کو یقین کامل ہوگیا کہ ہماری نصیحت کچھ کارگر نہ ہوگی لہذا بادشاہ کی عقل صواب اندیش سے متفق ہوکر درستی سامان کی جانب متوجہ ہوے۔ راے دابشلیم نے

جملہ امور سلطنت و مہمات مملکت ایک امراے معتمد مین سے منتخب کر کے اُنکے تفویض کیا اور ضروری ہدایات بطور یادداشت لکھکر بساعت سعید خدم وحشم کے ساتھ جانب سراندیپ روانہ ہوا الغرض بعد قطع منازل وطے مراحل شہر مین داخل ہوا دو ین روز مقام کر کے غیر ضروری سامان اور ہمراہیون کو چھوڑکر مقربان خاص مین سے دو شخصون کو ساتھ لیکر پہاڑ کی سمت قطرہ زن ہوا۔ جب کوہ پر پہونچا تو اسے ایک غار عمیق نظر آیا وہان کے باشندون سے اُس غار کی کیفیت دریافت کی تو یہ معلوم ہوا کہ یہ مقام ایک حکیم کا مسکن ہی جسکو بید یا یعنی طبیب مہربان کہتے ہین اور وہ ایک مرد مُرتاض ہی جو اپنے نفس ناطقہ کو جملہ کمالات سے آراستہ اور خلائق کی صحبت سے دل برداشتہ کیے ہوے وہان مقیم ہے۔ راے دابشلیم اُسکی ملاقات کو گیا دیکھا کہ ایک سن رسیدہ شخص دروازۂ غار پر بیٹھا ہوا ہی۔ دابشلیم وہین ٹھہر گیا اور اُس رمز شناس باکمال سے باریابی کی اجازت چاہی اور کمال ادب سے اندر جاکر دست بستہ استادہ ہوا اُس مقام پر ایک برہمن کو دیکھا کہ دنیا سے گوشہ نشینی اختیار کر کے عالم تجرد مین بیٹھا ہوا ہی۔ راے جب قریب پہونچا تو برہمن ریاضت کیش نے بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ سلام کر کے بیٹھ گیا برہمن نے بعد دریافت حال اور خیریت مزاج کے سبب آنے کا دریافت کیا اور فرمایا کہ بابا اس مقام دشوار گزار مین تکلیف کرنے کا کیا منشا ہی۔ راے دابشلیم نے خواب کا دیکھنا اور گنج فراوان کا دستیاب ہونا اور وصیت کا معائنہ کرنا اور کوہ سراندیپ مین اُن مقاصد کی تکمیل کا حوالہ معلوم کرنا ان جملہ امور کو کمال شرح و بست سے برہمن سے بیان کیا۔ درویش عقیدت کیش نے

ایسے بادشاہ عالی ہمت پر ہزارون دعائین دین اور فرمایا کہ رحمت معبود مطلق تم پر نازل ہو کہ صرف حصول دانش کے واسطے تم نے استقدر سختیان سفر کی برداشت کین اور پھر متوجہ ہو کر بالتفصیل بیان کرنا شروع کیا اور ہوشنگ بادشاہ کا وصیت نامہ پیش کیا۔ راے دابشلیم نے چندروز وہان استقامت کی وہ ایک ایک وصیت روز سناتا تھا اور برہمن اُس کے متعلق نہایت توضیح و تشریح کے ساتھ دلپذیر حکایات اور دلچسپ روایات بیان کرتا تھا جن کو مقربان شاہی جو ہمراہ تھے من وعن قلمبند کر لیتے تھے۔ چنانچہ کتاب کلیلہ دمنہ راے دابشلیم اور برہمن کے سوال و جواب پر مشتمل ہی اور وہ بموجب فہرست چودہ ابواب پر مرتب ہوئی ہی

پہلا باب

سخن چینون کی باتین نہ سننے کے بیان مین

راے دابشلیم نے بید پاے برہمن سے کہا کہ مضمون پہلی وصیت کا یہ ہی کہ جب کوئی شخص بادشاہ کے مقربون مین سے اعزاز پاتا ہی تو اُس سے حاسد لوگ رشک کرنے لگتے ہین پس بادشاہ کو لازم ہی کہ جو باتین حاسد لوگ بناکر پیش کرتے ہین جب تک وہ بناوٹ اور دروغ گوئی سے خالی نہ پائی جائین اُس وقت تک اُن پر یقین نہ کرے راے نے دریافت کیا کہ ایسا بھی کہین ہوا ہی کہ غرض گویون کے جھوٹ سچ کہنے سے دوستی مُبدّل بہ عداوت ہوگئی ہو

یا یہ کہ امر محض مصلحت بینی اور دور اندیشی کی وجہ سے ہی۔ برہمن نے اُس کے
جواب مین بیان کیا۔

حکایت۔ اگلے لوگون کا بیان ہی کہ ایک سوداگر کے تین فرزند تھے
جنھون نے اپنا پیشہ آبائی ترک کر دیا تھا اور باپ کی دولت پر دست اندازی
کرتے تھے۔ ہر چند باپ نصائح و پند کرتا تھا لیکن وہ کچھ سماعت نہین کرتے تھے
ایک دن ایک لڑکے نے کہا اے پدر بزرگوار آپ جو ہمکو اپنا پیشہ اختیار کرنیکے
لیے ارشاد فرماتے ہین یہ طریقہ توتوکل کے بالکل برخلاف ہی اور مین بالیقین
عرض کرتا ہون کہ جو مقدر مین نہین ہی اُسکے لیے کیسی ہی کوشش کیجیے سب
بے سود ہوتی ہی۔ چنانچہ دو شاہزادون کی داستان اس امر کی مصداق ہی
باپ نے استفسار کیا وہ کس طرح ہی لڑکے نے عرض کیا۔

حکایت۔ ملک حلب مین ایک بادشاہ کے دو لڑکے تھے جو ہمیشہ لہو لعب عیش و
عشرت مین مصروف رہتے تھے۔ اور اطراف شہر مین ایک عابد و زاہد بھی
رہتا تھا جس سے بادشاہ کو نہایت الفت و محبت تھی چنانچہ بادشاہ نے بنظر
دور اندیشی و انجام بینی زاہد کے عبادت خانہ مین از قسم نقد و جواہر وغیرہ
رقومات دفن کر کے وصیت کی کہ اگر احیاناً ہمارے لڑکون سے دولت بیوفائی کرے
تو اُسوقت مین آپ اُن کو بحصہ مساوی اس گنج گرانمایہ سے اطلاع دیدیجیے گا
چنانچہ تھوڑا زمانہ گذرنے پایا تھا کہ بادشاہ اور وہ عابد دونون اس دار ناپایدار
سے رحلت کر گئے اور وہ مال و دولت اسی مقام پر مدفون رہا۔ باپ کے انتقال
کے بعد ملک و مال کی تقسیم مین دونون بھائیون مین تنازع ہوا کہ مین

بجے

بڑا بھائی غالب رہا اور ملک و مال سب اپنے قبضہ اقتدار مین لایا اور چھوٹے بھائی نے کنج عزلت اختیار کیا اور جس مقام پر زاہد کا عبادت خانہ تھا وہین رہنا پسند کیا ایک دن کا مذکور ہی کہ شاہزادہ کنوئین سے پانی کھینچ رہا تھا کہ پانی کی آواز نہ معلوم ہوئی جب غور کیا تو چاہ کی تہ مین پانی نظر نہین آتا تھا اُسکو تردد پیدا ہوا کہ اگر کنوئین مین پانی نہوگا تو یہان رہنا غیر ممکن ہی سخت تکلیف ہوگی اس بات کی جستجو مین یہ کنوئین مین اُترا وہان اس کو ایک گڑھا نظر آیا جس مین مٹی بھر گئی تھی اور اسی وجہ سے پانی کی آمد و شد مسدود ہوگئی تھی اسنے چاہا کہ اسکو درست کرے جیسے ہی اسنے گڑھے مین قدم رکھا اپنے باپ کا دفینہ سمجھ گیا شہزادہ شکر پروردگار بجالایا اور دل مین خیال کیا کہ اگرچہ مال وافر ہی لیکن دامن صبر و قناعت کو نہ چھوڑنا چاہیے۔ اُدھر بڑا بھائی اِس کا جو تخت سلطنت پر تھا وہ بڑا غافل اور بادۂ عیش و طرب مین سرمست تھا فوج و رعایا کی اُسے مطلق خبر نہ تھی اتفاقًا ایک غنیم زبردست چڑھ آیا اور ملک کو فتح کرنے کی غرض سے حملہ کیا۔ ہرچند شہزادہ نے بھی اپنے خستہ و خراب لشکر سے مقابلہ کیا لیکن عین میدان وغا مین ایک تیر غنیم کی فوج سے آیا اور شاہزادہ اُسکے صدمہ سے رہگراے عالم بقا ہوا اور بادشاہ غنیم بھی زخمی ہوکر نشانہ تیر اجل ہوگیا اب دونون لشکر بدحواس و پریشان ہوگئے کہ کیا تدبیر کرنا چاہیے آخرکار دونون لشکرون کے عاقلون سے باہم مشورہ کیا کہ خاندان شاہی مین سے کسیکو منتخب کرنا چاہیے چنانچہ لوگون نے شاہزادہ عزلت گزین کا پتہ بتایا اعیان دولت و ارکان سلطنت عبادتخانہ مین گئے

اور شاہزادہ کو گوشۂ تنہائی سے بارگاہ شاہنشاہی مین لے آئے وہ تقدیر الٰہی پر شاکر تھا تو بے دست رنج گنج گمرانمایہ پایا اور دو وسیع سلطنتون کا مالک و حکمران ہو گیا۔ یہ حکایت اس غرض سے بیان کی گئی کہ آپ سمجھ لین کہ جو قسمت مین لکھا ہی وہ ضرور ہو گا اُسکے لیے سعی اور کوشش کی ضرورت نہین ہی۔ سوداگر نے کہا کہ دنیا عالم اسباب ہی اسلیے کار ہاے دنیا کے لیے کوئی تکوینی سبب ضرور ہونا چاہیے کیا تو نے اُس شخص کا قصہ نہین سنا جو باز و کلاغ کے حالات دیکھکر تارک الدنیا ہونے پر مستعد ہو گیا تھا۔ لڑکے نے پوچھا کیونکر باپ نے بیان کیا۔

حکایت زمانۂ پیشین مین ایک فقیر قدرت الٰہی کا مشاہدہ کرکے سیر و سیاحت کرتا پھرتا تھا۔ ناگاہ اُسے ایک باز نظر آیا جو گوشت کا ٹکڑا اپنجہ مین لیے ہوے ایک درخت کے گرد چکر لگا رہا تھا اور ایک کلاغ بال و پر شکستہ کو بھی دیکھا جو اپنے آشیانے مین پڑا ہوا تھا اور باز اُسکو گوشت مین سے تھوڑا تھوڑا کھلا رہا تھا فقیر نے اس کیفیت کو دیکھکر کہا کہ سبحان اللہ کیا شان رزاق مطلق کی ہی کہ انسان کی سمجھ مین نہین آتی ؎

چنان پہن خوان کرم گسترد
کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد

مین جو طلب رزق مین سرگردان و حیران پھرتا ہون یہ میرے عقیدہ کی نادرستی ہی اسلیے بہتر ہی کہ گوشۂ قناعت اختیار کرکے توکل پر بیٹھ رہون اور سائل ہونے سے بچون چنانچہ کل علائق دنیوی کو ترک کرکے گوشہ نشین ہو گیا تین شبانہ روز

اسپر بے دانہ وآب گذر گئے اور شدت گرسنگی وتشنگی سے درویش کے حواس باختہ ہوگئے۔ اتفاقاً پیغمبر وقت کا وہان گذر ہوا اور اسکے حقیقت حال پر مطلع ہوکر ارشاد فرمایا کہ تونے اُس کلاغ بے بال و پر کو دیکھا لیکن باز کو نہین دیکھا مقصد اس سرگذشت کے بیان کرنے سے یہ تھا کہ تجھے معلوم ہو کہ اسباب کے ساتھ توکل بھی لازم و ملزوم ہی یعنی کسب کو بھی نہ چھوڑے اور دل مین خیال کرے کہ پیشہ محض حیلہ ہی اور اُسکا ماحصل خاص خدا کی عنایت اور اُسکی شان رزاقی ہی۔ دوسرے لڑکے نے پوچھا کہ ای پدر عالی مقدار اگر کوئی شخص پیشہ اختیار کرے اور خداے تعالیٰ اُسکو مال و متاع بھی عنایت کرے تو اُسکا مصرف کس عنوان سے کرنا چاہیے بالتفصیل بیان فرمائیے تاجر بولا کہ مال جمع کرنا آسان ہی لیکن اُسکی محافظت کرنا اور متمتع ہونا دشوار ہی جب کسی کو دولت ملے تو اُسکو دو کام کرنا لازم ہین (۱) اس طرح مال کی حفاظت کرے کہ وہ ضائع و برباد نہ ہو اور ڈاکوؤن اور قطاع الطریقون کے ہاتھ نہ لگے اس وجہ سے کہ روپیے کے دوست اور روپئے والے کے دشمن بہت ہوتے ہین (۲) فقط روپیہ کے نفع سے فائدہ اُٹھائے اور راس المال مین قطعاً دست اندازی نہ کرے ورنہ تھوڑی مدت مین جیسے کا تیسا ہوجائے گا اور سواے ناداری ومفلسی کے کچھ نہ باقی رہے گا۔ جس کسی کا خرچ آمد سے زیادہ ہوتا ہی اور مداخل ومخارج یکسان نہین ہوتے وہ چند عرصہ مین افلاس وناداری مین گھر کے فقیر بنجاتا ہی اور انجام کار موت کا سامنا ہو جاتا ہی جیساکہ ایک فضولخرچ جوہے کا مذکور ہی لڑکے نے پوچھا کس طرح باپ نے کہا۔

حکایت - ایک دہقان نے از راہ دور اندیشی و عاقبت بینی غلہ ذخیرہ کیا اُسکے قریب ہی ایک چوہا رہتا تھا جسنے اپنے بل مین لے جاکر بہت سا غلہ مجتمع کرلیا تھا گرد و پیش کے تمام چوہون نے اس بات سے آگاہی پاکر اُسکی ملازمت کا قصد کیا اور ہم پیالہ وہم نوالہ ودست وحریف بنکر نہایت خوشامد وچاپلوسی کرنے لگے وہ چوہا شیخی مین آکر لاف وگزاف کرتا تھا اور آیندہ کی کیفیت سے بے خبر تھا عرصہ تک یہی حالت رہی چندروز کے بعد ایسا زمانہ آیا کہ غلہ بہت گران ہوگیا اور مخلوق غلے کی گرانی سے پریشان ہوگئی دہقان کو جب اناج مہنگا ہونے کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اپنے گودام کا دروازہ کھولکر دیکھا کہ بہت سا غلہ تلف ہوچکا ہے اس نے باقی غلہ کو دوسری محفوظ جگہ پر لے جاکر رکھدیا - چوہا اپنے کو اُس مکان کا مالک و سردار جانتا تھا اور چوہے اُسکی غفلت دیکھکر فرار ہوگئے کیونکہ وہ صرف دسترخوان کے آشنا تھے جب مفلسی نے منھ دکھلایا تو سب کے سب اپنے ولی نعمت قدیم کو اکیلا چھوڑکر چلدیے جب چوہا خواب غفلت سے بیدار ہوا تو اُسنے اپنے رفقا مین سے کسی کو نہ پایا ان کی تلاش مین باہر نکلا تو غلہ کو وہان نہ پایا بحالت اضطراب اپنے سوراخ کی جانب نظر کی تاکہ جو ذخیرہ باقی ہے اُسکی بخوبی حفاظت کرے جب بل مین داخل ہوا تو وہان غلہ کا نشان بالکل نہ پایا اُس انبارخانہ مین صرف ایک وقت کا غلہ موجود تھا اس کیفیت کو دیکھکر وہ بالکل مسلوب الحواس ہوگیا اور اُسی حالت سراسیمگی مین زمین پر سر پٹک پٹک کر روح اسکی پرواز کرگئی

اس حکایت کے بیان کرنے کی علت غائی یہ ہی کہ انسان کا آمد و خرچ مساوی الحال رہنا چاہیے۔ باپ جب کہ اس حکایت کو ختم کر چکا تو چھوٹے لڑکے نے کہا کہ اے پدر بزرگوار جو شخص اپنے مال کی پوری حفاظت کرے اور اُس کے نفع سے فائدہ حاصل کرے تو انتفاع رقم کو کس عنوان سے صرف مین لاوے باپ نے جواب دیا کہ بیٹا ایسی حالت مین دو قاعدون پر نظر رکھنا مناسب ہی ایک یہ کہ فضول خرچی نہ کرے کیونکہ بخل اگرچہ خصلت بد ہی لیکن مردم عالی گہر کے نزدیک اسراف سے بدرجہا بہتر ہی دوسرے یہ کہ مسکی کی بدنامی سے بھی بچے اسلیے کہ بخیل آدمی ہر وقت مورد طعن و تشنیع ہوتا ہی اور خلقت اُسکی دشمن بن جاتی ہی اور عاقبۃ الامر بخل کے باعث سے انجام اُسکا برا ہوتا ہی۔ غرضکہ بیٹون نے اپنے والد کی پند و نصائح سُن کے پیشہ کرنا اختیار کیا اور سستی و کاہلی سے محترز ہوے۔ بڑے بیٹے نے تو اسباب تجارت خرید کرکے سفر دور و دراز اختیار کیا اُسکے ہمراہیون مین دو بارکش بیل تھے ایک کا شتربہ اور دوسرے کا بندیہ نام تھا کلفت راہ اور سفر کی کسلمندی سے ان دونون کی حالت خراب ہو گئی۔ قضاے کار اور اتفاقات روزگار سے ایک نشیب زمین مین بہت دلدل تھی شتربہ اُس مین دھنس گیا تاجر نے بڑی محنت و کوشش سے اُسکو باہر نکالا مگر اُس مین مطلق طاقت رفتار نہ تھی اسوجہ سے ایک شخص کو بیل کی غور و پرداخت کے لیے نوکر رکھکر وہین متعین کیا اور حکم دے دیا کہ جب رفتار کے لائق ہو جائے تو فلان کاروان سرا مین اسکو پہونچا دینا اور آپ آگے جاکر وہان مقیم ہوا

مزدور ایک دو روز اُس مقام مین رہا آخر الامر تنہائی کی وحشت سے گھبرا گیا
اور شنزبہ کو وہین بیکس اکیلا چھوڑ کر اُسکے مر جانے کی جھوٹی خبر مالک سے
جا کر کہی۔ تھوڑے عرصہ مین چلنے پھرنے کی طاقت شنزبہ بیل مین پیدا ہو گئی
اور وہ چرنے کے لیے ہر طرف پھرا کرتا تھا اتفاقاً ایک سرسبز و شاداب
مرغزار مین پہونچا اور وہان اُسنے قیام پسند کیا جب باربرداری کی
محنت اور قید خدمت سے نجات حاصل ہوئی تو حسب دلخواہ اس دشتِ
پر فضا مین چر کر خوب موٹا تازہ ہوا اور مستی مین آیا۔ آسائش کی کثرت اور
خوش دلی کی وجہ سے بڑی آواز سے چلاتا تھا۔ حسب اتفاق اُس مرغزار کا
فرمانروا ایک شیر تھا جسنے کبھی بیل کو دیکھا نہ تھا نہ اُسکی آواز سے اسکے
کان آشنا تھے شیر اپنے جوانی کے غرہ مین کسی کی ہستی اپنے سے زیادہ
نہ سمجھتا تھا ناگاہ جب اُسنے شنزبہ کی صدائے ہولناک سنی تو ایک طرح کا
خوف وہراس اُسپر طاری ہوا کیونکہ ایسی گرجدار صدا کبھی سُنی نہ تھی
خوف کے مارے اُسکے دست و پا مین حرکت کرنے کی قوت باقی نہ رہی
اور اپنے رعب و داب کی خودداری مین ملازمان درگاہ مین سے کسی کو
آگاہ کرنا مناسب شان نہ سمجھا اور اسی خیال سے اُس صدائے ہولناک کی
کیفیت کسی سے دریافت کرنا پسند نہ کرتا تھا اُسکے زمرۂ ملازمین مین دو
گیدڑ بھی تھے ایک کا نام کلیلہ اور دوسرے کا نام دمنہ تھا دونون بڑے
ذہین اور فطین اور خردمندی مین شہرۂ آفاق تھے۔ کلیلہ سلیم الطبع اور قانع
مزاج تھا لیکن دمنہ بڑا مکار تھا اور اسکو ہر دم اپنی ترقی اور مرتبہ کی

افزائش کی فکر رہا کرتی تھی۔ دمنہ نے ازروے فراست بھانپا تاکہ شیر کے دل پر کچھ خوف وخطر ایسا طاری ہو جسکے باعث سے وہ رنجیدہ خاطر اور ملول رہتا ہو چنانچہ اسنے کلیلہ سے بادشاہ کے فکر وتردد کا حال بیان کیا کہ وہ کل سامان عیش وعشرت اور سیر وتماشا ترک کرکے گوشہ گیر ہوا ہو تمہارے خیال مین اس عزلت گزینی کا باعث کیا معلوم ہوتا ہو۔ کلیلہ نے جواب دیا کہ تجھ کو شاہون کے معاملات مین دخل درمعقولات دینے کی کیا ضرورت ہو ع

امور مملکت خویش خسروان دانند		گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

اسکی فکر ندیمان بزم شاہی کو چاہیے بلکہ انکو بھی احتیاط لازم ہو۔ ہمکو یہ زیبا نہین ہو کہ سلاطین کے معاملات مین دخل دین کیونکہ جو شخص تکلف سے تیرے مثل ایسے کام مین مبادرت کرتا ہو جسکا اُس سے کچھ تعلق نہو تو اسکی حالت اُس بندر کے مطابق ہو جاتی ہو دمنہ نے پوچھا کہ وہ کسطرح ہو کلیلہ نے بیان کیا۔

حکایت ایک بندر نے ایک بڑھئی کو دیکھا کہ وہ ایک لکڑی پر بیٹھا ہوا اُسکو کاٹ رہا تھا اُسکے پاس دو میخین تھین جن مین سے ایک کو کٹی ہوئی لکڑی کے شگاف مین ٹھونک دیتا تھا تاکہ آرہ آسانی چل سکے جبکہ لکڑی کا شگاف حد معین سے تجاوز کرجاتا تھا تو دوسری میخ ٹھونک کر پہلی میخ نکال لیتا تھا۔ حسب اتفاق نجار کسی ضرورت سے چلا گیا بندر موقع خالی پاکر آپ اُس کام پر بیٹھ گیا ع آنچہ موزون می کند بوزینہ ہم

بندر کے انثیین لکڑی کے شگاف مین لٹکے ہوے تھے اس نے وہ میخ
جو سامنے تھی دوسری میخ ٹھوکنے سے پیشتر ہی اُکھاڑ لی اسکی وجہ سے
فی الفور لکڑی کے دونون سرے مل گئے اور اُسکے خصیے شگاف چوب
مین مضبوطی کے ساتھ پھنس گئے بندر تکلیف کی حالت مین کہتا تھا کہ میرا
کام میوہ کھانے کا تھا نہ کہ آرہ کشی کا ؎

	کار بوزینہ نیست نجاری	

اس اثنا مین بڑھئی آیا اور لکڑی سے اُسکو خوب زدوکوب کیا حتی کہ بندر
کا کام تمام ہو گیا دمنہ نے کہا کہ جو شخص آرام طلب ہوتا ہی وہ ہمیشہ
ذلیل وخوار رہتا ہی اور جو کوئی خار راہ پر خیال نہین کرتا اور بے تحاشا
دوڑتا چلا جاتا ہی وہ بزرگی کے چمن مین پہونچکر گل مراد حاصل کرتا ہی شاید
تو نے اُن دو ہمراہیون کی داستان نہین سنی - کلیلہ نے پوچھا کس طرح
دمنہ نے بیان کیا -

حکایت دو شخص باہم مصاحب تھے ایک کو سالم دوسرے کو غانم
کہتے تھے یہ دونون یاران طریقت سفر دور و دراز اختیار کیے ہوے دشت
غربت طی کر رہے تھے ناگاہ انکا گذر ایک دامن کوہ مین ہوا اُس مقام
پر پانی کا ایک چشمہ تھا اور اُس چشمہ کے متصل ایک حوض کلان واقع تھا
اُسکے چوگرد بکثرت درختان سایہ دار شاخ در شاخ لگے ہوے تھے
الحاصل وہ دونون رفیق اُس مقام پر پہونچے اور دیکھا کہ کنارہ حوض پر
ایک سنگ مرمر نصب ہی جسپر چند سطرین بخط سبز تحریر ہین - کہ ای مسافر

دشت غربت آپکے قدوم میمنت لزوم سے اس منزل کو شرف حاصل ہوا ہے
آپ کی مہمان داری کے لیے ایک تدبیر کی گئی ہی لیکن شرط یہ ہی کہ ہمت
کرکے اُس چشمہ مین اُترئیے گرداب اور ڈوبنے کے خیال سے ہرگز نہ ڈریے
اور حتی الوسع جیداری کرکے اُس پار پہونچ جائیے اور اُس پتھر کے شیر کو
جو زیر کوہ رکھا ہوا ہی بے خوف وہراس کاندھے پر رکھکر بلا تامل پہاڑ پر
چڑھ جائیے اور درندون سے بالکل خوف نہ کریے اور خارہای جگردوز کے
باعث سے جو اثناے راہ مین دامنگیر ہون اپنے کام سے باز نرہیے اور
مستقل مزاجی کام مین لائیے کیونکہ جب یہ راہ پرخطر طی ہو جائیگی تو نخل
مراد کا ثمرہ حاصل ہوگا بقول شاعر ؎

مرا سردار پر لٹکا کے خوش ہو		ثمر لایا ہی نخل آرزو آج	

جب دونون اس مضمون سے آگاہ ہوئے تو غانم نے سالم سے کہا کہ برادر میری
دلی خواہش یہ ہی کہ اس دشت پرخطر مین مردانہ وار ہمت بلند کام مین
لائین۔ سالم نے جواب دیا کہ ای رفیق شفیق صرف ایک کتبہ کو دیکھکر جس کا
کاتب بھی مجہول الاسم ہو ایسی ہولناک راہ مین قدم رکھنا جس مین فائدہ
پہونچنے کا بجز وہم وخیال کے دوسرا امر متصور نہو اپنے کو تہلکہ عظیم مین مبتلا
کرنا سراسر نادانی اور کم عقلی ہی شاید کسی نے یہ نوشتہ بطور تمسخر واستہزا لکھکر
لگا دیا ہو یا اس چشمہ مین ایسا گرداب ہو جس سے انسان جانبر نہو سکتا ہو اور
بفرض محال اگر اس سے نجات بھی حاصل ہوئی تو شاید اُس پار شیر نہو
اور شاید ہو بھی تو اسقدر گرانبار ہو جسکا اُٹھانا محال ہو اور اگر سبک بھی ہو

اور اگر اٹھ بھی آیا تو گمان ہی کہ ایک ہی جست مین قلعہ کوہ پر نہ پہونچ سکین
اور اگر بالفرض ان جملہ امور مین کامیاب بھی ہو گئے تو کیا معلوم کہ
محنت کا نتیجہ بھی ملے یا نہ ملے ان سب باتون کے لحاظ سے میرا تو خیال
یہ ہوتا ہی کہ اس کام مین قطعًا مین تیرا شریک نہ ہون اور تجھکو بھی
اس موہوم و خطرناک راہ مین پڑنے سے مانع ہون۔ غانم بولا کہ ان
امور سے قطع نظر کرکے مین تو اس راہ مین اکیلا چلا جاتا ہون اور مین
خوب جانتا ہون کہ تو وقت قوت و توانائی کے میری معیت نہین کر سکتا خیر دور ہی
سے تماشا دیکھ کہ پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی سالم نے کہا کہ بھائی
ایسے تماشے سے بھی جسکو طبیعت قبول نہ کرے مین باز آیا بلکہ یہ مناسب
سمجھتا ہون کہ تیرے اس کام کے شروع کرنے سے پہلے ہی مین ٹل جاؤن
پس بے مروتی اور بے وفائی گوارا کرکے غانم سالم کو تنہا چھوڑکر چلتا ہوا
غانم جان پر کھیل کے اُس چشمہ پر آیا اور جھم سے اُس مین کود پڑا یا وری
بخت اور خدا کی مدد سے بخیریت تمام کنارے پر پہونچ گیا اور زیر سنگین
کو ایک ہی سہلے مین اُٹھاکر اور کندھے پر رکھکر دوڑتا ہوا پہاڑ کی
چوٹی پر جا پہونچا پہاڑ کے اُسطرف ایک شہر وسیع نظر پڑا شہر کیجانب
دیکھ ہی رہا تھا کہ پتھر کے شیر مین سے ایسی ہولناک صدا پیدا ہوئی
کہ جسکی بھیانک آوازے کوہ و دشت مین زلزلہ پڑ گیا اور اس مہیب
صدا سے اہل شہر سب جمع ہو کر جوق جوق غانم کی سمت آئے غانم قدرت
خدا کا کرشمہ دیکھکر متحیر تھا کہ اتنے عرصہ مین ساکنان شہر قریب آ گئے

اُس مجمع مین سے جو لوگ کہ اعلیٰ درجے کے تھے وہ آگے بڑھکر غانم کے سامنے آئے اور بصفائی قلب سجدہ غلامانہ بجا لاکر نہایت ادب سے مرکب صبا رفتار پر سوار کرا کے شہر کی جانب روانہ ہوے جب شہر مین داخل ہوے تو نہایت تعظیم سے غانم کو کیوڑے گلاب سے حمام کرا کے اور انواع و اقسام کے عطریات اور خوشبویون سے معطر کر کے ایک خلعت شاہانہ گرانبہا زیب جسم کرا کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا غانم نے اس عجیب و غریب معاملے کی حقیقت دریافت کی تو ارکین سلطنت نے بالاتفاق عرض کیا کہ حکماے متقدمین اور علماے سابقین نے اس چشمہ اور شیر کو طلسم کے زور سے طیار کیا ہی جب کہ اس شہر کا بادشاہ سراے فانی سے رحلت کرتا ہی تو کوئی صاحب نصیب خوش تقدیر اس چشمہ پر آ نکلتا ہی اور بامداد غیبی چشمے کو عبور کر کے شیر کو کندھے پر اُٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر آ پہونچتا ہی تو شیر مین سے ایک صدا پیدا ہوتی ہی تو ہم لوگ شکر پروردگار بجالا کر اُس اولوالعزم شخص کو نہایت تعظیم و تکریم سے شہر مین لاتے ہین اور تخت سلطنت پر متمکن کر کے بادشاہ بناتے ہین اور اُسکے ظل عاطفت مین بآرام و آسائش زندگی بسر کرتے ہین۔ دمنہ نے کہا مقصود میرا اس حکایت کے بیان کرنے سے یہ ہی کہ عیش و آرام بدون تکلیف اُٹھائے حاصل نہین ہو سکتا۔ کلیلہ نے کہا کہ ای بوالہوس اس کام کے حاصل کرنے کی کیا تدبیر تیرے ذہن مین آئی ہی اور اس سے بچنے کی کیا فکر سوچی ہی۔ دمنہ نے جواب دیا کہ فی الحال جو پریشانی شیر کو

لاحق ہی وہ نہایت آسانی سے رفع ہو سکتی ہی اگر وہ میری زبان آوری
اور تملق سے خوش ہو جائے اور اس ذریعہ سے میری ہوشیاری شیر کے
دل مین جم جائے گی تو یقین کامل ہی کہ میری ترقی روز افزون
ہو جائیگی اور مراتب اعلیٰ پر فائز ہو جاؤنگا۔ کلیلہ مستفسر ہوا کہ ملازمت
شاہی اور رسوخ تجھکو کس طرح حاصل ہوگا اور بالفرض ہو بھی جائے
تو آج تک تو نے شاہی ملازمت نہین کی ہی اور آداب شناسی شاہانہ
سے محض نابلد ہی تھوڑے عرصہ مین تو نے یہ عزت و توقیر جو حاصل
کی ہی وہ یکلخت زائل ہو جائے گی۔ دمنہ نے جواب دیا کہ جب طالع
بیداری کرتا ہی تو اُس وقت دور کی سوجھنے لگتی ہی۔ اور کل
باتین خود بخود ذہن مین آنے لگتی ہین جیسا کہ اخبارون مین
دیکھا گیا ہی۔

حکایت ایک درودگر کو بمساعدت بخت سلطنت ملگئی تھی اور بڑا دادگستر
اور عدل پرور ہو گیا تھا جسکی معدلت کا شہرا اکناف عالم مین مشتہر ہو گیا تھا اور
تمام رعایا و برایا اُسکے عدل و انصاف کے معرف و مداح ستھے ایک قدیم
بادشاہ نے اُسے تحریر کیا کہ تو بڑھئی تھا اور اپنے پیشۂ نجاری کو خوب
کرتا تھا پس انتظام مملکت و قواعد حکمرانی تو نے کیونکر سیکھ لیے اُسنے جواب
مین لکھ بھیجا کہ جسنے مجھکو دولت و کامرانی عنایت فرمائی ہی اُسی نے تدبیر
جہانداری کی بھی تعلیم دی ہی اور یہ اصول جہانبانی بھی اُسکی فیضان
تعلیم کا اثر ہی کلیلہ نے کہا اگرچہ تیرے ارادے کو مین پسند نہین کرتا ہون

اور میری نظر مین وہ معقول نہین ہی لیکن بمقتضاے محبت قدیمی کہتا ہون کہ بادشاہون
کی صحبت نہایت خطرناک ہوتی ہی حکیمون کا مقولہ ہی کہ عاقل شخص بجز حالت مجبوری
یا اشد ضرورت کے تین چیزون کو اختیار نہین کرتا (۱) بادشاہ کی مصاحبت کی
تمنا۔ (۲) تریاق کے اعتماد پر زہر کھانا۔ (۳) مستورات اور اطفال مین افشاے راز
کرنا۔ اگرچہ مین ان تدابیر کا قائل نہین ہون لیکن جب کہ تیرا عزم بالجزم
ہی تو خدا مبارک اور سازوار کرے۔ الغرض دمنہ کلیلہ سے رخصت ہوکر بارگاہ
شاہی مین حاضر ہوا اور دور ہی سے آداب وکورنش بجا لایا شیر نے اپنے خدام سے
دریافت کیا کہ یہ کون ہی اُن لوگون نے عرض کیا کہ فلان کا بیٹا ہی۔ جو
ملازمین والا مین سے تھا شیر نے کہا مین اسکے باپ سے خوب واقف ہون
بعدازان اسکو قریب بلاکر پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان سکونت رکھتا ہی دمنہ
نے دست ادب باندھکر عرض کیا کہ عرصہ سے بوجہ نامساعدت بخت دولت آستان بوسی
سے محروم تھا لیکن اب بموافق دستور کے اپنے باپ کے عہدے پر حاضر ہوگیا ہون
اور اسکو سرمایۂ سعادت جانکر مترصد ہون کہ اگر کوئی مہم درپیش ہو تو اُسے
بوجہ احسن انجام کو پہونچاؤن جو باعث خوشنودی مزاج جہان پناہ ہو اور غلام
اپنی دلی مراد پر فائز ہو شیر نے کہا کہ یہ کیا غیر ممکن الوقوع خیال تیرے دل مین
پیدا ہوا ہی۔ کوچہ گرد اور آوارہ شخص کو ہماری بارگاہ مین کس طرح باریابی
اور تقرب حاصل ہو سکتا ہی جب کہ بڑے بڑے تجربہ کار اور آزمودۂ روزگار معاملات ملکی
کو حسن انجام نہین کرسکتے تو ایک گدا خصال ناتجربہ کار کیا انصرام کرسکتا ہی
دمنہ نے عرض پیرا ہوا کہ شاہون کی درگاہ مین اگرچہ حل وعقد مہمات ملکی ارکان دولت

کی رائے صائب کے ساتھ مخصوص ہی لیکن بعض اوقات ایسا بھی کام درپیش
ہوجاتا ہی جو کم درجہ کے لوگون کی کوشش سے انجام پذیر ہوجاتا ہی جیسا کہ
جو کام ایک حقیر چیز سوزن سے نکل آتا ہی وہ بڑے بھالے سے نہین نکل سکتا اور
جو کام ایک کمتر کارد سے نکل جاتا ہی وہ شمشیر آبدار سے برآمد نہین ہو سکتا
خورد و کلان کم و بیش اپنے اپنے موقع و محل پر سب کام آتے ہین کوئی بیکار
نہین ہی۔ کبھی کم درجہ کے شخص کو وہ تدبیر سوجھتی ہی جو اعلی درجہ کے مدبر کے
ذہن مین نہین آتی اور کار نمایان کر گزرتا ہی۔ چنانچہ شیر دمنہ کی
نصیح البیانی اور شیرین سخنی سے از بس محظوظ ہوا اور خیال کیا کہ اگرچہ یہ ایک کم پایہ
شخص ہی لیکن تربیت کے لائق معلوم ہوتا ہی اپنے ارکان دولت کی جانب مخاطب
ہو کر کہا کہ آیندہ سے کوئی اس جوان ہوشمند کا مانع نہ ہو۔ غرضکہ چند عرصہ مین
دمنہ ارکان سلطنت کے زمرہ مین داخل ہو گیا یہان تک کہ خلوت و جلوت
بزم و رزم مین بغیر اسکی شرکت راے کے کوئی کام سرانجام نہین پاتا اور مہمات
ملکی و مالی بدون اسکی صلاح و مشورہ کے انجام پذیر نہین ہوتے ویسا کچھ
رسوخ پیدا کیا کہ شیر خاص کے مرتبہ تک پہونچگیا۔ دمنہ نے ایک روز موقع
مناسب دیکھکر شیر کے حضور مین عرض کیا کہ جہان پناہ عرصہ سے ایک ہی مقام پہ
رونق افروز رہتے ہین نہ شکار کی طرف توجہ ہی نہ مہمات ملکی کے انجام دینے مین
طبع مبارک مصروف ہوتی ہی اسلیے غلام چاہتا ہی کہ اس افسردگی مزاج کا باعث
دریافت کر کے اسکی مدافعت مین سعی و کوشش بجالائے۔ شیر چاہتا تھا کہ اس سے
اپنا حال مخفی رکھے کہ اتنے عرصہ مین شنزبہ کی بھیانک آواز گوش زد ہوئی اس صدا کے

ہولناک کے سنتے ہی شیر سراسیمہ و پریشان ہوگیا اور حواس مختل ہوگئے کچھ دیر کے بعد ہوش و حواس بجا ہوے اور اپنا راز دلی دمنہ سے بیان کیا کہ اسی آواز مہیب سے مجکو سراسیمگی اور افسردگی رہتی ہی نہین معلوم یہ کسکی آواز ہی۔ مین خیال کرتا ہون کہ اِس جانور کی آواز کے مطابق اُسکا زور اور قد و قامت بھی ہوگا اگر میرا خیال درست ہی تو میرا رہنا اس مقام پر غیر مناسب ہی دمنہ نے عرض کیا کہ فقط اس آواز کی وجہ سے جلا وطنی اختیار کرنا اور ملک و دیار ترک کر دینا مناسب نہین معلوم ہوتا بزرگون کا قول ہی کہ ہر صورت معنی پر دلالت نہین کرتی اور ظاہر باطن کے مشابہ نہین ہوتا جو شخص قوی الجثہ اور آواز بلند پر اعتبار کرتا ہی اُسکی وہی حالت ہوتی ہی جو لومڑی کی ہوئی شیر نے کہا وہ بیان کر۔

حکایت دمنہ نے عرض کیا کہ ایک لومڑی بتلاش غذا صحرا مین چارون طرف پھر رہی تھی اتفاقاً اُسنے ایک مرغ خانگی کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے زمین پر چونچ مار رہا ہی۔ لومڑی نے چاہا کہ گھات پاکر اُسکو شکار کرے کہ ایک ڈھول درخت پر آویزان نظر آیا جب ہوا چلتی تھی تو درخت کی شاخ اُس ڈھل پر پڑتی تھی اور اُس سے ایک سہمگین آواز پیدا ہوتی تھی روباہ نے قوی الجثہ اور خوفناک آواز کی وجہ سے اس ڈھل کو نیم مردہ جانور خیال کرکے اپنے دل مین کہا کہ اسکا گوشت و پوست اسکے جثہ اور آواز کے مطابق ہوگا اس خیال سے کمین گاہ سے نکل کے درخت کی جانب روان ہوئی تو وہ مرغ لومڑی کو دیکھ کر مارے ڈر کے بھاگ گیا لومڑی بہ مشکل صد دقت تمام درخت پر چڑھی اور بہزار خرابی اُس

ڈھول کے پوست کو پھاڑا بجز خشک جھلی اور سخت لکڑی کے اور کچھ نہ پایا سخت
پشیمانی کی حالت مین رہ گئی۔ لہذا بادشاہ کو چاہیے کہ اس آواز سے کچھ
فکرمند نہ ہو اور مطلق اندیشہ نہ کرے بلکہ ارشاد والا ہو تو فدوی اسکی تحقیقات
کرکے مفصل و مشرح حالات حضور مین عرض کرے۔ شیر نے دمنہ کی گفتگو
پسند کی اور اسکو تفتیش احوال کے لیے روانہ کیا کچھ دیر کے بعد دمنہ واپس آیا
اور دست ادب باندھکے استادہ ہوا شیر نے پوچھا کیا خبر لایا اور کیا تحقیق کیا دمنہ
نے سلام کرکے عرض کیا کہ ای جہاندار والا شکوہ جسکی آواز گوش مبارک تک پہونچی
ہو وہ ایک بیل ہی جو اس جنگل کے متصل رہتا ہی اور سوائے کھانے اور پینے کے
کسی بات سے سروکار نہین رکھتا شیر نے اسکی قوت کے اندازہ کی نسبت دریافت
کیا دمنہ نے جواب دیا کہ اسمین دبدبہ اور شوکت کا مطلق کچھ اثر پایا نہین جاتا
ہر چند مین نے حکمانہ اور دوبدو اس سے گفتگو کی مگر اسکو بالکل احساس نہ ہوا
اسکے کان پر جون بھی نہ رینگی۔ شیر نے کہا کہ ایسے دھوکون مین آجانا
خردمندی سے بہت بعید ہی بزرگ منش لوگ تاوقتیکہ دشمنون کو اپنا مدِمقابل
نہین خیال کرلیتے اسوقت تک اظہار قوت و شوکت نہین کرتے۔ دمنہ نے
عرض کیا کہ ای جہاندار باقبال آپ اسکو ایسا زبردست نہ تصور فرمائین اور
اس مہم کو چندان مشکل نہ سمجھین مین نے اسکے بشرے اور طرز کلام سے
کماینبغی حقیقت دریافت کرلی ہی اگر جہان پناہ کو باور نہ ہو تو حکم محکم شرف
نفاذ پاوے تاکہ مین اسکو دست بستہ سرکار والا مین حاضر کردون شیر اس تقریر کو
سنکر نہایت شادکام ہوا اور اسکے احضار کی اجازت دی دمنہ شنزبہ کے پاس آیا

اور دل مضبوط کرکے مردانہ وار گفتگو کرنے لگا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی
شنزبہ نے اپنا کل حال بے کم وکاست بیان کیا۔ دمنہ اپنی فراست پر بہت نازان
ہوا اور کہا کہ شیر نے مجھے تیرے لانے کے لیے ارشاد فرمایا ہی اور بہت جلد حاضر
ہونے کا حکم دیا ہی آج تک عدم حاضری کا قصور جو تجھ سے سرزد ہوا ہی اور ملازمت
جہاندار مین شرف اندوز نہین ہوا وہ سب خطائین معاف کی جائین گی اور
اگر تو چلنے مین تاخیر کرے گا تو مین فوراً چلا جاؤن گا اور تمام سرگذشت تشریحاً
معرض بیان مین لاؤن گا پھر واللہ اعلم کیا حکم نافذ ہو۔ شنزبہ نے کل کیفیت
شیر کی دریافت کی دمنہ نے کہا کہ وہ اس ملک کا حکمران ہی اور اسکے قہر وغضب
ولطف وعطا کی پوری داستان نہایت عمدہ پیرایہ مین بیان کی شنزبہ کو اس پیغام
طلب سے بہت فکر وتردد لاحق ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تیری کچھ امداد ہو گی اور اسکے
قہر وغضب سے محفوظ رکھے گا تو مین تیرے ساتھ چلنے پر مستعد ہون۔ دمنہ نے
سوگند ادا کی اور اقرار واثق کیا کہ شنزبہ کو اسکے عہد وپیمان پر اطمینان کلی ہو گیا
مگر باایںہمہ شنزبہ ظاہر مین خوش اور باطن مین بیدل تھا لیکن بمصداق زبردست
مارے اور رونے نہ دے دمنہ کے ہمراہ طوعاً وکرہاً روانہ ہوا جب دونون قریب پہنچے
تو دمنہ نے آگے بڑھکر شنزبہ کے حاضر ہونے کی خبر شیر کے حضور مین عرض کی۔
شیر نے شکر خالق ادا کیا اور حاضر کرنے کا حکم دیا۔ شنزبہ شیر کے حضور مین حاضر
ہو کر آداب بجالایا۔ شیر عنایت خسروانہ سے پیش آیا اور شاہانہ شفقت سے پوچھا
کہ اس نواح مین کب آنا ہوا اور کیا تقریب کیا ہوئی شنزبہ نے اپنا قصہ تمام
من وعن بیان کیا شیر نے کہا کہ خیر ہماری بارگاہ فلک اشتباہ مین حاضر رہا کر تاکہ مورد شفقت

در حمت شاہنشاہی ہو شنتربہ نے زبان صفت وثنا کھولی اور خدمتگزاری
مین کمر ہمت چست باندھی اور حاضر باش رہنے لگا اور شیر بھی اُسکی غور و پرداخت
مین کوتاہی نکرتا تھا۔ شیر کو دمنہ کی یہ خدمت کمال پسندیدہ ہوئی اور خلعت
بیش بہا سے مخلع کیا شیر شنتربہ کو اہم کامون کے انصرام کے لیے بھیجتا اور اسکے
حسن خدمت اور لیاقت ذاتی کا امتحان کرتا رہا یہان تک رفتہ رفتہ شیر کو معلوم ہو گیا
کہ شنتربہ کی بزرگ منشی اور خیر اندیشی دیگر یاران درگاہ سے بہت بڑھکے ہی آخرالامر
شیر نے شنتربہ کو مقرب خاص سلطانی اور رکن اعظم و دستور معظم بناکر سب سے اعلی
مرتبہ پر معزز و ممتاز فرمایا۔ دمنہ نے جب شنتربہ کا عروج اور اپنی عزت و توقیر
مین کمی دیکھی تو اسکی آتش حسد مشتعل ہونا شروع ہوئی اور ورطۂ غیرت مین
غوطہ زن ہونے لگا جس کے باعث سے وہ کمال تفکر و تردد کی حالت مین رہنے
لگا اور پریشانی خاطر اس کو دامنگیر ہوئی القصہ خواب وخور اُس نے ترک
کردیا اور دیوانہ وار کلیلہ کے پاس گیا اور کہا کہ برادر مین نے شیر کی کسقدر
خدمت گذاری کی اور کیسی کیسی تدبیرون سے شنتربہ کو اُسکے حضور مین حاضر
کیا اور اُسکے دل سے کل وغدغے مٹائے اب وہ کل مقربان درگاہ شاہی پر
فوق لے گیا ہی اور کل امورات ملکی ومالی کا دار و مدار اُسی کی رائے سے ہوتا ہی
اور مین اپنے پایۂ اور مرتبے سے گر گیا ہون اسکا کچھ علاج بتانا چاہیے اور
اِسس باب خاص مین تمھارا کیا مشورہ ہی کلیلہ نے جواب دیا کہ ای یار عزیز
خود کردہ را علاجے نیست ؎

ہر کس از دست غیر نالہ کند		سعدی از دست خویشتن فریاد	

تم نے تو خود اپنے پانون مین کلھاڑی ماری اب تم پر وہی مثل صادق آتی ہی جو معاملہ زاہد کو پیش آیا تھا دمنہ نے پوچھا اُسے بیان کرو۔ کلیلہ نے سلسلۂ بیان آغاز کیا۔

حکایت ایک زاہد کو بادشاہ نے خلعت گرانمایہ عنایت فرمایا ایک چور کو اس حال کی خبر ہوئی اور اسے بھاگنے کی بہت تدبیرین کین مگر کوئی مفید مطلب نہوئی آخرکار مرید ہو نیکے بہانے اُسکے پاس گیا اور اُسکی بعیت اختیار کی چند مدت مین زاہد کا محرم راز ہوگیا ایک شب کو موقع پاکر اُس گرانبہا خلعت کو چرالے گیا۔ جب زاہد کو وہ خلعت نظر نہ آیا اور مرید کو بھی وہان نہ پایا تو سمجھ گیا کہ یقیناً وہ دزد تھا اور مجھکو دھوکا دیکر خلعت لیگیا زاہد اُس کی جستجو مین شہر کیجانب روانہ ہوا اثناء راہ مین کیا دیکھتا ہی کہ دو ہرن آپس مین لڑ رہے ہین اور اُن دونون کے سر اور منھ سے خون جاری ہی ایک روباہ گرسنہ خون چاٹنے کے لیے بیچ مین آئی اور دونون ہرنونکی ٹکر کھاکر ہلاک ہوگئی زاہد یہ حال دیکھکر متنبہ ہوا اور آگے بڑھا اور رات کے وقت شہر مین پہونچا۔ شہر پناہ کے دروازے بند تھے زاہد مقام قیام کی تلاش مین تھا کہ ایک بڑھیا اسکو پریشان دیکھکر اپنے گھر لے گئی وہ غنیمت جان کر وہان فروکش ہوا اور گوشۂ کاشانہ مین بیٹھکر عبادت الٰہی مین مصروف ہوا وہ پیرزال بدکاری مین شہرۂ آفاق تھی اور فعل شنیع کی غرض سے چند لونڈیان مجتمع کر رکھی تھین جنکی آمدنی سے اوقات بسر کرتی تھی اُنمین سے ایک لونڈی جو نہایت حسین وجمیل تھی اور ایک جوان خوشرو اوباش سے نہایت محبت رکھتی تھی جس طرح کہ پھول سے خوشبو جدا نہین ہوتی

اسی طرح اسکو بھی مفارقت اُس گلرو کی گوارا نہ تھی نہ وہ لونڈی کسی دوسرے شخص کی طرف میلان طبع رکھتی تھی نہ یہ جوان اُسکو چھوڑتا تھا اگرچہ اکثر لوگ اُس حسین لونڈی پر فریفتہ تھے اور دلالہ اسکی اس حرکت سے بیزار اور آمدنی کی تقلیل سے تنگ ہو کر اُس جوان رعنا کے درپے ہلاک تھی جس شب کو زاہد اُسکے مکان مین فروکش ہوا اُسنے یہ تدبیر کی کہ شراب مین داروے بیہوشی کو آمیز کیا اور جبکہ دونون سرمست بادۂ مدہوشی تھے اس قحبہ دلالہ نے ایک نَے مین زہر ہلاہل بھر کے ایک سرا اُسکا اپنے منہ مین دبایا اور دوسرا اُس جوان کے نتھنے مین رکھکر چاہتی تھی کہ پھونکے ناگاہ جوان کو چھینک آئی جسکی وجہ سے تمام زہر زن بدکارہ کے دماغ مین سرایت کر گیا اور فی الفور ہلاک ہو گئی جب مہر جہان تاب طالع ہوا زاہد اُس مکان سے نکلکر اپنی استقامت کے لیے دوسرا مقام تجویز کرنے لگا ایک موچی جو زاہد کا عقیدت مند تھا اسکو اپنے گھر لے گیا اور مراسم مہمانداری کے ادا کرنے کے بعد خود کسی کام کے لیے باہر گیا موچی کی عورت ایک مرد سے تعلق رکھتی تھی جب اُسنے دیکھا کہ مرد گھر مین نہین ہی تو ایک نائن کو جو اُسکی رازدان تھی اپنے آشنا کے بلوانے کو بھیجا حسب الطلب وہ جوان حاضر ہو کر دروازے پر منتظر تھا کہ اتنے مین موچی آ پہونچا اور غیر مرد کو دروازہ پر کھڑا دیکھا چونکہ پہلے سے بھی بدگمان تھا اور اب تو خود آنکھون سے دیکھ لیا اب اُسکو یقین کامل ہو گیا اور گھر مین آکر عورت کو خوب زدوکوب کر کے ستون سے باندھ دیا اور آپ جا کر بستر راحت پر لیٹ رہا زاہد یہ ماجرا دیکھکر دل مین کہتا تھا کہ ایک بیقصور عورت کو اسقدر مار پیٹ کرنا انصاف کے

خلاف ہی بلکہ مین اس عورت کی سفارش کرتا تو مناسب تھا اتنے عرصہ مین نائن
نے آکر کہاکہ توکب تک یار کو منتظر رکھے گی موچی کی عورت نے بآواز غمگین و حزین
نائن سے کہاکہ میرا شوہر بے رحم آپہونچا اور اُسے دروازہ پر دیکھکر دیوانہ وار
گھر مین آیا اور مجکو خوب زد و کوب کرکے اس ستون سے باندھ دیا ہی تو ازراہِ
شفقت آکر مجھے کھول دے تاکہ تجھے مین اپنی جگہ باندھ دون اور بعد ازان
جاکر یار سے عذر خواہی کرکے چلی آؤن اور تجھے کھولکر پھر بدستور مین اپنے تئین
باندھ کر کھڑی ہو رہون۔ نائن احمق اسپر رضامند ہوگئی اور وہ عورت اُسکو
باندھ کر باہر گئی۔ اتنے عرصہ مین موچی جاگ اُٹھا اور اُسنے عورت کو پکارا
نائن ڈر کے مارے خاموش ہو رہی کہ شاید موچی آواز سے پہچان لے ہرچند
موچی غصہ مین آکر چلاتا رہا مگر عورت نے چپ نا ندہ لی اور مطلق جواب ندیا
آخر کار موچی طیش مین آکر رانپی لیکے اٹھا اور نائن کی ناک کاٹ لی ورُاسکے
ہاتھ مین رکھکر کہاکہ اے غمناک یہ تحفہ اپنے یار کو بھیجدینا نائن نے جان کے
خوف سے ناک کا کٹ جانا گوارا کیا اور اُسپر بھی نہ بولی موچی کی عورت جب
عذر خواہی کرکے واپس آئی تو اس دردناک واقعہ پر آبدیدہ ہوکر نائن سے
معافی کی خواستگار ہوئی اور کمال عذر کرکے اُسے کھولدیا اور خود بند مکر
کھڑی ہو رہی۔ ناک کو نائن ہاتھ مین لیئے ہوئے اپنے مکان کو چلی گئی کبھی
عالم حیرت مین روتی اور کبھی ہنستی تھی زاہد اِن واقعات عجیب کے مشاہدے سے
ششدر و متحیر تھا موچی کی عورت نے ازراہ مکر و فریب ہاتھ اُٹھاکر جناب باری
کی درگاہ مین استغاثہ کرنا آغاز کیا اور زار و قطار روتی تھی اور کہتی تھی کہ

خداوندا تو خوب جانتا ہی کوئی بات تجھپر مخفی نہین تو عالم الغیب سے میرے شوہر
نے ناحق مجھپر تہمت لگائی ہی تو ارحم الراحمین ہی اگر مین باعصمت ہون اور
کوئی حرکت خلاف مجھسے سرزد نہین ہوئی ہی تو اپنی شان رحمت سے میری
ناک جو چہرہ کی زینت ہی پھر ویسی ہی کر دے جیسی تھی تیرے رحم وکرم سے
کچھ بعید نہین ہی تجھ مین سب طرح کی قدرت ہی مجھ بے گناہ کے حال پر رحم
کر دے شوہر اسکی گریہ وزاری سنکر جاگ اُٹھا اور کہنے لگا کہ او فاسقہ و فاجرہ
یہ کیا دعا مانگتی ہی ایسی قحبہ و بدکار عورتون کی دعا درگاہ باری تعالیٰ مین کب
مستجاب ہوتی ہی دفعتہً زن مکارہ نے شور وغل مچانا شروع کیا کہ ای ظالم اظلم
نا خدا ترس دیکھ اُسکی قدرت کاملہ کو اور میری عصمت و پاکدامنی پر یقین کر
مرد سادہ لوح نے روشنی ہاتھ مین لے کر عورت کو دیکھا کہ فی الواقع ناک اُسکی
جیسی تھی ویسی ہی ہوگئی کسی قسم کا خراش یا خط تک نہ پڑا تھا بس یہ عذر و
معذرت کرنے لگا اور عورت کی پاکدامنی کا یقین اسکے دل مین راسخ ہوگیا
فوراً اُسکے ہاتھ ستون سے کھولدیے اور بحلف کہنے لگا کہ میرا قصور معاف کر دے
آیندہ سے مین تیری اطاعت و فرمانبرداری مین ذرا بھی کوتاہی نہ کرونگا
یہان تو یہ واقعہ گذرا اب ذرا نائن غمناک کا حال سماعت فرمائیے کہ جب وہ ناک
ہاتھ مین لیئے ہوئے اپنے گھر پہونچی اور دل مین سو سو طرح کے منصوبے گانٹھنے
لگی اور حیلہ سوچتی تھی کہ کیا فکر کرون کہ ایک مکر اسکے ذہن مین آیا۔
صبح کاذب کا تو وقت ہی تھا یعنی کسیقدر اندھیرا تھا کہ نائی خواب سے بیدار
ہوکر اٹھا اور عورت سے اپنی کسوت مانگی اُس مکارہ نے اول تو کچھ دیر لگائی

اور بعد ازان خالی استرہ دید یا نائی نے غصہ مین آکر تاریکی کے عالم مین
عورت کی طرف اُسترہ زور سے پھینک دیا بس عورت رونے پیٹنے اور چلانے
لگی کہ ہی ہی موے نے اس زور سے استرہ پھینکا کہ وہ میری ناک پر پڑ گیا اور
ناک کٹ گئی ایسا بھی کوئی کرتا ہی اور جزع و فزع سے سارا گھر سر پر اُٹھا لیا۔
اس شور وغل کے سبب سے ہمسایہ والے نائی جمع ہو گئے اور عورت کو بینی بریدہ
و خون آلودہ دیکھکر نائی کو لعنت ملامت کرنے لگے اب یہ غریب نائی عجب
ششش و پنج کی حالت مین ہی کہ نہ اقرار ہی کرتے بنتا ہی نہ انکار سے
کاربرآری ہو سکتی ہی۔ دن کو عورت کے عزیز و اقارب خبر پاکر آئے اور حاکم
کے سامنے اس مقدمہ کو پیش کیا اور دادرسی کے خواستگار ہوئے زاہد بھی
حسب اتفاق اُسی حاکم کے پاس بیٹھا ہوا تھا جہان استغاثہ پیش ہوا حاکم نے
بحکم شرع الجروح قصاص کے نائی کی ناک کاٹنے کا حکم دیا زاہد نے حاکم کو عجلت
سے منع کیا اور مکرر غور کرنے کی ہدایت کی اور کہا کہ چور نے خلعت نہین چرایا
اور لومڑی کو ہرنون نے نہین مارا اور پیرزن کو زہر ہلاہل نے نہین ہلاک کیا
اور موچی نے ناک نہین کاٹی بلکہ یہ تمام بلائین مین نے برداشت کین حاکم نے
استفسار کیا کہ ان واقعات کو مفصل و مشرح بیان فرمائیے تاکہ سمجھ کر حکم مناسب
دیا جائے۔ چنانچہ زاہد نے حسب الحکم تمام کیفیت اپنے مشاہدہ کی حاکم سے بیان کی اور
کہا کہ اگر مجھکو مرید کرنیکی طمع دامنگیر نہوتی تو میرا جامہ ہرگز نہ چوری ہوتا اور اگر لومڑی خونخواری
نکرتی تو ہرنون کے بیچ مین پڑکر ہلاک نہوتی اور اگر زن لالہ جوان رعنا کی ہلاک کرنیکا ارادہ
نکرتی تو اپنی جان شیرین کو برباد نکرتی اور اگر نائن فعل بد مین شرکت نکرتی تو ناک اُسکی کٹنے سے

بچ جاتی حاکم نے زاہد کے بیان پر کل مجرمون کو سزا دیدی کلیلہ نے کہا یہ حکایت مین نے اسواسطے بیان کی تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ بلا تو نے اپنے لیئے خود مول لی ہی اب تو ہی بتا کہ کیا فکر کیجائے دمنہ نے کہا کہ ای برادر مین ارادہ کرتا ہون کہ بیل کو قتل کرا دون اور اگر اسمین کوتاہی کرون تو عاقلون کے سامنے معافی کے قابل نہونگا مین اُس مشت پر چڑیا سے کم نہین ہون جسنے باشہ سے اپنا انتقام لیا۔

حکایت دو چڑیان ایک درخت پر رہتی تھین اور ایک باشہ کا آشیانہ بھی وہان سے قریب تھا جب بچے نکلتے تھے تو باشہ موقع پاکر اُن کو کھا لیا کرتا تھا اور چڑیون کو بہ تقتضاے حب الوطنی اپنا جھونجھ چھوڑ دینا گوارا نہ تھا ایک مرتبہ ایک بچہ بچگیا اور جوان ہوا ان باپ باشہ کے خوف سے رونے لگے بچے نے والدین سے رونیکی وجہ دریافت کی اُنھون نے باشہ کے ظلم کا حال بیان کیا اس بچےنے جواب دیا قضا و قدر کے معاملہ سے سرتابی کرنا بندگی سے بعید بلکہ غیر ممکن ہی لیکن خالق کائنات نے اس عالم اسباب مین ہر درد کی دوا بھی پیدا کی ہی اگر سعی بلیغ کی جائے تو کیا عجب ہی کہ یہ بلا ہمپر سے ٹل جائے اور اس فکر و تردد سے ہم نجات پائین۔ چڑیون کو یہ بات بہت پسند آئی۔ ایک تو بچے کی حفاظت کے لیے وہین رہی اور دوسری چڑیا اس مہم کی تدبیر کے لیے اُڑکر چلی تھوڑی دور چلی تھی کہ اسکو یہ فکر درپیش ہوئی کہ کہان جاؤن اور کس سے اپنا درد دل بیان کرون کہ ناگاہ اسکو ایک جانور سمندر نظر آیا جو آتشکدہ سے باہر نکل کر جنگل کی ہوا کھا رہا تھا۔ چڑیا نے اسکی خلقت عجیب اور شکل غریب دیکھکر اپنے جی مین کہا کہ اس عجیب الخلقت پرندے سے شاید کچھ مطلب نکل سکے پس نہایت ادب سے چڑیا سمندر کے قریب آئی سمندر نے ازراہ غریب پروری شرائط مہمان نوازی

ادا کر کے اُس سے پوچھا کہ تیرے بشرہ سے آثار فکر و تردد ظاہر ہوتے ہین اگر ماندگی سفر اسکا باعث ہی تو چندے یہان قیام کرکے آسودہ ہولے اور اگر اور کوئی وجہ ہی تو اُسے ظاہر کر حتی الوسع اُسکے بارہ مین کوشش کیجائے گی۔ چڑیا نے بکمال عاجزی اپنا حال زار مو بمو بیان کیا سمندر نے جواب دیا کہ تو زیادہ فکر نہ کر مین بہت جلد اس بلا کو تجھپر سے دفع کیے دیتا ہون بلکہ آج ہی کی شب کو اُسکا آشیانہ ہی جلائے دیتا ہون تو گھبرا نہین۔ غرضکہ جب شام ہوئی تو سمندر اپنے ابناے جنس کے ساتھ کسیقدر روغن نفط اور گندھک لیئے ہوئے چڑیا کی رہنمائی پر باشہ کے جھونجھ کے نزدیک گیا اور محرق اشیا جو اپنے ساتھ لایا تھا انکو آشیانہ پر چھڑک دیا اور خود واپس چلا آیا۔ دفعتہً آگ بھڑک اُٹھی اور خود باشہ مع عیال واطفال کے جل بھن کر رہ گئے۔ کلیلہ نے کہا ہان مجھے معلوم ہی کہ تو دشمنی پر کمر باندھے ہوئے ہی اور شنزبہ کے درپے قتل ہی اور اسکا نقصان تیرے مرکوز خاطر ہی لیکن یہ بات قدیم سے مشہور چلی آتی ہی اور قرین قیاس بھی ہی کہ کسی کو ایذا پہونچانا اور ناحق تکلیف دینا اچھا نہین ہی اسکا نتیجہ بہت خراب نکلتا ہی اور کسی کے حق مین ضرر رسانی بطور مکافات اپنی ہی ایذا رسانی کا باعث ہو جاتی ہی جیسا کہ بادشاہ دادگر کا حال ہوا دمنہ نے پوچھا کس طرح۔

حکایت کلیلہ نے بیان کیا کہ ایک بادشاہ بڑا ظالم اور مردم آزار تھا ایک دن برائے شکار گیا تھا کہ دفعتہً جنگل مین یہ خیال اسکے دل مین پیدا ہوا کہ عیش و عشرت کا سامان بادشاہ کے لیے کچھ ذاتی نہین ہی بلکہ دوسرون کا رنج و تکلیف برداشت کرکے نگہبانی خلق خدا کرنے کے واسطے ہی۔ جب صیدگاہ سے دارالامارۃ مین واپس آیا

تو چند اشخاص کو طلب کر کے ارشاد کیا کہ صاحبو اب تک میرے دماغ مین عدل و انصاف کی بو بھی نہین گئی تھی لیکن یہ بات آج الہام غیبی سے مجکو معلوم ہوئی ہی پس یہ کرنا چاہیے کہ آج سے رعایا پر کسی طرح کا جبر وظلم روا نہ رکھا جائے اور ارکان سلطنت کو حکم دیا کہ منادی کر دی جائے اور یہ خوشخبری تمام شہر مین مشتہر کی جائے کہ آج سے خلق اللہ پر کسی طرح کا ظلم وستم نہ ہوگا اور عدل وانصاف سے کام لیا جائے گا رعایا کو اس نوید تازہ سے مسرت بے اندازہ حاصل ہوئی اور تمام مخلوق شادان و فرحان خوش خوش بادشاہ کو دعائین دینے لگی جبکہ بادشاہ کے عدل وانصاف کا شہرہ تمام دنیا مین پھیل گیا تو اُسکا لقب شاہِ دادگستر ہوگیا۔ ندیمان شاہی مین سے ایک مصاحب نے عرض کیا کہ طریقہ سابق کا ترک کر دینا اور آئین عدل اختیار کرنے کا کیا سبب ہی بادشاہ نے فرمایا کہ ایک روز مین جنگل مین شکار کھیلنے گیا تھا ناگاہ مین نے دیکھا کہ ایک شکاری کتا لومڑی کے پیچھے دوڑا اور اُسکے پانؤن کی ہڈیان چباڈالین لومڑی بیچاری لنگڑی ہوکر ایک سوراخ مین گھس گئی کتا پھرا ہوا آتا تھا کہ ایک سپاہی نے پتھرون سے مارکر اُسکا پانؤن توڑ ڈالا سپاہی چند قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک گھوڑے نے اُسکے پیر پر لات ماری کہ وہ لنگڑا ہوگیا گھوڑا کچھ دور نہ گیا تھا کہ اُسنے سکندری کھائی اور پانؤن ایک گڑھے مین جاتا رہا اور بالکل شکست ہوگیا یہ حال بچشم خود معاینہ کرکے مین متنبہ ہوا اور اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ انھون نے جیسا کیا اُسکا ثمرہ انکو ملگیا لہذا اب ہوشیار ہونا چاہیے کہ ان سے گویا کہ سبق مل گیا۔ جو شخص کوئی ناگوار کام کرے گا وہ بھی اُسی کے مثل کیا جائے گا۔ کلیلہ نے کہا مقصود اس مثل کے بیان کرنے سے یہ تھا کہ تجھ کو چاہیے کہ بد اندیشی سے پرہیز کرتا رہے دمنہ نے

جواب دیا کہ مین اس معاملہ مین خود ستم رسیدہ ہون نہ کہ ظالم اگر ستم رسیدہ شخص انتقام
لینے کے درپئے ہو تو اُسکو کیا نقصان پہونچے گا۔ کلیلہ نے کہا بالفرض اگر تجھپر کچھہ
نقصان عائد نہ بھی ہو تب بھی تو شنزبہ کی ہلاکت مین کس صورت سے کوشش کرے گا کیونکہ قوت
مین وہ تجھ سے زیادہ ہی اور اُسکے دوست و احباب کثرت سے موجود ہین۔ دمنہ نے
جواب دیا کہ جو کام زور وزر سے انجام ہونا از قبیل محالات سے ہو تو وہ
مکر و حیلے سے نکل سکتا ہی کلیلہ نے کہا اس کی تدبیر بیان کر دمنہ نے کہا سن۔
حکایت ایک کوّے نے بالاے کوہ آشیانہ بنا یا تھا اور اُس آشیانے کے قریب
ایک سوراخ مین سانپ رہتا تھا جب کوّا بچے نکالتا تھا سانپ کھا لیتا تھا کوّا سخت
عاجز و ستم رسیدہ ہو گیا اور سانپ کا ظلم و ستم حد سے گذر گیا کوّے نے ایک گیدڑ سے اسکا
تذکرہ کیا اور کہا کہ مجکو یہ فکر درپیش ہی کہ کیونکر سانپ کے ظلم سے نجات پاؤن گیدڑ
نے پوچھا کہ تو نے اس بلا کے دفعیہ کی کیا تدبیر سوچی ہی کوّے نے جواب دیا کہ مین نے
یہ منصوبہ خیال کیا ہی کہ سانپ جب سو رہے تو چونچ سے اُسکی دونون آنکھین نکال لون
گیدڑ نے کہا کہ یہ تدبیر کچھ ٹھیک نہین ہی کیونکہ خردمند کو دشمن کی ہلاکت کا قصد اسطرح
کرنا چاہیے کہ اُسمین اپنی جان کا ضرر نہ ہو اس تدبیر پر ہرگز عمل نہ کرنا ورنہ تیرا
حال اُس ماہی گیر کے مطابق ہوگا کوّے نے پوچھا کس طرح گیدڑ نے بیان کیا۔
حکایت ایک ماہی گیر تالاب کے کنارے مقیم تھا اور کل کاروبار ترک کر کے صرف مچھلیون
کے شکار پر اوقات بسر کرتا تھا جب کہ بہت ضعیف ہو گیا تو اُسکو نہایت فکر لاحق ہوئی کہ
ساری عمر تو بعیش و آرام بسر کی اب پیرانہ سالی کے لیے کچھ ذخیرہ نہین ہی نہ شکار کی طاقت
ہی اور بغیر روزی کے زندہ رہنا محال ہی اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ کوئی حیلہ کرون

اور فریب کا جال پھیلاؤن یس آہ و نالہ کرتا ہوا تالاب کے کنارے بیٹھ گیا ایک کچھوے کو اسکا حال زار دیکھکر رحم آیا اور قریب جاکر پوچھا کہ ای دوست آج تو نہایت متردد و مغموم نظر آتا ہی ماہی گیر نے جواب دیا کہ کیونکر رنج و فکر نہ ہو میری زندگانی کا ذریعہ یہ تھا کہ روز ایک دو مچھلیان شکار کرتا اور اپنی شکم پروری کر لیتا اس تجویز سے مچھلیون کا نقصان بھی چندان نہین ہوتا تھا اور میری بسر اوقات بھی سہولت سے ہوتی تھی حسب اتفاق آج دو ماہی گیرون کا گذر اُس راہ سے ہوا وہ آپس مین کہتے تھے کہ مچھلیان اس تالاب مین بکثرت ہین یہان شکار کھیلنا چاہیے دوسرے نے جواب دیا کہ فلان تالاب مین اس سے بھی زیادہ ہین پہلے وہان چلکر شکار کرین پھر یہان آکر شکار کرینگے اگر یہی حال ہوگا تو ایک مچھلی بھی نہ بچے گی شعر گر ہمین مکتب است واین ملا ٭ کار طفلان تمام خواہد شد ٭ کچھوے نے یہ حال سن کے مچھلیون سے تالاب مین جاکر کہا مچھلیون مین یہ کیفیت سن کے تہلکہ عظیم پڑگیا ہر چند تدبیرین کین لیکن کسی سے کشود کار نہ ہوا۔ بالآخر کچھوے نے یہ صلاح دی کہ ماہی گیر نے اس خبر کو کسی غرض سے نہین بیان کیا ہی بلکہ از راہ خیر اندیشی جو کچھ اُسنے سنا تھا کہدیا بلکہ اُسکے چہرہ سے آثار نیکی ظاہر ہوتے ہین پس بہتر یہ ہی کہ سب متفق ہوکر اسکے پاس چلو اور اسکی اعانت کے خواستگار ہو القصہ سب مچھلیان متفق ہوکر ماہی گیر کے پاس آئین اور بیان کیا کہ ظاہرا ہمکو نجات کی کوئی صورت نظر نہین آتی اب تم سے اس باب مین مشورہ طلب کرتے ہین عاقل خواہ دشمن ہی کیون نہو مگر اُس سے صلاح پوچھنے مین کچھ مضایقہ نہین ہی خصوصًا جبکہ اُس کام مین اسکا نفع بھی ہو کیونکہ تیری زندگانی ہماری خیریت سے وابستہ ہی پس اب تم صلاح دو کہ ہمکو کیا کرنا چاہیے۔ ماہی گیر نے جواب دیا کہ

ہرگز میں ان شکاریوں کا مقابلہ نہیں کرسکتا جو یہاں آکر بیان کر گئے ہیں لیکن میرے
اس تدبیر کے سوا اور کوئی تجویز خیال میں نہیں آتی بشرطیکہ تم بھی پسند کرو وہ یہ ہے کہ یہاں
سے تھوڑی دور ایک تالاب ہے نہایت فرحت و انبساط کا مقام ہے کہ جہاں جاکر روح
تازہ ہو جاتی ہے وہاں جانوروں ہی کا گذر دشوار ہے پھر انسان کی کیا تاب و طاقت
ہے کہ وہاں دخل کر سکیں ممکن ہو تو وہاں نقل مکان کرنا بہتر ہے تاکہ باقی ماندہ عمر
عیش و آرام سے بسر ہو مچھلیوں نے جواب دیا کہ اگرچہ یہ رائے بہت مناسب ہے لیکن بغیر تمہاری
اعانت و رہنمائی کے اُس مقام پر جانا غیر ممکن ماہی گیر نے کہا کہ میں اپنے امکان بھر
اس کام میں دریغ نہ کروں گا لیکن وہاں جانے کا راستہ بہت خطرناک ہے اور ایک ہی
راستے سے سب کا جانا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ فرصت بہت کم ہے اگر وہ شکاری
آجائیں گے تو مجھے تم سے شرمندگی ہوگی لہذا یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اور کوئی
تدبیر اپنی خلاصی کی تجویز کرو۔ ہرچند ماہی گیر انکار کرتا رہا لیکن مچھلیوں نے رونا دھونا
شروع کیا اور فریاد کرنے لگیں بہت منت و سماجت کے بعد اس بات پر راضی ہوا کہ
روز مرہ چند مچھلیاں لے جاکر اُس تالاب میں چھوڑ دونگا الغرض ماہی گیر ہر روز چند
مچھلیاں لے جاکر اُن میں سے ایک یا دو کھا لیتا تھا اور باقی بیچ ڈالتا تھا جب ماہی گیر
واپس آتا تھا تو مچھلیاں اپنے لے جانیکے لیے ایک پر ایک پیشقدمی کرتی تھیں اسی میں
بہت دن گذر گئے اس عرصہ میں کچھوے کو بھی تالاب میں جانے کی خواہش پیدا ہوئی
ماہی گیر اسکو نعمت غیر مترقبہ سمجھکر کچھوے کو اپنی پشت پر بٹھا کر لے چلا کچھوے نے دور
ہی سے مچھلیوں کی ہڈیاں وغیرہ پڑی ہوئی جہاں تہاں دیکھیں اور اسکو حیرت
ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے پس کچھوے نے ایک جست کی اور ماہی گیر کا حلق خوب زور سے

پکڑلیا اور چبانے لگا ماہی گیر ازبسکہ ضعیف و ناتوان تھا تھوڑے ہی صدمہ سے
جان بحق تسلیم ہو گیا پھوا کود کے تالاب مین گیا اور تمام کیفیت مچھلیون سے بیان کی
اور یاران غائب کی تعزیت اور دوستان مابقی کی مسرت ظاہر کی۔ سیار نے کہا
یہ حکایت مین نے اسوجہ سے بیان کی کہ اکثر لوگ اپنے مکر و فریب سے آپ مبتلاء
بلا ہو کر ہلاک ہو جاتے ہین ع ای روشنی طبع تو برمن بلا شدی کا مضمون صادق
آجاتا ہی لیکن مین ایک تدبیر بتاتا ہون کہ تو خوش و خرم رہے اور دشمن
ہلاک ہو جائے کوے نے کہا کہ دانا دوست کی صلاح سے سر و تجاوز نہ کرونگا
جو راے تمہاری ہو اُسے بیان کرو گیدڑ نے کہا کہ آبادی کی طرف اُڑ جاؤ
اور جہان کہین زیور نظر آئے وہان سے اُسے لیکر پرواز کرجاؤ لیکن آہستہ آہستہ
تاکہ لوگ تجھے دیکھتے رہین یہ بات یقینی ہی کہ لوگ تیری طرف دیکھتے رہین گے
اور زیور کے لیے تیرا تعاقب کرین گے جب تو سانپ کے بل کے قریب پہونچے تو زیور
کو سوراخ مارمین چھوڑ دینا تاکہ لوگ سانپ کو دیکھ سکین یہ امر ضروری اور قرین قیاس
ہی کہ لوگ سانپ کو مار کر اپنا زیور نکال لین گے۔ کوّا بموجب صلاح گیدڑ کے آبادی
کی طرف اُڑا دیکھا کہ ایک عورت اپنا سب زیور اُتار کر کوٹھے پر نہا رہی ہی کوّا
جھپٹا اور ایک زیور اسمین کا لیکر اُڑا اور سانپ کے قریب پہونچ کر سوراخ کے
سرے پر اُس زیور کو چھوڑ دیا لوگ زیور کے لیے تعاقب کرکے آئے اور وہی ہوا کہ
سانپ کو مار کر زیور اپنا اُٹھا لے گئے اور کوے نے اس تدبیر سے اس بلاے عظیم سے
نجات پائی۔ دمنہ نے کہا اس بیان سے مقصود یہ تھا کہ تجھے معلوم ہو کہ جو کام عقل
و تدبیر سے انجام پاتا ہی وہ زور و زر سے نہین ہو سکتا کلیلہ نے جواب دیا کہ شنزبہ

عقل صائب اور تدبیر راسخ مین بہ نسبت تیرے بہت لائق و فائق ہے معلوم نہین وہ کیا کیا تجویزین نکالے ایسے ہوشمند شخص پر غلبہ پانا بہت دشوار ہے جہان تو مکر و فریب سے رخنہ پردازی کرے گا وہان وہ فکر و تامل سے اُس کا سدباب کر دے گا شاید تونے اُس خرگوش کی داستان نہین ساعت کی جس نے لومڑی کے پکڑوانے کی فکر کی اور خود گرفتار بلا ہو گئی دمنہ نے پوچھا کس طرح کلیلہ نے بیان کیا۔

حکایت ایک بھیڑیا بشدت گرسنگی سے بیتاب ہوکر غذا کی تلاش مین ہر جانب دوڑتا پھرتا تھا ایک غریب جانور خرگوش جھاڑی مین پڑا ہوا غافل سو رہا تھا بھیڑیا اُسکو غنیمت سمجھ کر دبے پانون اُسکی طرف چلا خرگوش بھیڑیے کی آہٹ پاکر جاگ اُٹھا اور اُسکا ارادہ بھاگ جانے کا ہوا مگر بھیڑیے نے راستہ روک لیا خرگوش جان کے خوف سے سہم گیا اور نہایت الحاح و زاری کرنا شروع کی اور بکمال عاجزی سے کہنے لگا کہ ہرچند مین خوب جانتا ہون کہ امیر نہایت گرسنہ ہین مگر مین ایک ناتوان اور حقیر الجثہ ہون اور ہمہ تن ایک لقمہ سے زائد میری مقدار بھی نہین ہے ہان اسی قرب مین ایک لومڑی رہتی ہے جسکو موٹاپے کے سبب سے چلنے پھرنے مین بھی تکلیف ہوتی ہے حتی کہ تن و توش کی زیادتی سے جنبش کرنا بھی اُسکو محال ہے ہان اگر امیر قدمرنجہ فرمائین تو مین اُسکو کسی نہ کسی ترکیب سے گرفتار کرا دون تاکہ امیر حسب دلخواہ ناشتہ کرلین اگر یہ منظور ہو تو بہتر ہے ورنہ مین تو موجود ہی ہون۔ بھیڑیا خرگوش کے فقرے مین آگیا اور لومڑی کی طرف چلا۔ جب دونون قریب پہونچگئے تو اولاً خرگوش لومڑی کے غار مین گیا اور سلام و دعا کی رسم بجالایا لومڑی بھی

خلق سے پیش آئی اور پوچھا کہ کہان سے آنا ہوا اور کیا ضرورت داعی ہی خرگوش بولا
کہ عرصہ سے ملاقات کا شوق دامنگیر تھا لیکن بوجہ در پیش ہونے موانع روزگار کے
شرف قدمبوسی سے محروم رہا حسب اتفاق فی الحال ایک بزرگوار صحرا مین وارد ہوے
اور آپ کی گوشہ نشینی کا حال سنکے مشتاق ملاقات ہوے اور میرے توسط سے ملنا چاہتے
ہین کہ دیدۂ دل آپ کے جمال جہان آرا سے منور کرین اگر اجازت ہو تو بہتر ہی
ورنہ اور کوئی دن معین فرمایئے لومڑی مکاری وحیلہ سازی مین یکتاے زمانہ تھی
خرگوش کا افسون کب اسپر اثر کر سکتا تھا اسکی ہوشیاری اور چالاکی کے مقابل مین وہ
ایک طفل مکتب تھا اور خرگوش کے فحواے کلام اور طرز تقریر سے بھی لومڑی تاڑ گئی کہ ضرور
کچھ دال مین کالا ہی یہ سوچکر دلمین کھٹک گئی مگر بظاہر بہت مدارات سے پیش
آئی اور کہا مین نے کمرہمت فرزن کی خدمتگزاری کے لیے چست باندھی ہی اور اپنے
کنج عزلت کا دروازہ اہل دنیا کے لیے اسواسطے کھول رکھا ہی کہ اس حیلے سے اہل کمال
کی زیارت نصیب ہو جاے اور انکے فہم ودانش کی بدولت مین بھی کچھ بہرہ اندوز ہو جاون
جاؤ فی الفور بلا لاؤ۔ مین مراسم مہمانداری کے ادا کرنے مین سر مو دریغ نہ کرونگی لیکن اتنا
تامل کرو کہ مین اپنے کلبۂ احزان کی صفائی کرلون اور مہمان عزیز کے لیے صاف وستھرا
فرش بچھا دون تاکہ میری سلیقہ شعاری سے خوش ہو جائے خرگوش سادہ دل سمجھا کہ میرا
منتر چل گیا جواب دیا کہ مہمان کے مزاج مین کچھ تکلف نہین ہی وہ درویش صفت فرش
فروش کا چندان خواہان نہین ہی لیکن جب آپ کا دل چاہتا ہی تو کچھ مضائقہ نہین
یہ کہکر باہر آیا اور بھیڑیے سے کل کیفیت بیان کی اور مژدۂ فریفتگی روباہ سنایا ادھر
لومڑی نے دور اندیشی کے لحاظ سے ایک تاریک غار پہلے ہی کھود رکھا تھا اور

اسکو خس پوش کر دیا تھا اور ایک سوراخ اُس سے ہٹ کے بھاگ جانے کے لیے علیحدہ بنا لیا تھا پس خود غار کے دہانہ پر آئی اور کہا کہ مہانو قدم رنجہ فرماؤ اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے مجکو سرفراز کرو یہ کہکر آپ تو پوشیدہ راستے سے باہر نکل گئی خرگوش اور بھیڑیا دونون غار تنگ و تاریک مین داخل ہوے فی الفور اُس مغاک تیرہ و تار مین گر پڑے بھیڑیا سمجھا کہ یہ کارستانی سب خرگوش کی ہی نہایت غصہ مین آکر اُسکو چبا ڈالا۔ کلیلہ نے کہا یہ حکایت اسواسطے معرض بیان مین آئی کہ مرد ہوشیار وچالاک کے سامنے کوئی حیلہ گری اور فسون سازی کام نہین آتی اور کوئی مکرو فریب اوسکی ہوشمندی کے مقابلہ مین مفید مطلب نہین ہوتا پس مناسب ہی کہ تو بھی شنزبہ کے فریب دینے سے باز رہ اور خاموشی اختیار کر دمنہ نے کہا کہ آپکا فرمانا بہت درست اور بجا ہی لیکن وہ انتہا کا مغرور ہو گیا ہی اور میری عداوت سے غافل اور بے خبر ہی مین ضرور اُسکا کام تمام کر دونگا کیونکہ جو تیر دوستی کی کمان سے چھوٹتا ہی وہ ہلاک جان کا باعث ہوتا ہی کیا تو واقف نہین ہی کہ خرگوش نے دوستی کے پیرایہ مین شیر کو کیسا فریب دیا کلیلہ نے استفسار کیا کیونکر دمنہ نے سلسلۂ سخن یون آغاز کیا۔

حکایت شہر بغداد کے بیرونجات مین ایک چراگاہ تھا نہایت خوش منظر وہان انواع واقسام کے وحوش وطیور خوشی وفارغ البالی سے اوقات بسر کرتے تھے اُس مرغزار کے متصل ایک شیر جفا جو و تندخو رہتا تھا جو ہر روز اُن بیچارونپر دست ظلم و جور کشادہ رکھتا تھا ایک روز چند جانورون نے باہم ملکر مشورا کیا کہ ہم مین سے ایک کچھ سر آوردہ جانور شیر کی خدمت مین حاضر ہون چنانچہ یہ راے

قائم ہو گئی اور ایک منتخب جماعت شیر کے حضور مین پہونچی دست ادب باندھکر
عرض کیا کہ ای شہریار جہاندار ہم سب آپکی رعایا اور خدام بارگاہ والا ہین مدام
آپ کے خوف وخطر سے رنج ومحن کی کشاکش مین گرفتار رہتے ہین اور آپ بھی
ہماری جستجو مین پریشان وسرگردان رہتے ہین لہذا ہمنے ایک صلاح تجویز کی ہی
جس سے حضور کو فراغت حاصل ہو اور ہم خادم لوگ بھی با امن وآسایش بسر کرین اور
خود بدولت ہمکو ہر وقت سراسیمہ نہ کرین اور جو عہد کہ کیا جاتا ہی اُسپر ثابت قدم
رہین ہم لوگ روزانہ چاشت کے وقت شاہی باورچی خانہ مین ایک شکار خود حاضر
کردیا کرین گے۔ شیر اس بات پر رضامند ہوگیا اب یہ قاعدہ اُن سب نے قرار دیا
کہ ہر روز باہم مجتمع ہو کر قرعہ اندازی کرتے تھے اور جس جانور کے نام پر نکل آتا تھا
اُسکو فی الفور مطبخ مین روانہ کردیتے تھے اسی طرح ایک مدت مدید گذر گئی ایک دن
ایک خرگوش کے نام پر قرعہ آیا اُسنے کہا کہ اگر تم لوگ میرے بھیجنے مین کسی قدر توقف
کروگے تو مین تم سب کو اُس خونخوار کے ظلم وستم سے نجات دلوادونگا چونکہ اُس کی
دانش وفرہنگ کے سب مقر تھے اس بنا پر اُسکی درخواست منظور کی۔ خرگوش نے
روانگی مین ایسی تاخیر کی کہ وقت مقررہ گذر گیا۔ شیر کی رگ سباعی جوش زن ہوئی
اور مارے غصے کے دانت پیسنے لگا اس عرصہ مین خرگوش آہستہ آہستہ شیر کے قریب
گیا دیکھا کہ شیر بھوک کی جھنجھلاہٹ سے غصہ مین بھرا ہوا زمین پر دُم مار رہا ہی
سامنے آکر اسنے سلام کیا شیر نے جواب دیا اور پوچھا کہ اس صحرا کے اکابرین وحوش
نے آج عہد شکنی کیون کی ہی خرگوش نے عرض کیا کہ سب اپنے قول وقرار پر قائم
اور مستقل ہین حسب دستور ایک خرگوش کو میرے ہمراہ بھیجا تھا لیکن اثنا راہ مین

ایک شیر ملا اور بجبر اُسنے چھین لیا - ہر چند مین نے عذر کیا کہ یہ ہماری سرکار شاہی
کے سے بھیجا گیا ہی تجکو زیبا نہین ہی کہ شہنشاہ کا مال غصب کرے مگر اُسنے
کچھ سماعت نہ کی اور کہا کہ یہ ہماری شکارگاہ ہی اور مین یہان کا حکمران ہون
اور اسی قسم کا لاف وگزاف بکنے لگا جسکا عرض کرنا حضور کے سامنے ترک ادب ہی
یہان تک کہ میری ہلاکت کی نوبت پہونچی بہزار خرابی اپنی جان بچاکر حضور تک
حاضر ہوا ہون کہ کل سرگذشت عرض کرون ان باتون کے سننے سے گرسنہ شیر کی
رگ حمیت متحرک ہوئی اور کہا کہ تو مجکو بتا سکتا ہی تاکہ مین اسنا لائق حرکت کا
عوض اُس سے لون خرگوش نے کہا کہ مین نے اُسکا جاے قیام بخوبی معلوم کر لیا ہی
پھر کیونکر نہ بتلا سکون گا میرے دل مین آتش غیرت مشتعل ہو رہی ہی جو نکہ اُسنے
شاہ عالی بارگاہ کی شان مین کلمات ناشائستہ زبان سے نکالے ہین اگر میرا بس
چلتا تو اُسکا کاسۂ سر کو جام درندگان صحرائی بناتا اب غلام کی یہ دلی تمنا ہی کہ
اُسکو پنجۂ مبارک مین دیکھ لون تو میرا کلیجہ ٹھنڈا ہووے ہو چکا خنجر بیداد کا بسمل ٹھنڈا
لے ہو اب تو کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا ٭ خرگوش شیر کو لگا کر ایک چاہ عمیق پر لے گیا
جسکا آب شفاف حلبی آئینہ کی طرح چمکتا تھا اور صورت اُسمین نہایت درست
دکھائی دیتی تھی ع آئینہ در برش نگر بر خویش شیدا کردہ است ٭ طرزی کہ با مامی سزد آئینہ پیدا کردہ است
اور کہا اے ظل اللہ جہان پناہ عدوے بدخصال اس کنوین مین ہی اور فدوی اُسکی صورت سے
خائف ہی اگر حضور مجکو اپنی آغوش مین لیلین تو مین اُسکو بتادون چنانچہ شیر نے
خرگوش کو گود مین لیکر کنوین مین جھانکا پانی مین اپنی صورت اور خرگوش کو
دبوچے ہوے دیکھکر یہ سمجھا کہ واقعی شیر نے میرا خرگوش چھین لیا ہی اور ابتک

گود مین لیے بیٹھا ہی۔ شیر نے خرگوش کو کنارے پر چھوڑ دیا اور خود کنوین مین کود کر جہنم واصل ہوا۔ خرگوش فرط مسرت سے خوش و خندان واپس آیا اور کل کیفیت سرداران وحوش سے بیان کی اُنھون نے اس تقریب کی تہنیت مین ایک جشن عام ترتیب دیا اور خوشیان مناکر شکر حافظ حقیقی بجا لائے۔ دمنہ نے کہا یہ قصہ اس مناسبت سے بیان کیا تاکہ تیرے ذہن نشین ہو جائے کہ دشمن اگرچہ کیسا ہی پر قوت ہو لیکن حکمت عملی کے داؤن سے اُسپر غلبہ حاصل ہو سکتا ہی اور غفلت مین نوبت بہ ہلاکت پہونچ جاتی ہی۔ کلیلہ نے کہا کہ اگر تو شنزبہ کی ہلاکت عمل مین لائے گا تو ضرور ہے کہ شیر کو اُسکی مفارقت سے رنج و قلق لاحق ہو بس تیرے حق مین بھی ضرر پیدا ہوگا اور اسکا اثر بہت خراب پڑے گا اگر اس بات سے شیر رنجیدہ نہو اور شنزبہ ہلاک ہو جائے تو کیا مضائقہ ہی مگر یہ امر قیاس سے بہت بعید ہی اور کوئی عاقل اپنی ذاتی آسائش کے غرض سے اپنے ولی نعمت کا صدمہ گوارا کرے یہ ہو نہین سکتا ہوشمندی کے بالکل خلاف ہی دمنہ نے جواب مین کہا کہ مین ایسی تدبیر کرونگا کہ کسی نوع کا ضرر شیر کو نہ پہونچیگا اور مطلب حاصل ہو جائیگا جب سلسلہ سخن نے یہانتک طول کھینچا تو کلیلہ نصیحت کرنے سے باز آیا اور یاد الٰہی مین مصروف ہوا دمنہ اپنے کام کی فکر مین مشغول رہ کر ہمیشہ فریب دغا کی تلاش مین رہتا تھا اور بارگاہ شاہی کی حاضری بالکل ترک کر دی تھی اور مقتضائے حسد سے لخت جگر کھاتا اور مکر و فریب کے سوچ بچار مین منہمک رہتا تھا مصرعہ چہ سود راچہ کنم کوز خود برنج درست تھوڑے عرصہ کے بعد بموقع مناسب یہ شیر کی خدمت مین حاضر ہوا اور غمناک شکل بناکر شیر کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا شیر نے مہربانی سے دریافت کیا کہ تو بہت دنون کے بعد آج نظر پڑا ہی۔ اور آثار حزن و ملال تیرے بشرہ سے نمایان ہین

اسکا کیا باعث ہی۔ دمنہ نے عرض کیا جی مین ہو کہ قبل اسکے کہ دنیا مجکو ترک کرے مین خود دنیا سے کنارہ کش ہو جاؤن تو بہت مناسب ہی لیکن خداوند نعمت کے احسانات ترقی خواہ پر بے شمار ہین اسلیے حضور کی بہبودی اور دولتخواہی کے خیال سے گوشۂ تنہائی سے اُٹھکر بارگاہِ عالی جاہ مین حاضر ہوا ہون۔ شیر اس کلام کو سن کے جو سراسر رمز و کنایہ سے بھرا ہوا تھا چونک پڑا کہ خیر باشد۔ دمنہ نے عرض کیا کہ جب جہان پناہ کی نیت درست ہی تو یقیناً ہر کام بوجہ احسن ظہور پذیر ہوگا۔ شیر کو خیر اندیشی اور دولتخواہی دمنہ کی اچھی طرح معلوم تھی۔ یہ باتین سن کے ارشاد فرمایا کہ تو جو یہ مبہم تقریر کرتا ہی اسکو بے تکلف واضح طور پہ بیان کر اور اپنا مافی الضمیر ظاہر کر۔ چنانچہ دمنہ نے افسون و افسانون مین شیر کے خیالات کو متوجہ کر کے عرض کیا کہ حضور شنزبہ کی تقدیر پلٹ گئی اور دماغ اُسکا پریشان ہو گیا ہی۔ چنانچہ وہ مدام محکمہ فوجی کے افسرون سے تخلیہ مین باتین کیا کرتا ہی اور کلماتِ ناشائستہ کو نمکی کے زبان پر لاتا ہی جسکی وجہ سے بارگاہ معلّی مین ایک قسم کی خلل اندازی کا اثر پایا جاتا ہی اور غلام کو سخت حیرت ہی کہ جہان پناہ نے ایسے شخص کو جو کفران نعمت کے عیب سے خالی نہین ہی کیون گستاخ کر کے اسقدر اعزاز و اکرام کا اضافہ کر دیا ہی کہ اسکی نیت فاسد ہو گئی ہی اور حکمرانی مین اپنے کو سب سے افضل خیال کرتا ہی شیر نے پوچھا اے دمنہ نیک اندیشی سیکا نام ہی جو تو بیان کرتا ہی لیکن یہ حال تو نے کس سے سُنا اور کس طرح پایۂ ثبوت کو پہونچا۔ دمنہ نے جواباً عرض کیا کہ مین نے بالذات اس امر کی تفتیش مین تجسس کیا ہی اور یہ بات مجھے خوب محقق ہو گئی ہی۔ سب باتون سے قطع نظر کر کے اسکا بلند مرتبہ اور افزونی جاہ و جلال حضور والا پر روشن ہی اور بادشاہ کو لازم ہے

کہ جب اپنے ملازمان درگاہ مین سے کیسکو مال ومنال جاہ وجلال مین مساوی دیکھے
تو باوجودیکہ اُس سے کوئی نا ملائم حرکت سرزد نہوئی ہو پھر بھی اُسکا تدارک جلد ہونا
چاہیے ورنہ کام بگڑ جائے گا شیر نے پوچھا کہ اس کام کا تدارک تو کس طرح کر سکتا ہی
دمنہ نے عرض کیا کہ اس کام کا انصرام حضور کی لے صائب کی رہنمونی سے جیسا انجام
پاسکتا ہی اُس طریقہ سے ہم خادمون سے کیا سرانجام ہوسکتا ہی البتہ یہ ضروری ہی کہ
اسکا بندوبست بہ تعجیل عمل مین آئے۔ ورنہ یہان تک دشواری ہو گی کہ کوئی تدبیر
کارگر نہ ہوسکے گی اور دانشمندان زمانہ کا قول ہی کہ انسان تین قسم کے ہوتے ہین
عاقل نیم عاقل نادان۔ پس عاقل وہ ہی کہ علاج واقعہ کا قبل از وقوع پیش نظر رکھے
اور اسکا تدارک سوچتا رہے۔ اور نیم عاقل اُسکو کہتے ہین کہ جب بلا سر پر نازل
ہوجاتی ہی اور فتنہ ظہور پذیر ہوتا ہی اُسوقت حواس اپنے مجتمع کر کے خوف و ہراس
کو دل مین راہ نہین دیتا اور عقل کی امداد سے اپنے کو ورطۂ ہلاکت سے محفوظ رکھتا ہی
اور نادان وہ ہی کہ جو بعد وقوع حادثہ مضطر و سراسیمہ ہوجائے اور تدبیر کو اختلال حواس
کی وجہ سے گم کر دے اور بادیۂ ناامیدی مین سرگردان و پریشان پھرتا رہے چنانچہ
ان تین اشخاص کے مناسب حال تین مچھلیون کا قصہ ہی شیر نے پوچھا کس طرح دمنہ نے
دُرج دہان کھولا اور رشتۂ تقریر کو یون دراز کیا۔

حکایت۔ ایک تالاب ایک چشمہ کے قریب واقع تھا جسمین صرف تین مچھلیان
بود و باش رکھتی تھین ناگاہ چند ماہی گیر دن کا اُس طرف گذر ہوا اور وہ اُن
مچھلیون کی کیفیت سے آگاہ ہوے اور دریافت حال کے لیے فی الفور اپنے گھر
چلے گئے مچھلیان اس حال سے مطلع ہو کر غریق بحر حسرت واندوہ ہوئین ہنوز ماہی گیر

آنے نہ پائے تھے کہ رات ہو گئی جو مچھلی کہ ان سب مین زیور عقل سے آراستہ و
پیراستہ تھی تعبیر صلاح و مشورہ کے بہاؤ کی رو مین نکل گئی ۔ ہنگام سحر صیاد داخل چشمہ
ہوے اور دونون طرف راستہ آمد و شد کا مسدود کر دیا۔ دوسری مچھلی نیم عاقل جو
سرمایہ خرد سے کسیقدر بہرہ ور تھی اُسنے جب یہ کیفیت دیکھی تو نہایت مضطر ہوئی اور
کہنے لگی کہ مجھ سے بڑی غفلت ہوئی جو مین اُس مچھلی کی طرح قبل از وقوع واقعہ
نہ نکل گئی اگر اُسی وقت اپنی رہائی کی فکر کر لیتی تو بہت ہی مناسب تھا لیکن اب
موقع گریز کا تو ہاتھ سے جاتا رہا ہان مکر و فریب کا اختیار باقی ہے ہر چند بزرگ
لوگ کہہ گئے ہین کہ بلا نازل ہونے کے بعد اُسکا تدارک کرنا چندان سودمند
نہین ہوتا تاہم مرد عاقل کو چاہیے کہ عقل صواب اندیش سے مایوس نہو اور حتی الامکان
جو تدبیر بن پڑے فوراً کر گذرے پس اُس مچھلی نے اپنے آپ کو مردہ ظاہر کیا اور
پانی کی سطح پر بشکل مردہ تیرنے لگی صیاد نے اُسکو مردہ خیال کر کے اُٹھا لیا اور
تالاب جو چشمہ کے متصل تھا اُسمین پھینک دیا مچھلی نے فرصت غنیمت جانی اور
اُچھلکر چشمہ مین چلی گئی اور عقل سلیم کی مدد سے صحیح و سلامت رہی تیسری مچھلی جو
زیور عقل سے بالکل معرا تھی ماہی گیر کو دیکھتے ہی پریشان و سرگردان عالم حیرت
مین چار سو پھرتی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ گرفتار ہو گئی ۔ دمنہ بولا کہ حاصل اس تقریر کا
یہ ہو کہ شنزبہ کے باب مین عجلت کرنا چاہیے ابھی تدبیر کا دروازہ کشادہ ہے
لیکن تیر از شست جستہ و کار از دست رفتہ کا مضمون صادق آئیگا اور اُس وقت
کوئی تدبیر بن نہ پڑے گی ۔ شیر نے کہا کہ جو کچھ تو نے کہا مجھکو ما فی الضمیر تیرا معلوم
ہو گیا لیکن یہ بات کسی طرح عقل گوارا نہین کر سکتی کہ شنزبہ نے [illegible]

مہربانی وعنایت کو بالکل فراموش کردیا ہو اور کفران نعمت اختیار کرے دمنہ نے التماس کیا کہ ارشاد والا بجا اور درست ہی مگر اُسکی یہ عالی ہمتی بھی خرد مندی سے کوسون دور ہی۔ اور کم اصل دون ہمت کے ساتھ نیکی کرنا ایسا ہی جیسا نیکون کے ساتھ بدی کرنا اور بدی کی جانب مائل کرنا ہی صاحبان خرد کا مقولہ ہی کہ طور وطریق خدمت گزاران بدگوہر کا خالی از امید و بیم نہین ہی وہ اشخاص حسب خوف وخطر سے نڈر ہو جاتے ہین تو آئینۂ دولت خواہی کو گرد کدورت سے زنگ آلود کر دیتے ہین اور جب اُنکی آرزو پوری ہو جاتی ہی تو فتنہ پردازی مین مصروف ہوتے ہین اور حق نمک ولی نعمت قدیم بالکل بھول جاتے ہین۔ پس مناسب یہ ہی کہ ملازمان سفلہ منش اور دنی الطبع کو جلد مرحمت و نوازش سے محروم نہ کرین خصوصًا جن کی نسبت یہ اندیشہ ہو کہ خیالات فاسد سے اُنکا دماغ بھرا ہوا ہی بلکہ ہر وقت امید و بیم کی حالت اُنپر طاری رہے اور ایسی مایوسی بھی نہ ہو کہ جو اُنکی طبائع کو دلیری وجسارت پر راغب کرکے انحراف کا مادہ پیدا کر دے اور یہ مثل صادق آجائے کہ مرتا کیا نہ کرتا۔ شیر نے دمنہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میرا ذہن قبول نہین کرتا کہ شنزبہ کا آئینۂ خیال اس نیرنگی کدورت سے زنگ آلود ہو اور میرے قیاس مین وہ اسدرجہ بد اصل نہین ہی اس لیے کہ باوصف اسقدر الطاف خسروانہ کے جو اُسکے حال پر مرعی ہوے ہین ان مہربانیونکو فراموش کرکے نقصان رسانی پر آمادہ ہو۔ دمنہ نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ اپنے آپ کو صادق القول اور خیر اندیش ظاہر کرتا ہی مگر اسمین بھی حیلہ و فریب کی بو پائی جاتی ہی۔ کیونکہ کج خصلت اور بدطینت آدمی سے کبھی راستبازی کی

امید نہین ہی یقیناً اُس بدسیرت اور اصل خراب سے ستودہ خصلت و پاک طینتی ظاہر نہین ہوسکتی بموجب مصرعہ از کوزہ ہمان برون تراود کہ در دست ؎ اور بہ مصداق کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْہِ وع می تراود زلبم انچہ درآوندمن ست ✤ کم ظرف سے کسی حال مین خیر سگالی کی امید رکھنا محض فضول ہی شاید بادشاہ عالی جاہ نے کچھوے اور بچھو کی داستان سماعت نہین فرمائی شیر نے کہا وہ کیونکر ہی بیان کر دمنہ نے ور تقریر وا کیا۔

حکایت ایک کچھوے اور بچھو مین از حد دوستی تھی اور دونون ہمیشہ باہم گرمجوشی وخلوص کا دم بھرتے تھے ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ دونون تارک الوطن ہو گئے کہ شاید دوسرے مقام پہ کچھ فارغ البالی نصیب ہو قضاے کار و اتفاقاتِ روزگار اثنا دراہ مین ایک دریا ملا بچھو پر رنج و فکر کی حالت عائد ہوئی کچھوے نے کہا کہ ای عزیز دفعتہ یہ کیا حالت تمھاری ہوگئی کہ مسرت وانبساط انقباض خاطر سے مبدل ہو گئے بچھو نے کہا کہ ای برادر بجان برابر اس دریا کے عبور کی فکر نے مجکو ورطہ حیرت مین ڈالدیا ہی کہ دیکھیے کیونکر مین اس بحر زخار سے پار ہو سکتا ہون اور تیری جدائی بھی مجھے گوارا نہین ہی کچھوے نے کہا کہ تم کچھ فکر و تردد نہ کرو مین تمکو دریا سے بآسانی اُس پار کر دونگا اور کنارے بٹھا دونگا الغرض کچھوا بچھو کو اپنی پیٹھ پر لاد کے روانہ ہوا اثنا دری مین کچھوے کو ایک صدا محسوس ہوئی فوراً وہ سمجھ گیا کہ بچھو پشت پر ڈنک مار رہا ہی پوچھا کہ یہ دقت یہ کیسی آواز ہی اور تو کیا کر رہا ہی۔ بچھو نے جواب دیا کہ اپنے نیش کی سنان لدونی کو تیرے جوشن جسم پر مار کے امتحان کرتا ہون کچھوا پریشان خاطر ہو کر بولا کہ

ای بے مروت میری پشت کی کشتی کے وسیلہ سے تو دریا عبور کر رہا ہی اگر تجھ سے
نیکی کا معاوضہ راحت رسانی نہین ہو سکتا تو اس نیش زنی سے کیا حاصل بچھو
بولا اگرچہ مجھکو تیرے ساتھ کمال اتحاد ہی اور تیرے احسان کا ممنون مشکور ہون مگر
کیا کرون مجبور ہون کیا تو واقف نہین ہی کہ ع نیش عقرب از پے کین نیست بہ مقتضائے طبیعتش این است
یہ میری جبلی عادت ہی اور اسیوجہ سے مجھکو نیشتر زنی کی خواہش پیدا ہوئی جب وہ مقتضی ہوتی ہی تو مجھکو
دوست و دشمن کی پشت کا کچھ خیال نہین رہتا خواہ اس سے پشت دوست زخمی یا سینۂ دشمن مجروح
اسکا مجھکو لحاظ نہین رہتا کچھوے نے دلمین تصور کیا کہ قول حکما درست ہی کہ بد اصل
دریج خلق کے ساتھ لطف و مروت سے پیش آنا گویا اپنی آبرو برباد کرنا ہی پس
کچھوے نے دریا مین غوطہ لگایا بچھو نے پانی مین گر کر کہا کہ ای یار عزیز یہ کیا
فعل ہی جس مین جان کا خطرہ ہی کچھوے نے جواب دیا کہ جس طرح تیری عادت
نیش زنی کی ہی ہی اسی طرح میری طبیعت بھی اس قسم کی واقع ہوئی ہی اور
یہ بے اختیاری کی وجہ سے ہی بزرگون کا قول ہی کہ جو مجہول النسب ہوتا ہی
اور شرافت کی بو تبھی نہین پائی جاتی اس سے بہبودی کی چشمداشت ہرگز نکرنا
چاہیے ع مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان ؛ اس ضرب المثل سے مرات حسن خاطر
جہان پناہ پر عکس ہوا ہوگا کہ شنزبہ کی بد اصلی سے اندیشہ ناک رہنا واجبات
سے ہی۔ اور کلمات پند و نصائح جو دولتخواہ عرض کرین انکو بگوش دل سن لینا
ضروری ہی اور کسی حالت مین ایسا نکرنا چاہیے کہ بادشاہ انجام بینی اور عاقبت
اندیشی سے بے پروا و غافل رہے۔ گروہ ملازمان بارگاہ کو خوار و ذلیل بھی
کیا جائے تو نمک خوارون کا حق نمک یہ ہی کہ خیر خواہی کی نظر سے جہانتک ممکن ہو

نیک صلاح دین شیر نے کہا کہ اگرچہ یہ بات اسنے غیر معقول کی ہی اور حد ادب سے
قدم باہر رکھا ہی تاہم دو لتخواہ ہون کے اقوال خشونت کے ساتھ رد نہ کرنا چاہیئے
تنزیہ اگر عداوت سے بھی ہم سے پیش آئے تو ہمارا کیا بنا سکتا ہی۔ فی الواقع
وہ میرا طعمہ ہی اُسکا قوت نباتات سے ہی اور میرے اعضا کا قوام گوشت سے ہی
اسلیے یہ خیال نہین کیا جا سکتا کہ وہ ایسی جرأت کر سکے کہ میرے مقابلہ مین
آئے سوا اسکے مین نے اکثر اوقات دربار عام مین اُسکی تعریف کی ہی اگر اب
مین اُسکے درپے آزار ہون تو لوگ مجھے کیا کہین گے دمنہ نے کہا بادشاہ کو ایسی
باتون پر فریفتہ ہونا نہ چاہیے کہ وہ میری غذا ہی یا مین اُسپر غالب آؤن گا
بیشک اگر وہ اکیلا مقابلہ مین آئیگا تو کبھی کامیاب نہین ہو سکیگا البتہ ایک مجمع کی
اعانت و امداد سے کوئی فتور برپا کرے تو ممکن ہی ۔ ایک شخص اگرچہ وہ کتنا ہی
صاحب زور و قوت کیون نہ ہو ایک جماعت کے مقابلہ مین غالب نہین آسکتا
اور فدوی کامل یقین سے عرض پرداز ہی کہ اُسنے تمام اس جنگل کے بہائم کو
یکدل کر لیا ہی اور اپنا طرفدار بنا لیا ہی لیکن باوصف ان تمام باتون کی واقفیت کے مین خوب جانتا ہون
کہ وہ اس کام کو تنہا بذات خود انجام دے گا اور ہرگز دوسرون سے مدد نہ لے گا
مقتضائے عقل صواب اندیش یہ ہی کہ جب دوست سے دشمنی کا اثر پایا جائے
اور خدمتگار سے سرداری کے آثار نمایان ہون تو فی الفور اُسکا معقول علاج کیا جائے
قبل ازین کہ مخالف چاشت کا وقت مقرر کرے تو یہ شام ہی سے اُسکا تدارک
کر لے آخرکار دمنہ کا فریب بادشاہ کے دلپر جم گیا اور اسنے پوچھا کہ آخر تیری کیا
رائے ہی دمنہ نے عرض کیا کہ حضور جب انسان کے دانتون مین درد شدید پیدا ہوتا ہی

اور آدمی اسوجہ سے ازحد بے چین ہوتا ہی اور کوئی دوا کارگر نہین ہوتی تو باوصفیکہ
دانتون ایسے رفیق قدیم سے جس سے ازحد فائدے اور لذتین حاصل ہوتی ہین
سب کو فراموش کر کے اُنکو اُکھڑ وا ڈالنے کی فکر کرتا ہی۔ علی ہذا القیاس طعام
کہ مدار زندگانی کا اُسی پر ہی مگر جبکہ معدہ مین جاکر وہ غذا متعفن ہوجاتی ہی
اور فساد پیدا کرتی ہی تو سواے اُسکے دفع کرنے کے اور صورت آرام کی نظر
نہین آتی۔ شیر نے جواب دیا کہ مروت سے یہ امر بہت بعید ہی کہ اسکی ہلاکت کا
قصد کرون البتہ یہ ہوسکتا ہی کہ اب اُس سے ملاقات نہ کی جاے اور یہ کہلا
بھیجا جائے کہ وہ ہماری عملداری سے اور کہین چلا جائے دمنہ ڈر گیا کہ ایسا نہو
شنزبہ کو میری تہمت اور بدطینتی کا حال معلوم ہوجائے اور اپنی بریت کے لیے
تیز سے کلمات اپنی راستبازی کے بیان کرے تو شیر پر میرا مکر و فریب سب
ظاہر ہوجائیگا یہ خیال کر اسنے بات کو پلٹا اور عرض کیا کہ ای شہریار اُس سے
یہ بات بیان کرنا بمقتضاے دور اندیشی اچھا نہین ہی اسلیے کہ جب بات زبان
سے نکل جاتی ہی اور تیر کمان سے جست کر جاتا ہی تو اُسکا واپس آنا پھر غیر ممکن
ہوتا ہی بقول شاعر ~~ سخن تا نہ گفتی توانی بگفت ؛ ولے گفتہ را باز نتوان نہفت +
اگر شنزبہ کو اس حال کی اطلاع ہوگئی تو شر و فساد برپا کرے گا۔ عقلا نے ظاہر جرم کیلیے
سیاست پنہان مقرر کی ہی لیکن خطاے نہفتہ کے لیے سزاے آشکارا
تجویز نہین کی۔ اب مصلحت وقت یہی ہی کہ اسکے پوشیدہ گناہ کی سزا مخفی طور پر
دی جائے جب دمنہ نے شیر کو یہ صلاح دی تو شیر نے جواب دیا کہ اپنے ملازمون کی
ہلاکت کا قصد کرنا مروت کے بالکل خلاف ہی۔ دمنہ نے عرض کیا کہ اس امر خلاف مین

حضور کی فراست وعقلمندی کے سوا اور کسی شاہد کی ضرورت نہین ہی جسوقت
یہ کور نمک حضور کی ملازمت مین حاضر ہوا سوقت بہ نظر تفرس غور فرمالین
تو خود بخود اُسکی خبث طینتی حضور پر منکشف ہو جائے گی دوست دشمن چھپے
نہین رہتے ای جہاندار جو شخص کہ سخنان رنگ آمیز جوستا ہم مکر وفریب
ہین کرتا ہی تو وہ ہمیشہ متوحش ومتوہم ہو کر چارون طرف نظر دوڑاتا ہی اگر
یہ باتین اس سے ظہور مین آئین تو یقین فرمائیے کہ میرا عرض کرنا سب درست ہی
اور یہ ناحق شناس قابل کشتنی وگردن زدنی ہی شیر نے کہا ہرچند تیری تجویز قابل منظوری
ہی اگر ان علامتون کا اثر اُسمین پایا جائیگا تو شک کا دغدغہ یقین کی حد تک پہونچ
جائے گا دمنہ سمجھ گیا کہ میرا فریب شیر کے مزاج مین اثر کر گیا اب اسکا خیال اسطرف
رجوع ہوا کہ کسی ترکیب سے شنزبہ کے دل مین بھی یہ خرخشہ متمکن کر دیا جائے کہ اُسمین
وحشت کے آثار نمایان ہو جائین اور خیال کیا کہ شنزبہ کی ملاقات شیر سے پروانگی لیکر کرنا
چاہیے تاکہ شیر کو بدگمانی نہ ہو یہ منصوبہ دلمین گانٹھکر دمنہ نے عرض کیا کہ حضور کی اجازت
ہو تو شنزبہ سے ملون اور اُسکے مکر وفریب سے متنبہ ہو کر جو بات عرض کرنیکے لائق ہو تو
حضور مین گذارش کرون چنانچہ شیر نے اجازت دیدی الغرض دمنہ غمناک صورت بنا
شنزبہ کے پاس گیا اور خردون کے طریقے سے نیازمندانہ مراسم بجالایا شنزبہ کی جانب سے
بھی بزرگانہ شفقت کا اظہار ہوا اور کہا بہت عرصہ کے بعد تم سے ملاقات ہوئی شاید
دوستون کی یاد تمھارے دل سے فراموش ہو گئی دمنہ نے کہا کہ ہرچند ظاہر اشرف قدمبوسی
سے محروم رہا لیکن باطنا گوشۂ تنہائی مین ایک لمحہ بھی آپکی یاد سے غافل نہین رہا اور انشاء اللہ
مدت العمر یہی صورت رہے گی شنزبہ نے دریافت کیا کہ یہ کیا گوشہ نشینی کیسی دمنہ نے کہا کہ

کیا غرض کرون دوسرے کی اطاعت کرنا اور اُسکی تلون طبعی کی بر داشت کرنا اب طبیعت قبول نہین کرتی شنز بہ نے کہا کہ یہ مجمل تقریر میرے ذہن مین نہین آتی بالتفصیل بیان کر دمنہ نے جواب دیا کہ چھہ چیزون کا حاصل ہونا بغیر چھہ چیزون کے ممکن نہین۔ (۱) مال دنیا بے نخوت کے (۲) ہوا و ہوس کی پیروی بے محنت کے (۳) صحبت نسوان بے فضیحت کے (۴) بخیلون کی مصاحبت بے ذلت کے (۵) ناکسون اور پست ہمتون سے طمع رکھنا بے ندامت کے (۶) بادشاہون کی ملازمت بے آفت کے۔ شنز بہ نے کہا کہ تیرے کلام سے مترشح ہوتا ہی کہ تو شیر سے کچھ کبیدہ خاطر ہو گیا ہی اور اُس سے کوئی تکلیف تجھپر عائد ہوئی ہی دمنہ نے کہا کہ یہ بات کچھ خاصکر مین اپنی ذات کے لیے نہین کہتا اور اس وجہ سے اندوہگین نہین ہون بلکہ تیری دوستی نے مجھکو اس رنج و ملال مین ڈالدیا ہی اور یہ سب صرف تیرے ہی لیے ہی تو خوب واقف ہی کہ میرے اور تیرے درمیان مین رابطہ اتحاد کس قدر مستحکم ہی اور روز اول جبکہ شیر نے مجھکو تیری طلب کے لیے بھیجا تھا تو جو عہد و پیمان اُسوقت کیے گئے تھے وہ خوب دلنشین ہین اسلیے مین چاہتا ہون کہ نقض عہد نہو اور ایفاے وعدہ پر قائم رہون ہان مجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ جو باتین تمھاری نسبت مجھے معلوم ہون وہ بلا کم و کاست تمسے نہ کہدون شنز بہ اسکے فحواے کلام سے خائف ہو گیا اور کہا کہ اے مہربان جلد مجھپر حقیقت حال کو ظاہر کر۔ دمنہ نے کہا کہ ایک خاص معتمد شاہی سے مجکو معلوم ہوا ہی کہ شیر خود اپنی زبان سے کہتا تھا کہ شنز بہ خوب کھا کھا کر موٹا تازہ ہوا ہی اور بارگاہ شاہی مین اُسکا عدم و وجود یکسان ہی اس لحاظ سے یہ مناسب خیال کیا جاتا ہی کہ ایک روز اُسکا حلیم و شحیم گوشت تناول خاص اور مہمانی عام کیا جائے جبکہ یہ بات مین نے سنی تو نہایت اضطراب دامنگیر ہوا اور چاہا کہ شرط وفاداری بجالاؤن اور تجکو اس حال سے

مطلع کردون اب میرے نزدیک یہ صلاح بہتر ہی کہ کوئی تدبیر جلد سوچی جائے کہ اس بلائے ناگہانی سے نجات حاصل ہو شنزبہ نے جب دمنہ سے یہ بات سنی تو اُس سے الطاف شاہی اور اپنے حسن اخلاق کا تذکرہ کیا اور کہا کہ شیر میرے ساتھ بدعہدی کرے یہ ممکن نہین اسوجہ سے کہ میرا قدم جادۂ خلوص عقیدت سے کبھی باہر نہین پڑا ہی پھر تو یہ کیا سمجھ کے کہتا ہی۔ دمنہ نے کہا کہ جو کچھ مجکو تحقیق ہوا وہ مین نے بمقتضاے محبت تم سے بیان کر دیا اور حق دوستی ادا کیا۔ شنزبہ نے کہا کہ مجھے تجھپر دروغگوئی کا احتمال نہین ہی لیکن مجھ کو یہ فکر لاحق ہی کہ شاید کسی بیہودہ گو نے معتمدون کے پیرایہ مین ظاہر ہوکر تجھ سے بیان کیا ہو دمنہ نے جواب دیا کہ تمھارا گمان بہت بجا ہی مگر مین بھی بہ یقین کامل کہتا ہون کہ جو کچھ مین نے بیان کیا ہی خوب تحقیق سے بیان کیا ہی شنزبہ نے کہا کہ شیر بداندیش نہین ہی اور اُن لوگون نے اپنی چالاکی اور چرب زبانی سے اپنے آپکو خیر اندیشی اور راستبازی کے لباس مین ظاہر کیا ہی اور شیر نے بھی اُنکو خیرخواہ سمجھ کے مرتبۂ اعلی پر فائز کیا ہی اس باعث سے اُن فرومایگان لئیم الطبع کی جماعت نے شیر کی سرکار مین رسوخ پیدا کر کے مکروفریب کے ذریعہ سے اپنے کو خیر اندیشون کے زمرہ مین شریک کیا ہی اور اِسی وجہ سے وہ بیدولت افترا پردازی و فتنہ انگیزی مین دلیر ہوگئے ہین ایسی صورت مین کچھ عجب نہین ہی جو کلمات ناشائستہ کو درستی و راستی کے زیور سے آراستہ کر کے بادشاہ سے عرض کیا ہو اور شیر مجھ سے بدگمان ہوگیا ہو تو کیا عجب ہی جیسا کہ اُس بطخ کو پیش آیا دمنہ نے کہا کہ وہ کس طرح ہی شنزبہ نے بیان کیا۔

حکایت ایک بطخ دریا کے کنارے مقیم تھی اور روزمرہ مچھلیان پکڑ کر اپنی زندگی بسر کرتی تھی ایک دن حسب اتفاق وہ کہین چلی گئی اور شب کو اپنے جاے قیام پر واپس آئی

عروج ماہ مین چاندنی کا عکس پانی مین دیکھا اور خیال کیا کہ یہ مچھلی ہی اسوجہ سے اُس کے
شکار کرنے کی فکر مین تھی لیکن کچھ نہ پاتی تھی اسی طرح اکثر آزمائش کی جب معلوم ہوا کہ اس سے
کچھ حاصل نہین ہی تو کنارہ کش ہوئی بعد ازان جب کبھی مچھلی کو بھی دیکھتی تھی تو اُسے یہی
خیال آتا تھا کہ یہ اسی چاندنی کا عکس ہی اور اُسکے پکڑنے کا ارادہ نہ کرتی تھی اور کہتی تھی کہ
آزمودہ را آزمودن جہل است آخر الامر اس تجربہ کے باعث سے وہ ہمیشہ بھوکی رہتی تھی
پس اسی طرح اگر درانداز ون نے شیر کو میری طرف سے کچھ بھڑکا دیا ہی اور بدگمانی اُسکے
مزاج مین پیدا کردی ہی اور اُسکا سبب خاصکر وہی غیر ون کا اظہار ہی تو اسی نظر سے
پختہ کارون کا قول ہی کہ قعر دریا مین غوطہ مارنا اور مار دم بریدہ کے دہن سے زہر
چوس لینا بادشاہون کی رفاقت سے بدرجہا بہتر ہی چنانچہ باز اور مرغ خانگی کی
حکایت میرے اس قول کی شاہد حال ہی دمنہ نے پوچھا کیونکر شنزبہ نے کہنا شروع کیا۔
حکایت ایک مرتبہ ایک باز شکاری اور مرغ خانگی مین بحث ہونے لگی کہ تو نہایت
بیوفا ہی مرغ خانگی نے جواب دیا کہ تو نے میری کیا بے وفائی دیکھی باز نے کہا کہ تیری
ادنے بے وفائی یہ ہی کہ باوجود اس امر کے کہ انسان تیرے ساتھ مہربانی سے پیش آتے
ہین اور تیرا آب و دانہ اُنکے خوان احسان سے وابستہ ہی لیکن وہ جب تیرے پکڑنے کا
قصد کرتے ہین تو اُنکے سامنے سے بھاگ کر کبھی اس کوٹھے سے اُس بام پر اُڑ جاتا ہی
اور ایک گوشے سے دوسرے کونے مین چھپ رہتا ہی اور مین باوجودیکہ وحشی ہون اگر
دو تین دن انکے ہاتھ سے کھاتا ہون تو اُنکے حق نمک کے خیال سے جسوقت وہ خواہش
کرتے ہین اُنکو شکار پکڑ دیتا ہون اور کتنے ہی فاصلہ پر چلا جاؤن تو بھی اُنکی آواز
سنتے ہی واپس آجاتا ہون۔ مرغ خانگی نے جواب دیا کہ تو نے جو حال میرے بھاگ جانے

اور اپنے واپس آنے کا بیان کیا فی الواقع بجا اور درست ہی لیکن تونے کبھی کسی باز کو سیخ پر کباب ہوتے نہ دیکھا ہوگا اور مین نے اکثر چڑیون کو ماہی توے مین بھنتے ہوے دیکھا ہی اگر تو بھی یہ حالت دیکھتا تو کبھی اُن کے پاس جانے کا قصد نہ کرتا اگر مین کوٹھے کوٹھے بھاگتا پھرتا ہون تو تو کوہ بکوہ پرواز کرتا رہتا بس یہ قصہ اس غرض سے بیان کیا کہ تو سمجھ لے کہ وہ مجمع جو شاہون کی مصاحبت اور ہم نشینی کا خواہشمند رہتا ہی وہ اُنکی سیاست سے بے خبر ہی اور لامحالہ وہ بے ہنر پر ہنر کا مون کو برے پیرایہ مین ظاہر کرتے ہین دمنہ نے کہا کہ اگر بدخواہون نے یہی ارادہ کیا ہو تو اسکا انجام کیا ہوگا شنزبہ نے کہا کہ اگر تقدیر اُنکی تدبیر کے موافق نہین ہی تو مجھکو کچھ ضرر نہ پہونچے گا اور اگر تقدیر و تدبیر راست ہی تو کوشش بیکار ہی اُس سے کچھ نتیجہ نہوگا دمنہ نے کہا کہ عاقل کو مناسب ہی کہ دنیوی امور کو تقدیر پر حوالہ نکرے اور اُسکے دفعیہ کی فکر سے غافل نہو شنزبہ نے کہا کہ عقل جب کام دیتی ہی کہ جسوقت تدبیر اُنکے خلاف نہو تونے شاید بلبل اور دہقان کی حکایت نہین سنی دمنہ مستفسر ہوا کہ وہ کیونکر ہی بیان کر شنزبہ نے کہا۔

حکایت ایک دہقان کے پاس باغ تھا اور اُسکے گوشۂ چمن مین ایک گلاب کا درخت تھا ہر صبح اُس درخت مین گلہاے رنگین شگفتہ ہوتے تھے اور باغبان اُس گلہاے رعنا اور خوشنما سے عشقبازی کرتا تھا۔ ایک دن وہ دہقان حسب عادت معہود وہ باغ کی سیر کو آیا تو دیکھا کہ ایک بلبل بیتاب صفحۂ گل پر اپنا منھ ملتی ہی اور اُسکی نازک پنکھڑیان بلبل کی تیز منقار سے بکھر جاتی ہین۔ باغبان پھولون کی بربادی دیکھکر بے قرار ہوگیا اور فوراً دام فریب اُسکی راہ مین بچھایا اور پکڑ لیا بلبل بیدل نے طوطی کیطرح زبان کھولی

اور کہا ای عزیز مجھ پریشان خاطر کو تو نے کیون اسیر کیا ہی اگر تجکو میری خوشنوائی پسند آئی ہی تو میرا آشیانہ خود تیرے گلزار مین موجود ہی اور جو اس کے علاوہ کوئی امر ہی تو اُس سے مجھے آگاہ کر تاکہ صبر کرون ۔ دہقان نے جواب دیا کہ تو نے پھولون کو کیون ایسا خراب و برباد کیا ہی کہ جو میرا سرمایہ حیات تھا اور اس باعث سے مجھکو نہایت آزردہ خاطر کر دیا اب تیری یہی سزا ہی کہ جسطرح تو نے فراق گل مین مجکو تکلیف دی ہی اُسی طرح تو بھی اپنے یار و دیار سے جدا ہو کر بے بہرہ ہو اور کنج باغ مین گریہ وزاری سے بسر کر بلبل گویا ہوئی کہ اس خیال باطل سے باز آ اور خیال کر کہ اس خفیف جُرم کی وجہ سے جو تو نے مجھ بے گناہ کو اسیر کیا ہی تو تیرا کیا حال ہوگا اس کلام نے دہقان کے دل مین ایسا اثر پیدا کیا کہ فوراً اُسے رہا کر دیا ۔ بلبل نے کہا کہ جب میرے ساتھ تو نیکی سے پیش آیا ہی تو مین بھی تجھ سے اس احسان کے معاوضہ مین کچھ بھلائی کرون بمصداق هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ جا فلان درخت کے نیچے ایک طرف پر زر مدفون ہی اُسے کھود کر اپنے کام مین لا دہقان نی الفور گیا اور زمین کھودی تو بلبل کے قول کو درست پایا اور آفتابہ پر زر نکال لیا اور بلبل سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ افسوس ہی تو نے آفتابہ پر زر تو زمین کے نیچے دیکھ لیا اور دام زیر خاک تجکو نظر نہ آیا بلبل نے جواب دیا کہ جب تقدیر الٰہی سے قضا دامنگیر ہوتی ہی تو دیدۂ دانش بے نور ہو جاتا ہی اور کوئی چارۂ کار نظر نہین آتا شنزبہ نے کہا کہ اس داستان کے بیان کرنے کا حاصل یہ ہی کہ تجھے معلوم ہو جاے کہ مین قضا و قدر کا مخالف نہین ہون سر تسلیم خم ہی جو مرضی الٰہی ہو اب کوئی چارہ جوئی مجھ سے نہین ہو سکتی ۔ دمنہ نے کہا کہ تحقیق مجھے

معلوم ہی کہ شیر کا خیال تیری نسبت کچھ دشمنون کی بدگوئی سے نہین پیدا ہوا ہی
بلکہ خود شیر کی بے وفائی اور بے نیازی اسکا باعث ہی مین تیری ہنرمندی اور
سادہ دلی اور اس شیر کی بدمزاجی سے خوب واقف ہوؔن اور فرمانروایون کیطرح
یہ صادق الاقرار اور راست گفتار نہین ہی بلکہ اُسکے کاروبار کا دار و مدار بیوفائی
پر ہی اور اسکی خاصیت مانند سانپ کے ہی کہ ظاہر مین باشکال رنگین وخوشنما آراستہ
ہی اور باطن مین زہر ہلاہل سے پیراستہ۔ شنزبہ بولا کہ اصل تو یہ ہی کہ اس صحرا مین
مجکو اجل دامنگیر ہوکر کشان کشان لائی ہی ورنہ مین کب شیر کی مصاحبت کے
لائق تھا جب کہ مین اُسکا طعمہ ہون اس لحاظ سے مناسب تھا کہ ہزار کمند سے کوئی
مجھے کھینچتا تاہم مین اُسکی طرف جانے کا ارادہ نکرتا لیکن اول تو تقدیر الٰہی یون ہی
تھی دوسرے تیری ترغیب نے مجکو اس ورطۂ ہلاکت مین ڈال دیا جسکی تدبیر اب
محال نظر آتی ہی اُسوقت مین نے انجام کا کچھ خیال نہین کیا اسلیے اب مین اپنی سزا کو
اپنے کنار مین دیکھتا ہون اور مجھپر کیا موقوف ہی جو شخص متاع دنیا کی قلت پر
قناعت نہ کرے گا اور حرص اُسپر غالب ہوگی اُسکا یہی انجام ہوگا جیسے کوئی شخص
کوہ الماس پر پہونچے اور بڑے بڑے ہیرون پر اُسکی نظر پڑے اور اُنکے بیش قیمت
اور عمدہ ہونے کے خیال سے اور آگے بڑھتا جائے تا کہ کسی حد تک پہونچکر مطلب دلی
حاصل ہو مگر واپسی دشوار ہو جاتی ہی کیونکہ ریزہ ہاے الماس سے اُسکے پانون فگار
ہو جاتے ہین اور اسی طمع مین سرگردان و پریشان پھرتے پھرتے آخر اُسی کوہ پر
ہلاک ہو جاتا ہی۔ دمنہ نے جواب دیا فی الواقع تیرا قول بجا اور درست ہی جو گردن
زنجیر حرص وطمع سے بندھی ہوتی ہی وہ آخر الامر ندامت و پشیمانی کی شمشیر سے قطع کیجاتی ہی

جس طرح کہ صیاد کا معاملہ ہوا شنزبہ نے پوچھا کہ کیونکر دمنہ نے بیان کیا۔

حکایت کسی صیاد نے صحرا مین ایک لومڑی کو دیکھکر اُسکے بال پسند کیے اور خیال کیا کہ بہ قیمت گران فروخت ہونگے اس ارادے سے روباہ کی گرفتاری کے درپے ہوکر اُسکا سوراخ دیکھ لیا اور اُسکے قریب گڈھا کھودا اور خس پوش کر کے ایک ٹکڑا مردار گوشت کا اُسپر رکھ دیا اور خود کمین گاہ مین بیٹھ رہا لومڑی گوشت کی بو پاکر سوراخ سے باہر نکلی مگر دل مین دغدغہ کرتی ہوئی کہ ہرچند اس طعمہ کی خوشبو دماغ آرزو کو معطر کرتی ہی مگر بوے بدبھی اسکے ساتھ شامل ہی جو دور اندیشی کے مشام تک پہونچتی ہی کیا عجب ہی کہ کوئی جانور مرگیا ہو بلکہ ظن غالب یہ ہی کہ اس گوشت کے نیچے دام بلا بچھا ہوا ہو اسی وجہ سے جس کام مین ہلاکت کا احتمال ہوتا ہی عاقل اُسے ہرگز پسند نہین کرتے آخرکار لومڑی نے دور اندیشی کے خیال سے اُس کام سے کنارہ کشی کی اور جان بر ہوئی۔ اس درمیان مین ایک چیتا جو بہت بھوکا تھا اس مقام پر پہونچا اور اُس مردار گوشت کی بو جو پائی بے اختیار گوشت پر دوڑ پڑا اور غار مین گر گیا صیاد نے جب دھماکے کی صدا سنی فی الفور غار کے قریب گیا اسکے پہونچتے ہی چیتے نے جست کر کے صیاد کا شکم چاک کر ڈالا۔ صیاد حریص پر طمع غالب ہوئی اور شوخی آز نے اُسے ہلاک کر ڈالا لومڑی نے قناعت کی اُسکی بدولت جان سے محفوظ رہی۔ دمنہ نے کہا کہ اس داستان سے مستنبط ہوتا ہی کہ زیادہ طلبی آزاد کو بندہ اور بندہ کو سرافگندہ کر دیتی ہی۔ شنزبہ نے کہا ؎ خود غلط بود انچہ من پنداشتم ؎ مجھسے بڑی غلطی ہوئی جو مین نے شیر کی ملازمت اختیار کی پہلے یہ حال معلوم نہ تھا کہ وہ قدر خدمت نہین جانتا دمنہ بولا کہ اب ان فضول باتون کا خیال نکر اور

اپنے بچاؤ کی تدبیر سوچ شنزبہ نے جواب دیا کہ اب کوئی تدبیر بن نہین پڑتی اور کوئی
حیلہ وفریب کارگر نہین ہو سکتا مجکو یقین کامل ہو گیا ہی کہ شیر میری جانب خیال بد
نہ کرے گا لیکن اُسکے رفیق و مصاحب میرے ہلاک کرنے کی فکر مین ہین جس طرح کوّے بھیڑیے
گیدڑ نے شتر پر حملہ کر کے اپنی مراد حاصل کی۔ دمنہ نے کہا کہ وہ کیونکر ہی شنزبہ
نے کہنا شروع کیا۔

حکایت ایک صحرا مین جو کہ شارع عام کے متصل تھا ایک شیر کا مسکن تھا اور ایک
زاغ سیاہ چشم اور گرگ تیز خشم اور سیار مکار اُسکے خدمتگزار تھے اور کسی تاجر کا ایک
اونٹ بھی خستہ و عاجز ہو کر اُسی جنگل کے قریب رہ گیا تھا چند روز کے بعد جب وہ کچھ
توانا ہوا تو چارہ کی فکر مین چہار جانب گشت کرتا تھا اتفاقاً اُسی جنگل مین دار دہوا
جہان شیر رہتا تھا جب شیر کا سامنا ہوا تو اُسنے خیال کیا کہ اب بجز نیازمندی اور
خدمتگزاری کے چارہ کار نہین ہی اونٹ نے سر تسلیم خم کیا اور آداب بجالایا شیر نہایت
مہربانی سے پیش آیا اور مستفسر حال ہوا کہ تیرا مقصد یہان آنے سے کیا ہی اور کیا
خواہش رکھتا ہی اونٹ نے عرض کیا کہ جب تک آپ کی خدمت مین حاضر نہوا تھا
اور شرف ملازمت حاصل نہوا تھا تب تک مطلق العنان اور آزاد تھا اور چرنے کیلیے
ہر جانب بے تکلف پھرا کرتا تھا اب کہ دولت ملازمت سے کامیاب ہوا تو پابند ہو گیا
جس صورت سے حضور کا حکم شرف نفاذ پالئے گا اُسی صورت سے اوقات بسر کرونگا
شیر نے فرمایا کہ اگر ہماری ملازمت کی تمنا ہی تو شوق سے یہان رہ اور باطمینان تمام
اوقات بسر کر کسی حال مین تجکو کسی قسم کا رنج و ملال نہ پہونچے گا۔ شتر بے مہار
اس مسافر نوازی اور غریب پروری پر بہت خوش ہوا اور شادمان ہو کر خدمتگزاری

کے لیے کمرہمت چست باندھے اور عرصہ تک اُسی صحرا مین مقیم رہا جب کہ مرفہ الحالی
نصیب ہوئی تو بہت فربہ ہو گیا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ شیر شکار کے واسطے
کسی طرف گیا ہوا تھا وہان ایک مست ہاتھی سے سامنا ہو گیا اور سخت جنگ
واقع ہوئی شیر زخمی ہو کر اپنے مقام پر واپس آیا اور کونے مین جا کر لیٹ رہا
گرگ اور زاغ وشغال جو شیر کے خوان نعمت کے زلہ ربا تھے اور اُسکا پس ماندہ اُنکا
آزوقہ تھا وہ بے سروسامان ہو گئے جس طرح مہربانی وعنایت بزرگون کی ذاتی
صفت ہی اور اپنے متوسلون کی تکلیف اُن سے دیکھی نہین جاتی اُسی طرز پر جب کہ
شیر نے اُن سب کو سراسیمہ دیکھا تو اُسکو نہایت فکر لاحق ہوئی اور فرمایا کہ تمھارا رنج
میری تکلیف سے بڑھا ہوا ہی اگر اس قربت مین کہین شکار کا سُراغ لگاؤ تو جسطرح
ممکن ہو اُفتان وخیزان جا کر شکار کر لاؤن تاکہ تم سب آسودہ ہو۔ چنانچہ یہ سب شیر
کے پاس سے علٰحدہ ہو کر مشورہ کرنے لگے کہ اس دشت مین اونٹ کے رہنے سے
بظاہر کوئی فائدہ معلوم نہین ہوتا نہ بادشاہ کو اُسکی ذات سے کوئی آرام وراحت
ہی نہ ہمین کوئی منفعت پس قرین مصلحت یہ ہی کہ شیر کو اس بات پر آمادہ کیا جائے
کہ وہ اونٹ کا شکار کرے دو تین روز کی خوراک اُسکی مہیا ہو جائے گی اور ہمکو
بھی فائدہ پہونچے گا۔ شغال بولا کہ بادشاہ نے اسکو امان دی ہی جو کوئی بادشاہ
کو اُسکے شکار کی طرف راغب کرے گا وہ خلاف دولتخواہی تصور کیا جائیگا زاغ بولا
کہ اس باب مین کوئی حیلہ سازی کرنا اور شیر کو ایفاے وعدہ سے باز رکھنا چاہیے
یہ کہکر چلا کہ تم سب یہین توقف کرو مین ابھی واپس آتا ہون پس زاغ شیر کے
پاس آیا اور چپکا کھڑا رہا شیر نے پوچھا کہ شکار کا پتہ لگایا زاغ نے کہا کہ اے شہریار

گرسنہ ہونے کی وجہ سے آپ کسی کی نظر مین نہین سماتے اور ہلنے تک کی طاقت حضور مین نہین باقی رہی لہذا ہم خیر خواہون کے ذہن مین یہ بات آتی ہی کہ ہمارے جرگہ مین یہ اونٹ بے میل واجنبی ہی اُسکے رہنے سے کسی طرح کا فائدہ نہین ہی یہ ایسا شکار ہی کہ از خود آیا ہی۔ شیر نے خشمناک ہوکر جواب دیا کہ اے زاغ بے خبر کیا تو واقف نہین ہی کہ مین نے اسکو امان دی ہی اور اب نقض عہد کرون یہ کس مذہب مین روا ہی افسوس ہی کہ اس زمانہ کے ہم نشینون کو بجز نفاق کے اور کوئی شیوہ پسندیدہ نہین ہی۔ زاغ نے عرض کیا کہ حضور کمترین خوب واقف ہی مگر جس بارہ مین عقل صواب اندیش ہدایت کرے اس مین کوشش کرنا عین خیر اندیشی ہی۔ اس باعث سے غلام عرض پرداز ہوا۔ دانشمندون کا مقولہ ہی کہ ایک نفس کو تمام گھر والون کی بقا کے واسطے اور ایک خاندان کو قبیلے کے لیے اور قبیلے کو شہر کے واسطے اور شہر کو شہریار کے محفوظ رہنے کے لیے فدا کر دینا واجب ولازم ہی اس لیے کہ بادشاہ کی سلامتی ذات سے کل مملکت کی سلامتی متصور ہی ایسی حالت مین عہد شکنی کا خیال کرنا محض خلاف ہی اور بادشاہ پر بدعہدی کا الزام بھی عائد نہین ہوسکتا اور ہم روزی کی تنگی سے نجات پا سکتے ہین۔ شیر نے یہ کلام سن کے سر جھکا لیا زاغ نے آکر اپنے دوستون سے کل کیفیت بیان کی اور کہا کہ اب یہ تدبیر کرنا چاہیے کہ سب متفق ہوکر شیر کے پاس چلین کہ ہم بادشاہ کے ظل عاطفت مین بمسرت تمام زندگی بسر کرتے ہین اور آج جو یہ واقعہ درپیش ہی تو ہم جان نثار چاہتے ہین کہ اپنی جان بادشاہ پر فدا کر دین اور ہر ایک ہم مین سے یہی عرض کرے کہ بادشاہ ہمارے گوشت سے ازدقہ چاشت

تناول کرے اور دوسرا اُس گوشت کے عیوب ظاہر کرے شاید اس تدبیر سے
بالآخر اونٹ کا مارا جانا قرار پاوے چنانچہ سب ملکر شیر کے پاس گئے پہلے کوتے نے کہا
کہ ہمارا عیش و آرام سب حضور کی ذات ستودہ صفات سے وابستہ ہی اگر جناب عالی
میرے گوشت سے فی الجملہ سد رمق ہو سکتا ہی تو از راہِ عنایت مجھ حقیر کو نوش جان
فرمائین دوسرون نے کہا کہ تیرے کھانے سے بادشاہ کو کیا سیری حاصل ہو سکتی ہی
زاغ نے یہ بات سنکر گردن جھکا لی اب شغال نے آگے بڑھ کر عرض کیا کہ مین عرصہ
دراز سے زیر سایۂ حضور حوادث روزگار سے محفوظ رہا ہون آج جہان پناہ کو
ضرورت در پیش ہی تو میری تمنا ہی کہ حضور مجھے اپنا طعام بنا کر فکر چاشت
سے فراغت حاصل کرین اور دن نے جواب دیا کہ تیرا کہنا اداے حق نمک خواری
پر دلالت کرتا ہی مگر تیرا گوشت متعفن اور مضر ہوتا ہی مبادا اسکے نوش فرمانے
سے بادشاہ کو کچھ تنفر ہو اور وہ باعث بدمزگی طبیعت ہو جائے شغال یہ کلام سنکے
چپ ہو رہا اب گرگ سامنے آیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ مین امیدوار ہون
کہ شہریار بخوشی تمام میرے اجزاے گوشت کو دہن مبارک مین جگہ دین تو زہے
نصیب میرے یار دن نے کہا کہ ہر چند تو نے یہ گذارش از راہ خلوصِ عقیدت
پیش کی ہی لیکن حکما کا قول ہی کہ شغال کا گوشت مولد مرض خناق ہی جو
مہلک عارضہ ہی گرگ نے بھی قدم پیچھے ہٹایا اور خاموش ہو رہا اب شتر بے مہار
گردن دراز نے بمقتضاے کُلُّ طَوِیْلٍ اَحْمَقُ جب کہ طرز کلام ملازمان شاہی کا
سُنا تو آپ بھی شتر غمزہ کرتا ہوا آگے بڑھا اور بعد دعا و ثنا ر بادشاہی بجالانے
کے عرض رسا ہوا کہ فدوی اس بارگاہ فلک پایگاہ کا پرورش یافتہ ہی امیدوار ہی

کہ اس حقیر کا گوشت اگر لائق طعام حضور ہو تو بے تکلف ظل سبحانی نوش فرمائیں
فدوی بخوشی خاطر یہ تمنا رکھتا ہے سب نے تو دام تزویر بچھا ہی رکھا تھا بالاتفاق
عرض کیا کہ رحمت خدا تجھ پر نازل ہو کہ تو نے بخلوص نیت وصفائی قلب یہ بات
کہی اور واقعی تیرا گوشت نہایت لذیذ اور بادشاہ کے نوش کرنے کے لائق اور
پسند طبع عالی ہے آفرین صد آفرین ہے تیری ہمت پر کہ اپنے ولی نعمت کے
آرام کے لیے اپنی جان نثار کر دی اور اس خالص ارادہ پر تیرا نام صفحۂ روزگار
پر بطور یادگار ثبت رہے گا بس ایک ہی مرتبہ سب نے ملکے حملہ کیا اور اونٹ جو
مسکین اور سادہ لوح تھا وہ دم نہ مار سکا حتی کہ پارہ پارہ کر ڈالا گیا شیر کو بھی
گرسنگی غالب تھی اُسنے بھی کچھ ممانعت نہ کی۔ دمنہ نے کہا یہ داستان اسوجہ سے
بیان کی گئی کہ تو ذہن نشین کرے کہ اہل غرض کی حیلہ سازی سے علی الخصوص
جب وہ بصورت مجموعی درپے ہو جائیں تو اُن کا وار خالی نہیں جاتا شتربہ نے
کہا کہ اس کام مین میرا خیال کچھ درست نہین ہے بلکہ بجز جنگ وجدال کے اور
کوئی منصوبہ ذہن مین نہین آتا کیونکہ اگر جان کی حفاظت کے لیے اور مال کی نگہبانی
مین جنگ کا سامنا ہو اور اُس معرکہ مین جان شیرین تلف ہو جاے تو وہ
زمرۂ شہدا مین داخل ہو گا خیال کرنا چاہیے کہ اگر میرا وقت برابر آگیا ہے
اور پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہے تو ہمت مردانہ کر کے حفظ آبرو کے لیے زندگی سے
ہاتھ دھونا بے عزتی کی موت سے بدرجہا بہتر ہے اگر حیات مستعار باقی ہے تو
مردانگی کے ساتھ زندہ رہون گا دمنہ سمجھا کہ منتر کارگر ہو گیا اور نقش مُراد
کرسی نشین ہو گیا مگر احتیاطاً مخاطب ہو کر بولا کہ طریقۂ خردمندی یہ ہے کہ

جنگ مین سبقت نہ کی جائے بلکہ جہان تک رفق و مدارات سے دشمن مان جائے
تو سختی کرنا مناسب نہین ہی کیونکہ دشمن اگرچہ حقیر ہی کیون نہ ہو اُسکو حقیر و بیچارہ
نہ شمار کرنا چاہیے جو شخص دشمن کو ذلیل و خوار جانتا ہی وہ آخر کو پشیمانی اُٹھاتا
ہی۔ جس طرح کہ وکیل دریا کو پشیمانی لاحق ہوئی شنزبہ نے پوچھا کیونکر دمنہ نے بیان کیا
حکایت سابقین نے بیان کیا ہی کہ ساحل بحر ہند پر ایک قسم کے جانور پرند
رہتے ہین جو طیطو کے نام سے مشہور رہین اُن مین سے ایک جوڑا دریا کے کنارے
نشیمن رکھتا تھا جب زمانہ انڈے دینے کا قریب آیا تو مادہ نے نر سے کہا کہ انڈے
محفوظ رہنے کے لیے کوئی جگہ تجویز کرنا چاہیے نر بولا کہ یہ مقام تو نہایت دلچسپ
ہی اس سے بہتر اور کون جگہ ہوگی مادہ نے کہا اگر دریا موجزن ہوا تو پھر کیا ہوگا
نر نے کہا یقین ہی کہ وکیل دریا ایسی جسارت نہ کرے اور بالفرض مبادرت
کرے بھی تو اُسکا انتظام معقول کیا جا سکتا ہی۔ مادہ نے کہا اپنی چادر کی وسعت
سے زیادہ پانون پھیلانا خلاف عقل ہی تو کس برتے پر وکیل دریا سے بدلہ
لے سکتا ہی اس خیال محال سے درگذر اور میری نصیحت پر عمل کر جو کوئی دوستون کی
نصیحت نہین سُنتا بالضرور اُسکی وہی حالت ہوتی ہی جو سنگ پشت کی ہوئی نر نے کہا
کس طرح مادہ نے کہنا شروع کیا۔
حکایت ایک تالاب مین دو بطین اور ایک کچھوا رہا کرتے تھے قربت کیوجہ سے
آپس مین خوب ربط ضبط ہو گیا ایک وقت ایسا آیا کہ تالاب کا پانی سوکھ گیا
جس کے باعث سے بطون کو سفر اختیار کرنے کے سوا چارہ نہ رہا نہایت غم و الم
کی حالت مین کچھوے کے پاس آئین اور حال کہا اور رخصت کی تجویز بیان کی سنگ پشت

جدائی کے خیال سے رونے لگا اور کہا کہ جدائی کا رنج مجھ سے برداشت نہو سکیگا
بطون نے جواب دیا کہ ہمارا جگر بھی خار مفارقت سے ریش ہی لیکن قلت آب
کی وجہ سے زندگی محال ہی۔ سنگ پشت نے کہا کہ ای یاران ہمدم تم خوب واقف ہو
کہ بے آبی کی وجہ سے میرا نقصان تم سے زیادہ ہی لہذا حق دوستی ادا کرو اور
اپنے ہمراہ مجکو بھی لے چلو بطون نے جواب دیا کہ ای عزیز ہم کو تیرے جدائی کا
صدمہ جلاے وطن سے بھی بڑھکر ہی لیکن ہمارا روے زمین پر چلنا دشوار ہی
اور تمھارا اوج ہوا پر پرواز کرنا محال ایسی صورت مین ہمراہی کیونکر ممکن ہو سکتی
ہی سنگ پشت نے کہا کہ اس امر کا علاج تمھاری دوراندیشی سے ہو سکتا ہی
لیکن دردفراق سے میرے ہوش و حواس بجا نہین ہین۔ بطون نے کہا اگرچہ
ہم اسکی تدبیر کر سکتے ہین لیکن مشکل یہ ہی کہ جو ہم کہین کے تم ہرگز اُسپر عمل
نہ کروگے سنگ پشت نے کہا بھلا یہ ممکن ہی کہ آپ تو میری بہتری چاہین اور مین
اسکی مخالفت کرون بطون نے کہا وہ تدبیر یہ ہی کہ ہم تم کو لیکر ہوا مین چلین
لوگ ہم کو باین ہیئت کذائی دیکھکر ضرور خندہ زنی کرینگے اور چہ میگوئیان
کرتے رہینگے لیکن تم کسی طرح اپنا منھ نہ کھولنا سنگ پشت نے کہا مین ہر کیف
آپ کا مطیع و فرمانبردار ہون قطعًا اثناے راہ مین لب سے سخن آشنا نکرونگا
الحاصل بطون نے جنگل سے ایک لکڑی تلاش کی اور اُسکے دونون سرے
منقار سے پکڑکر بلند ہوئین اور لکڑی کو بیچ مین سے سنگ پشت نے دانتون
سے خوب مضبوط پکڑ لیا اسی طرز سے اُڑتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایک شہر
کی طرف سے انکا گذر ہوا شہر کے لوگ ان پرندون کو عجیب ہیئت سے دیکھکر

حیرت زدہ ہوے اور صغیر و کبیر برنا و پیر غل و شور مچاتے ہوے دوڑے اسوجہ سے
کہ ایسا تماشا کبھی اُن کی نظر سے نہین گذرا تھا کہ بطخین کچھوے کو اُڑا ئے لیے
جاتی ہون سنگ پشت تھوڑی دیر تو خاموش رہا مگر سادہ لوح سے ضبط نہ ہو سکا
اور بے اختیار بول اُٹھا مصرعہ

تا کور شود ہر آن کہ نتواند دید

جنبش لب ہوتے ہی فوراً زمین پر گر پڑا بطین افسوس کرنے لگین اور یہ قطعہ پڑھا

نیک خواہان دہند پند ولیک	نیکبختان شوند پند پذیر
پند من گیر نیک خواہ توام	در تو بدبخت کے کند تاثیر

اس داستان کے بیان کرنے کی علت غائی یہ ہی کہ جو شخص دوستون کی نصیحت
پر عمل نہین کرتا وہ لامحالہ اپنے کو معرض ہلاکت مین ڈالتا ہی۔ نر نے جواب دیا کہ
مین نے یہ داستان سُن لی لیکن تو کچھ اندیشہ نہ کر اور اپنے مقام کو ترک نکر کیونکہ
جو شخص خوف زدہ ہو کر بیدل ہو جاتا ہی وہ کبھی خائز المرام نہین ہوتا ہے

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق	باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

آخرالامر مادہ نے وہین انڈے دے دیے جب کئی دن گذر گئے اور بچون نے
سفید برقع پھاڑ کے گریبان سے سر نکالا تو وہی بات پیش آئی کہ دریا موجزن
ہوا اور بچون کو بہا لے گیا یہ واقعہ جانگزا دیکھکر مادہ بہت جھنجلائی اور نر سے
کہنے لگی کہ مین نہ کہتی تھی کہ دریا سے کچھ زور نہ چل سکے گا تو نے میرے کہنے پر
مطلق خیال نہ کیا اور بچون کو دریا برد کر اکے خرمن صبر و قرار پر برق غضب
گرائی اب زخم جگر کے اندمال کی کوئی فکر کر تا کہ مجھے کچھ تسکین حاصل ہو نر نے کہا

کہ تو خفا نہ ہو اور سخت کلمے زبان پر نہ لاوین اپنے اُسی قول پر قائم ہون یہ کہکر فوراً اپنے ہم جنسون کے پاس گیا اور اکابرین قوم سے فریاد کرکے کہنے لگا کہ اگر ہم سب ملکر وکیل دریا سے بچے واپس نہ لین گے تو اسکی دلیری بڑھ جاویگی اور ایک روز کل پرندون کو نیست و نابود کردے گا آخر جلا وطنی کرنا پڑیگی بموجب مصرعہ

علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد

کل پرندے یہ کلام سنکر سراسیمہ ہوے اور سیمرغ کے پاس جاکر فریاد کرنا شروع کی کہ تو ہمارا بادشاہ ہی اگر رعایا کی خبر گیری نہ کرے گا تو تیری حکومت تباہ و برباد ہوجائے گی الحاصل سیمرغ فوج جرار لے کر وکیل دریا کے پاس گیا وہ تاب مقاومت نہ لاسکا اور بچے کو واپس دیدیا اس قصہ کے بیان کرنے سے یہ مطلب ہی کہ دشمن کیسا ہی حقیر کیون نہ ہو لیکن اُس سے غفلت نکرنا چاہیے مصرعہ

دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد

بعض اوقات چھوٹی سی سوئی سے وہ کام نکل جاتا ہی جو نیزہ طویل سے نہین نکلسکتا حکیمون کا مقولہ ہی کہ اکثر ایسا ہوا ہی کہ ہزار دوست ایک ادنے دشمن کے مقابلہ مین عاجز رہتے ہین۔ شنزبہ نے کہا تیرا قول راست ہی مین کبھی جنگ مین سبقت نہ کرونگا ورنہ کفران نعمت کی تہمت مجھ پر عائد ہو گی ہان جب شیر میرے ہلاک کرنے کا قصد کرے گا تو جان کی حفاظت کے لیے کوتاہی بھی نہ کرونگا دمنہ نے کہا کہ تیری راے صائب ہی جب شیر کا سامنا ہو اور دیکھنا کہ وہ غصہ مین زمین پر دم پٹک رہا ہی تو جان لینا کہ وہ مجھ پر حملہ آور ہوا چاہتا ہی شنزبہ نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا پس دمنہ اس بہانے سے کہ شیر کی خبر لے آؤن رخصت ہوا اور کلیلہ کے قریب

خوشی خوشی گیا وہ کہنے لگا کہ کہو کیا کر آئے دمنہ بولا کہ خدا کا شکر ہی مشکل کام آسان
ہوگیا اور کلیلہ کو اپنے ساتھ لیے ہوے شیر کی طرف روانہ ہوا ہنوز شیر کے قریب
پہونچا ہی تھا کہ اُدھر سے شتربہ بھی وہان آگیا شیر نے بغور شتربہ کی جانب نگاہ کی
تو دمنہ نے جسقدر علامتین بیان کی تھین وہ کل اُسمین موجود پائین اور دمنہ کو
خیرخواہ تصور کر کے اُسکی راستبازی کا یقین اُسکے دل مین راسخ ہوگیا چنانچہ
شیر غصہ مین آکر زمین پر دُم پٹکنے لگا اُدھر بدنصیب شتربہ نے بھی شیر کی یہ حالت
دیکھ کر یقین کر لیا کہ جو کچھ دمنہ نے کہا تھا وہ سب راست ہی آخرکار دونون آمادہ
پیکار ہوے شیر نے جست کر کے حملہ کیا دونون کے جسم سے خون کے فوارے
جاری ہوے اور اس کشمکش کی آواز عرصۂ زمین سے تا چرخ چنبری پہونچی کلیلہ
نے یہ حال دیکھکر دمنہ سے کہا کہ ای نادان تونے اپنی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ
خود دیکھ لیا اب بھی اپنے شامت اعمال کا انجام سمجھ گیا یا نہین دمنہ نے جواب دیا
کہ اسمین بدنصیب کون ہی کلیلہ نے کہا کہ تونے جو دام تزویر گستردہ کیا اُسمین
سات ضرر ہین اول یہ کہ بلاضرورت اپنے خداوند نعمت کو زحمت مین ڈالا
اور سخت رنج و ملال اُسکی ذات والاصفات کو پہونچا۔ دوسرے اپنے مالک کو
نقض عہد و پیمان شکنی کے ساتھ موسوم کیا اور ایسی سخت و معیوب بدنامی بادشاہ
کے حق مین روا رکھی جو کمال مذموم ہی۔ تیسرے بلاوجہ شتربہ کی خونریزی مین
ساعی ہو کر اُسکو گرداب ہلاکت مین ڈالدیا چوتھے اُس بےگناہ کا خون ناحق
جو تیری کوشش سے واقع ہوا ہی وہ تیری ہی گردن پر ہوگا۔ پانچوین ایک
جماعت کثیر کو شاہ کی طرف سے بدظن کر دیا یقیناً اب کل سباع شیر کے خوف سے

ضرور ترک وطن کر کے بے خانمان ہو کر جدھر سینگ سمائے گا اُدھر چلے جائینگے
اور ہر ایک قسم کی تکلیفون مین مبتلا ہون گے چھٹے یہ کہ سپہ سالار لشکر وحوش
کو معرض تلف مین ڈالا اور بالضرور جمعیت اُن کی اس حادثہ کے واقع ہونیسے
منتشر اور متفرق ہو جائے گی ساتوین اپنا عجز وضعف ظاہر کیا اور جو دعوے
تو نے کیا تھا کہ مین برفق ومدارا اس کام کو انجام دونگا وہ پورا نہوا اور نہ تو
اپنے قول وقرار کا پابند رہا جو ابتدائے شتربہ سے تو نے کیا تھا تیرے ساتھ مین
میرا وہی حال ہونا ہی جو اُس مرغ خانگی کا ہوا جس نے کہا نہ مانا اور اپنے اعمال
کی سزا پائی دمنہ نے پوچھا کسطرح کلیلہ نے بیان کیا۔

حکایت سابقین نے بیان کیا ہی کہ بندرون کی ایک جماعت پہاڑون پہ
مقیم تھی اور وہان کے فواکہات پر اُن کی بسر اوقات تھی ایک رات کو جاڑے
کی بڑی شدت ہوئی بیچارے سرما کی سردمہری سے پریشان حال آگ کی
تلاش مین تگ ودو کرتے تھے ناگاہ ایک جگنو اُن کو چمکتا ہوا نظر آیا بندر
سمجھے کہ آگ کی چنگاری ہی اُسکو پکڑ لے گئے اور پتون وغیرہ کے ڈھیر مین
رکھکر پھونکنے لگے ہرچند بہت کچھ محنت کی مگر اُسمین سے دھوان تک
نہ اُٹھا درخت پر ایک چڑیا بیٹھی ہوئی تھی اُسنے یہ حال دیکھ کر کہا کہ ای بندرو
یہ آگ نہین ہی تم بیکار کیون زحمت کر رہے ہو لیکن بندرون نے کچھ اُس کے
کلام کی سماعت نہ کی اور اپنے کام مین مصروف رہے اتنے عرصہ مین ایک مسافر
کا وہان گذر ہوا اور اُسنے یہ تماشا دیکھ کر مرغ سے کہا کہ کیون تو فضول اپنا
دماغ پریشان کرتا ہی وہ تیری بات ہرگز نہ سنین گے مرغ نے جب دیکھا کہ

میرا کہنا یہ نہین مانتے تو درخت کے نیچے اُتر آیا کہ بخوبی اُنکے ذہن نشین کر دے
کہ یہ آتش نہین ہی کرمک شب تاب ہی۔ بندرون کو اسکی نصیحت ناگوار گذری
جھپٹ کر اُسکو پکڑ لیا اور نوچ کھسوٹ ڈالا اگر مرغ مسافر کی ہدایت پر کاربند
ہوتا تو جان نہ کھوتا بس اے دمنہ جس کام کی بنا مکر وزور پر ہوتی ہی وہ بالضرور
نتیجۂ بد دکھاتی ہی اور افسوسناک ہو جاتی ہی جسطرح کہ تیز ہوش کو پیش آیا
دمنہ نے پوچھا کسطرح کلیلہ نے بیان کیا۔

حکایت دو شخص باہم شریک تھے ایک بوجہ کثرت دانائی کے تیز ہوش
کے نام سے موسوم تھا اور دوسرا بسبب سادہ لوحی کے خرم دل مشہور تھا ان دونون نے
بہ نیت تجارت سفر اختیار کیا ناگاہ راستے مین ایک تھیلی پر از زر پڑی ہوئی
ملی تیز ہوش نے کہا بھائی دنیا مین سود بے محنت اسی طرح ہاتھ آتا ہی اب
اسی زر پر قناعت کرو اور گوشۂ تنہائی مین بفراغت تمام اپنے گھر پر بیٹھ کر
شکر پروردگار بجالاؤ اور یہی ذریعہ بسر اوقات کا تصور کرو۔ چنانچہ دونون
یہ خیال کر کے واپس ہوے اور شہر کے قریب ایک مقام پر قیام کیا خرم دل نے
کہا کہ برادر اس زر کو باہم تقسیم کر لو تاکہ ہر ایک اپنا حصہ صرف مین لاوے
تیز ہوش نے جواب دیا کہ تقسیم کرنا مناسب نہین ہو چاہیے یہ ہی کہ اس مال مین ضرورت کے
موافق کچھ لیا کرین اور باہم ملکر خرچ کرتے رہین اور باقی زر کو نہایت احتیاط
سے دفن کر دین اور جب جب ضرورت ہوتی رہے اُسمین سے نکال لیا کرین اس تدبیر سے
ہر آفت سے محفوظ رہین گے اور آرام سے اسکو صرف کرتے رہینگے خرم دل نے اُسکی تجویز کو
منظور کر لیا اور کچھ روپیہ کال کر تھیلی کو ایک درخت کے نیچے گاڑ دیا اور اپنے اپنے مکان پر واپس گئے

رات کے وقت تیز ہوش نے کیا چالاکی کی کہ اکیلا اُس درخت کے قریب آیا
اور تھیلی کھود کر اُٹھالے گیا خرم دل غریب کو جب کچھ ضرورت لاحق ہوئی
تو تیز ہوش کے پاس آکر کہنے لگا کہ برادر چلو پھر کچھ روپیہ نکال لائین مفلس
ہوگیا ہون بالکل خرچ سے تنگ ہون غرضکہ دونون ملکر درخت کے نیچے
آئے ہر چند جابجا سے زمین کھودی مگر تھیلی کا کہین پتہ نہ لگا تیز ہوش نے
خرم دل کے گریبان مین ہاتھ ڈالدیا اور کہا کہ یہ کام تیرا ہی ہی کیونکہ سوا
تیرے دوسرا اس بھید سے واقف نہ تھا تو ہی تھیلی نکال لے گیا ہر چند اُس نے
قسمین شدید کھائین اور بہت کچھ گفت وشنید کی مگر کوئی بات پیش نہ گئی
آخر کار تیز ہوش خرم دل کو قاضی کے پاس پکڑ لے گیا اور استغاثہ پیش کیا
حاکم نے سب روداد مقدمہ کی سنکر گواہ طلب کیے اور بصورت عدم شہادت
حلف اُٹھانے کے لیے حکم دیا تیز ہوش نے کہا کہ اُس مقام پہ کوئی شخص موجود
نہ تھا البتہ اُسی درخت کو شہادت مین پیش کرسکتا ہون جس کے تلے تھیلی
دفن تھی اپنی راستبازی پہ مجھے اعتماد ہی قاضی صاحب کسی آدمی کو وہان
بھیجے کیا عجب ہی کہ خداوند کریم میری دعا سنلے اور درخت کو گویائی عطا فرمائے
اور وہ خود بول اُٹھے کہ کون شخص روپیہ نکال لے گیا قاضی نے اس بات کو
منظور کرلیا اور خرم دل کو حوالات مین رکھا تیز ہوش جب اپنے گھر پہونچا تو
اُسنے اپنے باپ سے یہ کل ماجرا بیان کیا اور کہا کہ مین نے محض آپ کے بھروسے
پر درخت کو گواہ قرار دیدیا ہی اگر آپ کچھ ہمت کرینگے تو کل روپیہ ہاتھ لگ
جائیگا باقی ماندہ عمر عیش وآرام سے گذرے گی باپ نے پوچھا وہ کیا تدبیر ہی

بیٹے نے کہا کہ درخت مین ایک جوف ہی رات کے وقت آپ اُسمین جاکر بیٹھ رہین
اور قاضی کے ہمراہ مین کل وہان پر آؤنگا اور گریہ و زاری کر کے شہادت کا
طلبگار ہونگا آپ اتنا کام کرین کہ اُس جوف مین سے آواز دیدین کہ فرم دل روپیہ
نکال لیگیا ہی باپ نے کہا ای لڑکے اس مکر و فریب سے باز آ تو اگر مخلوق کو فریب
دیگا تو خالق کو فریب نہین دیسکتا مجکو اندیشہ ہی کہ مینڈک کی طرح تیرا حال نہ ہو
بیٹے نے پوچھا کس طرح باپ بولا۔

حکایت ایک مینڈک کے متصل سانپ کا سوراخ تھا مینڈک کے جب بچے
ہوتے سانپ کھا لیا کرتا تھا اس رنج سے مینڈک کا جگر غم فراق اولاد سے خستہ
ہوجاتا تھا اُس مینڈک سے اور ایک سنگ پشت سے بڑا اتحاد تھا مینڈک نے
اُس سے اس بلاے جان ستان سے نجات پانے کی کوئی تدبیر پوچھی کچھوے نے
کہا اگرچہ دشمن زبردست ہی مگر اُسکا دفعیہ اس صورت سے ممکن ہی کہ فلان
مقام پر ایک نیولا رہتا ہی تو یہ کام کر کہ چھوٹی چھوٹی مچھلیان پکڑکر سانپ
کے سوراخ کے قریب بچھا دے اس طرح نیولا سانپ کو مار ڈالے گا چنانچہ اِس
ترکیب سے نیولے نے سانپ کو ہلاک کر ڈالا بعد دو تین روز کے جب نیولے
کو پھر مچھلیون کی خواہش ہوئی اور اُنکی تلاش مین نکلا جب کچھ نہ ملا تو مینڈک
اور اُسکے بچون کو کھا گیا اس حکایت کے بیان کرنے سے مقصود یہ تھا کہ تو بخوبی
سمجھ لے کہ بدانجام ضرور ذلیل و خوار ہوتا ہی بیٹے نے کہا کہ ای باپ زیادہ
وقت نہین ہی سخن کوتاہ کر اس کام مین نقصان قلیل اور نفع کثیر ہی۔ بڈھے کو
شفقت پدری اور طمع سے منظور کرنا پڑا اور شب کو درخت کے جوف مین جا بیٹھا

صبح کے وقت حسب قرار داد قاضی مع چند آدمیون کے درخت کے پاس آیا تیز ہوش نے تضرع وزاری شروع کی تھوڑی دیر بعد درخت سے آواز آئی کہ زر کی تھیلی خرم دل کھو دے گیا قاضی نے بفراست خیال کیا کہ اسمین کچھ نہ کچھ بھید ضرور ہی فورًا اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ لکڑیان چنکر درخت کے گرد جمع کرین اور آگ دیدین چنانچہ قاضی کے حکم کی تعمیل کی گئی جب کہ شعلۂ آتش بلند ہوے تو بڈھا بیتاب ہو کر نکل پڑا اور امان چاہی مگر تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ آگ کی تپش سے جان بحق تسلیم ہو گیا تیز ہوش نے تھیلی کے ساتھ اپنے باپ کو بھی کھویا اور لاش لیکر واپس ہوا اور خرم دل بانیل مرام اپنے گھر گیا۔ کلیلہ نے کہا اس داستان کے بیان کرنے کی یہ وجہ ہی کہ فریب دینا ایک حرکت ناپسندیدہ ہی اور انجام اُس کا خرابی ہی۔ دمنہ نے کہا اگر مین شتربہ کی رفاقت ترک کر کے گوشہ نشینی اختیار کرون تب تو خوش ہو گا یا نہین کلیلہ نے جواب دیا کہ اے دمنہ تیرے قول پر مجکو کب اعتماد ہو سکتا ہی جب کہ تو نے اپنے بادشاہ ایسے ولی نعمت کو فریب دیا تو مین کس شمار و قطار مین ہون جو کوئی شخص نااہل دوست سے اتحاد پیدا کرے گا تو اُسکا وہی حال ہو گا جیسا اُس باغبان کا ہوا دمنہ نے دریافت کیا کس طرح کلیلہ نے بیان کیا۔

حکایت ایک باغبان نے ازراہ حماقت خرس سے محبت پیدا کی ریچھ بھی باغبان سے اُنس کرنے لگا یہان تک کہ جسوقت باغبان سو رہتا تو ریچھ سرہانے بیٹھ کر مگس رانی کرتا تھا ایک دن کا مذکور ہی کہ باغبان غافل سو رہا تھا اور ریچھ حسب معمول مگس رانی کرنے لگا مکھیون نے اسقدر ہجوم کیا کہ ریچھ

ایک طرف سے اُڑا دیتا تو وہ دوسری جانب سے پھر جمع ہو جاتین ریچھ جب
مکھیون سے بہت پریشان ہوا تو صحرا سے ایک پتھر اُٹھا لایا اور مکھیان کو مارنے
کے لیے باغبان کے چہرے پر چھوڑ دیا جسکے صدمے سے اُسکا منھ پچک ہو گیا اور فوراً
مرگیا اس بیان سے مقصود یہ تھا کہ تو خوب سمجھ لے کہ تیری دوستی اسی قسم کی
ہے دمنہ نے کہا یہ محض بے انصافی ہے مین ایسا احمق نہین ہون کہ ریچھ کے برابر
سمجھا جاؤن کلیلہ نے کہا کہ احباب کے ساتھ تیرا برتاؤ ویسا ہی ہے جیسے اس سوداگر
نے کہا تھا کہ چوہے سو من لوہا کھا گئے دوسرے نے کہا کہ کیا عجب ہے باز لڑکے کو بھی
کھا گیا ہوگا دمنہ نے پوچھا کیونکر کلیلہ نے کہا۔

حکایت ایک تاجر قلیل البضاعت عازم سفر ہوا اسنے سو من لوہا اپنے ایک
دوست کے پاس بطور امانت سپرد کیا تھا جب عرصہ کے بعد وہ سفر سے واپس آیا اور
تاجر سے اپنا لوہا طلب کیا وہ کل لوہا فروخت کر کے کھا چکا تھا اُسکے مانگنے پر جواب دیا کہ
ای عزیز تمھارا لوہا مین نے ایک گوشۂ مکان مین رکھدیا تھا مجھکو یہ علم نہ تھا کہ
یہان چوہون کے بل ہین ایک روز جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ چوہے سب لوہا کھا گئے
ہین مالک نے کہا بیشک تیرا اسمین کچھ قصور نہین ہے چوہے بہت خوشی سے لوہا
کھاتے ہین اور اُن کے دانت لوہے کو جلد چبا ڈالتے ہین وہ شخص مالک کی سادہ دلی
پر بہت خوش ہوا اور اُسکو پکا کرنے کے لحاظ سے اُس نے ضیافت کی اور اپنے گھر
لے گیا مگر مالک نے معذرت کی کہ آج مجھے معاف رکھو کل مین تمھاری دعوت
قبول کرونگا۔ غرضکہ دوسرے دن کا وعدہ کر کے رخصت ہوا اور اسکے ایک چھوٹے بچے کو
کسی ترکیب سے لے جا کر اپنے مکان مین پوشیدہ کر دیا دوسرے دن تاجر کے یہان گیا

اور اُسے پریشان پاکر جو پارے حال ہوا تاجر نے اپنے لڑکے کے کھو جانے کا ماجرا بیان
کیا مالک نے کہا کہ کل جب مین تیرے مکان سے جا رہا تھا تو تیرے ہی ایسے لڑکے کو
مین نے دیکھا تھا کہ باز پنجے مین دبائے ہوے لیے جا رہا تھا میزبان نے آشفتہ خاطر
ہوکر کہا کہ بھلا باز لڑکے کو اُٹھا سکتا ہی مالک ہنسا اور کہا یہ کچھ تعجب کا مقام نہین ہی
جس شہر کا چوہا سومن لوہا کھا جاتا ہو تو وہان کا باز اگر لڑکے کو اُٹھانے جائے تو
کچھ بعید از قیاس نہین یہ سمجھ گیا کہ یہ فعل اسی کا ہی اور کہا کہ کچھ اندیشہ نہ کر دتمھارا
لوہا چوہے نے نہین کھایا ہی سوداگر نے جواب دیا کہ تم بھی مغموم نہ ہو تمھارے لڑکے
کو باز نہین اُٹھا لیگیا میرا لوہا مجھے دو اور اپنا لڑکا لے لو۔ پس اے دمنہ یہ نقل
اس غرض سے بیان کی تاکہ تجکو معلوم ہو جائے کہ جو کوئی اپنے خداوند نعمت کے
ساتھ مکر و فریب سے پیش آتا ہی وہ دوسرون کے ساتھ جو کچھ نہ کرے وہ تعجب ہی
جب کہ کلیلہ اور دمنہ کی تقریر نے یہان تک طول کھینچا شیر اتنے عرصہ مین شنزبہ کا
وارا نیارا کر چکا تھا مگر جب کہ شیر کو شنزبہ کے اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ
یاد آئے تو اُسکا غصہ کچھ کم ہوا اور کہنے لگا کہ افسوس مین نے شنزبہ کی ہلاکت مین
بہت عجلت کی اور کچھ خوض اور غور نہ کیا کہ دمنہ نے جو کچھ اُسکی نسبت بیان
کیا وہ مطابق واقع ہی یا نہین چنانچہ شیر اس امر سے نہایت فکر و تردد کیحالت
مین ملول و غمگین رہتا تھا اور لحظہ بلحظہ اُسکی افسردگی ترقی پر ہوتی جاتی تھی
دمنہ نے شیر کی جب یہ صورت دیکھی تو اُسکے قریب گیا اور آشفتگی مزاج کا
سبب دریافت کیا شیر نے جواب دیا کہ جب شنزبہ کی حق الخدمت اور آداب
و بندگی کا خیال آتا ہی اور اُسکی مستعدی اور قوت منتظمی کو یاد کرتا ہون تو مجکو

نہایت رنج ہوتا اور بے اختیار رقت کی حالت مجھپر طاری ہوتی ہی بے شک وہ میرے لشکر کا پشت پناہ تھا اور اُسکی ذات سے مجھکو نہایت اطمینان تھا دمنہ نے کہا کہ یہ کلام وصاف جو حضور نے ارشاد فرمائے اُس حالت مین پسندیدہ ہین جب کہ اُسکا قلب صاف اور خلوص عقیدت پر مائل ہوتا اور جبکہ وہ غداری اور بے وفائی پر متوجہ ہوا تو ایسے کفران نعمت کرنے والے پر ہرگز تاسف نکرنا چاہیے بلکہ اُسکے مارے جانے پر اظہار مسرت کرنا مناسب ہی۔ شیر کو دمنہ کی اس فریب آمیز تقریر سے گونہ تسکین ہوئی لیکن بالکل غم واندوہ برطرف نہوا بلکہ روز افزون ہوتا گیا اور اکثر دمنہ کے افعال کی نگرانی کرنے لگا بلکہ رفتہ رفتہ بالکل بدگمان ہوگیا۔

بد اندیش ہم در سر شر رود	چو کژدم کہ در خانہ کمتر رود
اگر بدکنی چشم نیکی مدار	کہ حنظل نمی آرد انگور بار

باب دوسرا

بدکارون کی سزایابی اور بدانجامی کے بیان مین

رائے داتشلیم نے بید پائے برہمن سے کہا کہ دمنہ کی مکاری مجھے اچھی طرح معلوم ہوئی اب حکیم روشن رائے دمنہ کا انجام کار بیان فرمائین حکیم نے بیان کرنا آغاز کیا کہ دور اندیشی اور عاقبت بینی کا اقتضا یہ ہی کہ جب تک بادشاہ دلائل کامل اور

براہین ساطع سے اصل حقیقت مقدمہ سے بخوبی واقف نہولے تب تک کوئی
حکم ناطق صادر نہ فرمائے اور بالفرض غرض گویون کے اقوال پر یقین بھی ہو جائے
تو بعد تنقیح سخن چینیون کو سزائے معقول دی جائے تاکہ اورون کو عبرت حاصل ہو
غرضکہ جب شیر دمنہ کی چالاکی پر مطلع ہوا تو اُسنے ایسی ہی سزا دی جب کہ
شیر دمنہ کے کیفر کردار کی سزا دے چکا تو شنزبہ کے حقوق خدمتگزاری یاد کرکے
ملول ہوتا تھا۔ ایک رات کو چیتیا جو اُسکا وزیر تھا اُس نے موقع پاکر عرض کیا
کہ ای شہریار کامگار جو کام کہ ہوگیا ہو اور جو وقت کہ گذر گیا اُسکا اندیشہ
اور فکر کرنا محض بیکار ہی انجام مین اُس کا نتیجہ منجر بہ جنون ہو جاتا ہی جیسا کہ
اُس لومڑی کو در پیش ہوا شیر نے دریافت کیا وہ کس طرح تھا چیتے نے عرض کیا

حکایت ایک بھوکی لومڑی خوراک کی تلاش مین چارون طرف دوڑتی
پھرتی تھی کہ دفعتہً ایک طرح کی بو اُسکے دماغ مین محسوس ہوئی فی الفور
اُسکی جانب دوڑی تو دیکھا کہ چمڑے کا ایک تازہ ٹکڑا جو کوئی درندہ اُس کا
گوشت نوچکر کھا گیا ہی اس مقام پر پڑا ہی لومڑی اُسے اُٹھاکر ایک سمت
چلی اثنار راہ مین دیکھا کہ موٹے تازے چند مرغ دانہ کھا رہے ہین اور ایک
غلام زیرک نامی اُنکا محافظ ہی لومڑی کی خواہش مرغون کے گوشت کیطرف
راغب ہوئی ناگہان ایک سیار کا سامنا ہوگیا اُسنے لومڑی سے کہا کہ برادر کس
حال مین ہی لومڑی بولی کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ کو ایک چمڑے کا ٹکڑا عنایت
فرمایا ہی اب میری تمنا یہ ہی کہ کسی مرغ کو شکار کرون شغال بولا کہ مین بھی
عرصہ سے اسی تاک مین ہون لیکن وہ زیرک غلام ان کی ایسی حفاظت کرتا ہی

کہ اب تک میرا مقصد حاصل نہین ہوا تجکو مناسب ہی کہ جو چمڑے کا ٹکڑا تونے
پایا ہی اُسی پر قناعت کر اور غنیمت جان لومڑی نے جواب دیا کہ میری علو ہمتی
اسکی مقتضی نہین ہوتی کہ ایک پارۂ پوست کو غنیمت جانون اور اُسی پر
قانع ہوجاؤن اور تازہ و فربہ گوشت کی جانب کچھ التفات نہ کرون شغال نے
کہا کہ تیرا قصہ درازگوش کے افسانہ کے مشابہ ہی لومڑی نے پوچھا کیونکر
شغال نے بیان کیا۔

حکایت ایک درازگوش بیدم تھا وہ بجستجوے دُم ہر سمت دوا دوش کررہا
تھا یکایک اُس کا گذر ایک کشت زار پر ہوا دہقان جو کھیت کا رکھوالا
تھا اُسکی نظر شغال پر پڑ گئی پس اُسنے پکڑکر دونون کان شغال کے قطع
کرڈالے لومڑی نے شغال کی نصیحت کا کچھ خیال نہ کیا اور پارۂ پوست کو
وہین چھوڑ دیا اور آگے بڑھی اس درمیان مین ایک چیل آکر اس چمڑے
کو اُٹھالے گئی ہنوز لومڑی مرغون کے پاس پہونچنے بھی نہ پائی تھی کہ غلام نے
اس زور سے لکڑی ماری کہ لومڑی کا ایک پیر شکستہ ہوگیا اب یہ بالکل مایوسی
کی حالت مین پھر پوست کی جانب لپکی وہ بھی نہ ملا آخرکار سر پٹک پٹک کر
وہین مرگئی۔ اس حکایت کے بیان کرنے کا ماحصل یہ تھا کہ بادشاہ جب کسی
رکن سلطنت کو ہلاک کرے اور جو اشخاص باقی ہون اُنکی بھی خبر نہ لے تو کیا
عجب ہی کہ کل ارکان دولت سراسیمہ اور پراگندہ خاطر ہوجائین اور شنزبہ جو
ہلاک ہوگیا وہ تو اب کسی طرح دستیاب نہین ہو سکتا لیکن مبادا خدمتگذاران قدیم
ترک ملازمت کرین تو فی الجملہ مشکل ہی۔ شیر نے کہا کہ شنزبہ کے باب مین مجھسے

بُری غلطی ہوئی ہر وقت میرا خیال اُسکی تلافی کی جانب مائل رہتا ہی چیتے نے کہا ای شہریار نامدار اسکے مکافات کے لیے راے صائب اور تدبیر مناسب کرنا چاہیے اگر شنزبہ کی جانب بے اصل اور بلا وجہ تہمت لگائی گئی ہی تو لازم ہی کہ سخن ساز کو سزاے معقول دی جائے شیر نے کہا کہ تو مشیر کار دربار سلطنت ہی اس مقدمہ کی تحقیقات کماینبغی کر تا کہ مجکو اس گرداب فکر و تردد سے نجات ملے - غرضکہ چیتے نے اس کام کو اپنے ذمہ لے لیا اور بوقت شب جب صحبت شاہی برخاست ہوتی یہ بھی اپنی فرودگاہ پر جاتا تھا کہ درمیان مین دمنہ کے مکان کی طرف سے اسکا گذر ہوا اسنے سنا کہ آپس مین بآواز بلند کچھ مباحثہ ہو رہا ہی چیتا پس دیوار کھڑا ہو رہا اور کل باتین سُنا کیا کلیلہ کہتا تھا کہ ای دمنہ تو نے آتش فتنہ و فساد کو مشتعل کیا مجھے ہر دم یہی خیال پیش نظر رہتا ہی کہ اسکے وبال مین تو گرفتار ہوگا اور کبھی نہ کبھی اسکا ضرر تجکو ضرور پہونچے گا - اب اس حال کے منکشف ہو جانے کے بعد تیری ہم خانگی مجکو ضرور ترک کرنی پڑی اب کسی اور سے رسم اتحاد پیدا کرو - دمنہ بولا کہ ہر چند مین خیانت کی شامت اور حیلہ و فریب کی آفت سے خبردار ہون لیکن باغواے غلبہ حسد مجھ سے یہ حرکت خلاف سرزد ہوگئی اب متردد ہون کہ کیا تدبیر کرون خود کردہ را علاجی نیست

ہر کس از دست غیر نالہ کند	سعدی از دست خویشتن فریاد	

تو ہرگز مجکو اپنی دوستی سے علحدہ نہ کر چیتا یہ کل باتین سنکر سوچنے لگا کہ مین اس ماجرے کو شیر کے سامنے تنہا جا کر بیان کرونگا تو ایسا نہ ہو کہ مجھ کو بھی غرض گو یون مین شمار کرے اس سے مناسب حال یہ ہی کہ پہلے مادر شیر سے

جاکر یہ کل کیفیت عرض کرے ون وہ آکر ان باتون کو اپنے کانون سے سُن لے اور بوقت ضرورت گواہی دے سکے پس یہ مادر شیر کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا کہ غلام ایک راز مخفی عرض کرنا چاہتا ہی یہ کہکر سرزنش کلیلہ اور اقرار دمنہ کا حال مفصل بیان کیا۔ پس مادر شیر تاسف وحیرت کے عالم مین بذات خاص تحقیقات کے لیے وہان گئی اور کل باتین جو آپس مین دونون کے ہو رہی تھین اُنکو بخوبی اپنے کانون سے سماعت کیا۔ صبح کو شیر کے پاس آئی اور بیٹے کو مغموم پاکر سبب دریافت کیا شیر نے کہا کہ مجکو شنزبہ کے بیگناہ مارے جانے کا از حد رنج والم ہی مادر شیر نے کہا کہ شہریار کے فحوائے کلام سے ایسا ظاہر ہوتا ہی کہ بادشاہ کا دل شنزبہ کے بے قصور ہونے پر خود گواہ ہی اگر قبل سے اس امر کی تحقیقات ہوجاتی تو یہ پشیمانی لاحق نہ ہوتی۔ شیر نے کہا اے مادر گرامی آپ کا فرمانا بجا ودرست ہی پہلے اس کام کا انجام مطلق نہ سوچا گیا مگر اب میری خواہش یہ ہی کہ اس مقدمہ کی تحقیقات بخوبی کرون شاید سخن ساز مفتری سزایاب ہوجائے اور میرا عذر ہر ایک پسند کرے کیونکہ اَلعُذرُ عِندَ کِرَامِ النَّاسِ مَقبُولٌ اگر آپ کو اس معاملے مین کچھ واقفیت ہو تو مطلع فرمائیے مادر شیر نے کہا کہ تیرے بعض مقربان درگاہ نے اس راز کے مخفی رکھنے مین مبالغہ کیا ہی اسوجہ سے مین بدون اُنکی اطلاع کے افشائے راز نہین کرسکتی۔ شیر نے کہا کہ اکثر ایسے راز ہوتے ہین جن کے ظاہر کرنے سے خلق کی بہبودی اور امور سلطنت کی صلاح متصور ہوتی ہی امیدوار ہون کہ مجھے اس راز مخفی سے باخبر فرمائیے۔ مادر شیر نے کہا کہ جو شخص کسی کے افشائے راز یا پردہ دری کا

مرتکب ہوتا ہی تو پھر کوئی متنفس اُس کی بات کا اعتبار نہین کرتا بلکہ خائن خیال کرتا ہی شاید تو نے اُس رکابدار کا قصہ نہین سنا شیر نے کہا بیان فرمائیے مادر شیر نے کہا۔

حکایت زمانہ سابق مین ایک حاکم بڑا منصف مزاج تھا ایک دن شکار کے لیے گیا ایک رکابدار جو اُسکی ہمراہی مین تھا وہ بہت معتمد علیہ اور مقرب خاص تھا اُس سے حاکم نے کہا کہ مین تیرے ساتھ گھوڑا دوڑانا چاہتا ہون رکابدار نے بموجب حکم شہریار گھوڑا دوڑایا حاکم نے بھی اپنے اسپ صبا رفتار کو جولان کیا جبکہ دونون شکارگاہ سے دور نکل گئے بادشاہ نے باگ روک لی اور فرمایا کہ ای رکابدار گھوڑا دوڑانے سے مقصد یہ تھا کہ میرے دل مین ایک بات آئی ہی اس بہانیسے تنہائی مین تجھ سے بیان کرنا چاہتا ہون۔ رکابدار نے عرض کیا کہ حضور کیا مجال غلام کی جو حضور کے راز کو کسی سے ظاہر کرون اور بہت کچھ عہد و پیمان کیا تب حاکم نے کہا کہ مجکو اپنے بھائی سے بہت اندیشہ رہتا ہی کہ وہ میرے قتل کے درپے ہی اسواسطے میری خواہش یہ ہی کہ میرے گزند پہونچنے کے قبل اُس کا نخل وجود بیخ و بن سے نیست و نابود کر دیا جائے پس تجھے لازم ہی کہ ہمیشہ اُسکے حال کی خبر رکھے رکابدار نے عرض کیا کہ غلام اتنی لیاقت نہین رکھتا کہ محرم راز بنایا جائے لیکن شہریار جب اپنی عنایت سے مجکو معتمد جانتے ہین تو مین بھی اپنی ذات سے امید رکھتا ہون کہ کار مفوضہ کی انجام دہی مین سرمو فرق نکرونگا اور بجان و دل بجا لاؤن گا اور ہرگز افشاے راز نہ کرون گا۔ رکابدار چونکہ بدسرشت تھا موقع پاکر برادر حاکم سے جاملا اور کل کیفیت بیان کی برادر شاہ نے

بہت شکوری کے ساتھ رکابدار کو خوش کر دیا اور خود اسی تاک مین رہا ایکروز
موقع پاکر بڑے بھائی کو قتل کر ڈالا اور خود تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوا پہلا حکم
اُس نے یہی صادر کیا کہ رکابدار قتل کیا جائے جو افشائے راز کا مرتکب ہوا ہر چند
اُسنے منت وزاری کی مگر بادشاہ نے فرمایا کہ جب تو نے میرے بھائی کا راز
مخفی نہ رکھا تو مجھے تیری ذات پر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہی خلاصہ یہ کہ اُس بد اصل
و بیوفا کا سر تن سے جدا کر کے راہی ملک عدم کر دیا۔ اس داستان کے بیان
کرنے سے مطلب یہ تھا کہ کسی کا راز فاش کرنا اچھا نہین ہوتا ہمیشہ اُس سے بدتری کا
نتیجہ پیدا ہوتا ہی۔ شیر نے کہا کہ اے مادر مہربان اگر وہ خود راز دار ہوتا تو کبھی
آپ سے اس راز کو نہ بیان کرتا بلکہ یہی اُسکا منشا تھا کہ یہ راز مخفی نہ رہے اور
مجھپر ظاہر ہو جائے کیونکہ اُسے علم تھا کہ ماں اپنے بیٹے سے کوئی راز مخفی نہین کرتی
متر صد ہون کہ جو حق ہو وہ بیان فرمائیے مادر شیر نے کہا بیان کرنے مین یہ
شرط ہی کہ وہ مفتری مفسدہ پرداز معقول سزا پائے پوست کندہ حال یہ ہی کہ
دمنہ فتنہ پرداز اس امر قبیح کا مرتکب ہوا ہی اور بادشاہ پر اُسکا فریب کارگر
کر گیا ہی شیر نے کہا مین بھی یہی تصور کرتا ہون لیکن فی الحال ایک نفس
بے قصور سزایاب ہو گیا ہی اسلیے میرا منشا یہ ہی کہ اس مقدمہ کی قرار واقعی تفتیش
کرون پس حکم دیا کہ دمنہ کو بارگاہ شاہی مین حاضر کرین چنانچہ حسب الحکم شہریار
دمنۂ دغا شعار حاضر ہوا بادشاہ کو دیکھا کہ نہایت مغموم و متفکر ہی۔ اور
ارکان سلطنت بھی رنجیدہ خاطر ہو رہے مین اُسنے ایک مقربان خاص مین سے
جو اُسکا بڑا دوست تھا دریافت کیا کہ بادشاہ کیون کبیدہ خاطر ہو رہا ہی

اور اس اجتماع کثیر کو کیا سبب ہی مادر شیر نے دمنہ کا کلام سنکر باآواز بلند کہا
کہ تیری بد اعمالی نے بادشاہ کے مزاج کو منغص کردیا ہی اور وزیر خیر اندیش کے
باب مین جو تونے دروغ وفتنہ انگیز باتین بیان کی ہین اُن کی اصلیت ظاہر
ہو گئی ہی اب ممکن نہین ہی کہ تو زندہ رہ سکے دمنہ نے کہا کہ جو شخص بادشاہ کی
خدمت مین یکدل و یکزبان ہو کر رسوخ پاتا ہی وہ جلد تر مقربان بارگاہ مین سے
ہو جاتا ہی لیکن دوست و دشمن بادشاہ کے اپنے حصول مطلب کی غرض سے خواہ
اُسمین اُنکا ضرر ہی کیون نہو چاہتے ہین کہ بادشاہ کے مزاج کو خراب کر دین
اسوجہ سے اُسکے حق مین افترا پردازیان کرتے ہین اور یہ قول صادق ہی کہ جو
کوئی مخلوق کی خدمت کو خالق کی اطاعت پر ترجیح دیتا ہی اُس کا حال
بالضرور وہی ہوتا ہی جو زاہد گوشہ نشین کا ہوا مادر شیر نے پوچھا کیونکر دمنہ
نے بیان کیا۔

حکایت ایک بادشاہ ایک عابد کی خدمت مین آمدورفت رکھتا تھا اور
اُسکے پند و نصائح کو بگوش دل سماعت کرتا تھا چنانچہ ایک روز بادشاہ حسب معمول
زاہد کی خدمت مین بیٹھا تھا کہ ناگاہ دادخواہون کے ایک جم غفیر نے حاضر ہو کر
فریاد کہ نا شروع کی حسب الایماء شہنشاہ زاہد نے اُنکو بلاکر استفسار حال کیا اور جو سزا
اُنکے لائق تھی بادشاہ سے کہہ کے دلوادی بادشاہ زاہد کے فیصلہ کو دیکھکر نہایت
مسرور ہوا اور کہا کہ کبھی کبھی دادخواہون کی دادرسی آپ کی راے صواب اندیش
کے مطابق ہوا کرے تو بہت مناسب ہی زاہد نے بخیال خیر اندیشی بادشاہ کا فرمانا
قبول کیا اور دادرسی مظلومان مین مشغول رہا نوبت باین جا رسید کہ بادشاہ نے

عنان امور سلطنت زاہد کے ہاتھ مین دیدی۔ جب زاہد نے بجاے آب شور ریاضت کے لذت غذاے راحت کی پائی کیونکہ پہلے فکر ایک نان کی تھی اب غم ایک جہان کا پیدا ہوا اور بیشتر گلیم کا خیال تھا اب اقلیم کی فکر دامنگیر ہوئی ایک روز ایک درویش جو زاہد کا ہمراز تھا بہر ملاقات آیا اور یہ کیفیت دیکھکر مستفسر ہوا کہ تونے یہ کیا حال اختیار کیا ہی ہرچند زاہد نے بہت حیلہ حوالہ کیا لیکن محک امتحان پر کامل العیار نہ اُترا۔ درویش نے کہا کہ تیرا حال اُس نابینا کی طرح ہی جس نے تازیانہ اور سانپ مین کچھ تمیز نہ کی اور کہنا نہ مانا انجام کار ہلاک ہوگیا۔ زاہد نے پوچھا کس طرح درویش مسافر نے جواب دیا۔

حکایت دوشخص ایک بینا اور ایک نابینا سفر کو نکلے بوقت شب ایک صحرا مین اقامت پذیر ہوے اور صبحدم چلنے کی تیاری کی نابینا کی لاٹھی گم ہوگئی تھی وہ اُسکو تلاش کرنے لگا قضاے کار ایک سانپ پر اسکا ہاتھ پڑگیا جو شدت سردی سے بالکل منجمد ہوگیا تھا اسنے اپنی چھڑی سے اسکو عمدہ و نرم محسوس کرکے اُٹھالیا اور بہت خوش ہوا بینا نے دیکھا کہ نابینا کے ہاتھ مین سانپ ہی پکارا کہ ای عزیز لکڑی کے دھوکے تونے سانپ اُٹھالیا جلدی پھینک دے اندھے نے خیال کیا کہ شاید اس حیلہ سے یہ اس خوبصورت لکڑی کو لیا چاہتا ہی جواب دیا کہ ای دوست مین کچھ ایسا بے وقوف نہین ہون کہ تیرے بہکانے سے ایسی خوشنما چھڑی کو پھینک دون اور تو اُٹھالے مرد بینا نے ہنسکر کہا کہ مین نے تو دوستی کی نظر سے تجھکو منع کیا کہ تو سانپ کو

ورنہ میرا کوئی نفع نہین ہی تجھے اختیار رہی ہر چند شخص بینا اُسکو سمجھاتا رہا مگر اندھے نے کسی طرح نہ مانا آخر کار جب تمازت آفتاب سے ہوا گرم ہوئی سانپ کے جسم سے افسردگی جاتی رہی فوڑا لپٹ گیا اور نابینا کے ہاتھ مین کاٹ کھایا جسکے صدمے سے وہ فوڑا ہلاک ہوگیا۔ اس نقل کے بیان کرنے سے مقصد یہ ہی تاکہ تو اس دنیاے دون پر اعتماد نکرے اور فریفتہ نہو الغرض زاہد کا انجام یہان تک منتہی ہوا کہ وہ دنیا پرستی مین مدہوش ہوگیا اور ایک بے گناہ کو قتل کرنے کا حکم دیدیا شخص مقتول کے خویش واقارب بادشاہ کے حضور مین مستغیث ہوکر دادرسی کے خواستگار ہوے بادشاہ نے مقدمہ کی کامل تحقیقات فرماکر زاہد کو بھی قتل کرنے کا حکم صادر کیا دمنہ نے کہا کہ یہ مثل اسواسطے بیان کی ہی کہ مین نے قصدا اپنا سر پروردگار عالم کے خط منشور سے پیچیدہ کرکے شہریار کے آستانہ عالی پر رکھا اسکے پاداش مین جو سزا میرے حق مین تجویز کی جائے اُسکا مین مستحق ہون جب کہ دمنہ نے اس قسم کی باتین سنائین تو کل حضار مجلس وارکین مملکت کو استعجاب ہوا اور شیر بھی دریاے تفکر مین غوطہ زن ہوا کہ کیا جواب دیا جائے۔ تھوڑے عرصہ مین شیر نے سر جیب تردد سے باہر نکال کر کہا کہ کوئی شخص دمنہ کو جواب دیسکتا ہی ایک سیاہ گوش جو ندیمان شاہی مین سے تھا دمنہ کی جانب مخاطب ہوکر گویا ہوا کہ تو نے ملازمت شاہی کی توہین بیان کی کیا تو واقف نہین ہی کہ بادشاہ عادل کے عمر کی ایک ساعت عوام الناس کے سال بھر کی عمر کے برابر ہی جو عبادت الٰہی مین مشغول رہتے ہین اور خلق کی دادگستری فرماتے ہین۔ اسی خیال سے خاصان خدا نے سلاطین کی خدمتگزاری کو اپنے حق مین

سرمایۂ فخر و سعادت سمجھا ہی چنانچہ حکایت پیر روشنضمیر کی اس قول کی مصداق
ہی دمنہ نے پوچھا کیونکر سیاہ گوش نے بیان کرنا شروع کیا۔
حکایت شہر فارس مین ایک درویش صاحب کشف و کرامات تھا۔ اور
پیر روشنضمیر کے لقب سے مشہور تھا ایک درویش طریقت کیش زاہد سے ملنے
کے لیے دور و دراز مسافت طی کر کے آیا اور خانقاہ مین آکر ملازم سے اطلاع
کی خادم نے کہا کہ شاہ صاحب اسوقت شہریار کی خدمت مین تشریف لے گئے
ہین تھوڑی دیر مین آجائینگے۔ درویش نے جب کہ بادشاہ کی حضوری کا
حال سنا تو خیال کیا کہ مین نے مفت اپنی اوقات ضایع کی جو شخص درویش صفت
ہو کر آستانہ شاہی پر جبہہ سائی کرے اُسکی ملاقات سے کیا نتیجہ ظاہر ہوگا
الحاصل اپنی محنت بیکار پر افسوس کنان واپس ہوا اتفاقاً اُسی رات کو
درویش کی صورت و شکل کے مشابہ ایک قیدی زندانخانہ سے بھاگ گیا تھا
بادشاہ نے کوتوال شہر پر سخت عتاب کر کے حکم دیا تھا کہ جس طرح ممکن ہو مفرور
کو گرفتار کر کے دار پر چڑھا دے۔ کوتوال نے درویش کو گرفتار کر کے دارالسیاست
مین بھیجدیا ہر چند درویش نے اپنا حال راست براست بیان کیا مگر کچھ اُسکا اثر
مترتب نہوا اور ہاتھ کاٹنا قرار پایا۔ جلاد نے ارادہ کیا کہ درویش کا ہاتھ قطع
کرے کہ اتنے مین پیر روشنضمیر مریدون کے حلقہ مین وہان داخل ہوے اور
کل حال دریافت کر کے کوتوال سے کہا کہ یہ درویش خدا پرست ہماری
خانقاہ کا ہی اسکو ہرگز سزا نہ دو کوتوال نے معذرت کر کے درویش کو بری
کر دیا۔ درویش نے جب کوتوال کی سیاست سے نجات پائی تو شیخ کے ہمراہ رکاب چلا

شیخ نے راستے مین درویش سے کہا کہ برادر درویشون پر اعتراض کرنا اچھا نہین ہی معلوم نہین اسمین کیا مصلحت ہی جو مین نے پسند کی ہی دیکھو اگر مین بادشاہ کی خدمت مین شرف حضوری حاصل نہ کرتا تو تجھ ایسے مظلوم کو ظالم کے ہاتھ سے کسطرح چھڑاتا اس داستان کے بیان کرنے کی غرض یہ ہی کہ بزرگان دین نے بھی بادشاہون کی خدمت اختیار کی ہی دمنہ نے کہا یہ قول درست ہی لیکن جو کوئی اس صفت سے موصوف ہو وہ جو کچھ کرے سزاوار ہی دوسرے کی مجال نہین جو اُسپر معترض ہوسکے اور ہم ایسے اشخاص کو یہ مرتبہ کہان نصیب ہوسکتا ہی البتہ بادشاہون کے اخلاق پسندیدہ کے شایان یہ امر ہی کہ ملازمان حمیدہ خصال کی ازراہ قدرشناسی عزت فرمائین اور رخنہ پرداز وبیوفا کو ذلیل وخوار کرین۔ مادر شیر نے کہا کہ اے دمنہ یہ بات اسپر دلیل کافی ہی کہ تجھے سزا دی جاے کیونکہ تیری ذات سے بادشاہ کی بناء وفاداری مین رخنہ پڑگیا اور اُسکی بات کا اعتماد بالکل جاتا رہا۔ دمنہ نے کہا جو کچھ مین نے عرض کیا تھا بادشاہ نے بنفس نفیس اُسپر کامل غور فرماکر باقتضاے عقل صواب اندیش عمل کیا مگر اب مین خوب سمجھ چکا ہون کہ اہل نفاق میرے قتل کے درپے ہین اگر پہلے سے یہ جانتا کہ خیرخواہی کا معاوضہ یہ ہوگا تو یہ روز بد نہ دیکھتا جب کہ دمنہ نے اپنی تقریر کو یہان تک طول دیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو عدالت مین سپرد کیا جاے تاکہ تفتیش کامل ہوجاے اسلیے کہ داب سیاست اور شرائط عدالت مین بے شاہد اور قطعی دلائل کے حکم ناطق صادر کرنا جائز نہین ہی دمنہ نے عرض کیا کہ میرے بدخواہ بکثرت ہین اسوجہ سے مترصد ہون کہ میرے مقدمہ کو

ایسے حاکم عادل کے سپرد کیا جاے جو غرض آمیز نہو اور خدا ترسی کا خیال رکھے شیر نے ارشاد فرمایا کہ شنزبہ کے واقعہ کے بعد مین نے خالق برحق کی جناب مین قسم کھا لی ہی کہ آیندہ سے مین کسی حکم کے نفاذ مین جادۂ عدالت سے انحراف نہ کرون گا تو اگر پاکدامن ہی اور تجھسے کوئی خیانت سرزد نہین ہوئی ہی تو بری ہوجائے گا اور اگر اسکے خلاف ہی تو ضرور اپنے افعال قبیحہ کے پاداش مین سزایاب ہوگا بموجب مصرع ؎

	در مزرع دہر انچہ کارے دروی	

دمنہ نے کہا کہ مجکو شہریار والاتبار کا عدل و انصاف بخوبی معلوم ہی مین اُسی عدل عالم آرا کے بھروسے پر بقیین کامل سے عرض کرتا ہون کہ کبھی محروم نہ ہونگا دمنہ نے جو یہ دلیرانہ کلام کیے تو شیر نے تیا سا خیال کیا کہ شاید اس پر تہمت لگائی گئی ہو۔ مادر شیر نے کہا کہ ری دمنہ تو ابھی تک اپنی فتنہ انگیزی سے باز نہین آتا اور یہ امید کرتا ہی کہ اپنے مکر و فریب کے شعبدہ بازی سے مخلصی پا جاے دمنہ نے کہا کہ مین اپنا حق خدمت بجالایا جس سے جہان پناہ بھی خوب واقف ہین اور بالعموم یہ بات سب پر ظاہر ہی کہ جھوٹے سے جھوٹا مجرم بھی دلیرانہ کلام کرنے مین مبادرت نکرے گا اور اگر میرے باب مین ستم کی تجویز ہی تو اسکا ثمرہ بھی ضرور اُسکو ملے گا اور جو کوئی کسی کام مین تعجیل کرتا ہی تو اُسکو وہی دربیش ہوتا ہی جو اُس نشتاب کار کو بیش آیا مادر شیر نے پوچھا کسطرح دمنہ نے بیان کیا۔

حکایت ایک تاجر صاحب مال و متاع تھا اور اُسکی بیوی نہایت حسین و جمیل تھی اسکے ہمسایہ مین ایک نقاش کا مکان تھا جس پر عورت دلدادہ تھی۔ اور

آمدو شد کا راستہ غبار اغیار سے پاک وصاف تھا ایک روز عورت نے نقاش سے
کہا کہ تم جسوقت آتے ہو تو مجھے اطلاع ہونے مین بہت دیر لگ جاتی ہی اس لیے
کوئی ایسی علامت بناؤ جس سے مین جلد آگاہ ہو جایا کرون نوجوان نقاش نے
کہا اچھا مین ایک چادر دو رنگ طیار کرتا ہون جب تم اس نشانی کو دیکھنا
مطلع ہو کر جلد باہر آجانا جسوقت یہ دونون عاشق و معشوق باہم باتین کرتے
تھے نقاش کا ایک غلام بیں دیوار کھڑا ہوا سب سن رہا تھا الغرض جب چادر
تیار ہوئی اور چند روز گذر گئے ایکدن نقاش کہین باہر گیا ہوا تھا غلام نے
اُس چادر کو دنہرسے مانگ لیا اور عورت کے گھر آیا عورت نقاش سے بہت مانوس
تھی اسلیے نہایت ذوق شوق کی حالت مین بیگانہ و آشنا مین تمیز نہ کرسکی غلام
نے اس لباس سے اپنا مطلب دلی حاصل کیا اور بعد فراغت چادر واپس دیدی
حسب اتفاق نقاش اُسی وقت آیا اور چادر کو دوش پر لیے ہوے سوداگر کی
طرف روانہ ہوا وہ عورت آگے دوڑتی ہوئی آئی اور کہنے لگی اے دوست
خیریت تو ہی ابھی تو گیا تھا اور اسقدر جلد پھر واپس آیا جوان سمجھا کہ اسکا یہ کلام
بے وجہ نہین ہی فوراً کسی بہانے سے وہان سے پلٹا اور اپنی دختر سے کل کیفیت
دریافت کر کے اُسکو خوب مارا اور چادر کو جلا کر محبوبہ کی صحبت سے تنفر ہوا اگر
عورت اپنے کام مین جلدی نکرتی تو غلام سے ملوث نہ ہوتی اور اپنے آشنا سے
بھی محروم نرہتی یہ حکایت اس غرض سے بیان کی تا کہ جہان پناہ میرے کام
مین عجلت نہ فرمائین اور خادمان کا رپرداز بھی اعدا کے مکر و فریب سے میرے قتل
کے درپے نہ ہون دمنہ کی فریب آمیز باتین شیر کے ذہن نشین ہوگئین اور سکوت

کے عالم مین سر جھکا لیا مادر شیر نے یہ کیفیت دیکھکر شیر سے کہا کہ تمھاری خاموشی
سے ظاہر ہوتا ہی کہ دمنہ غدار کا قول راست ہی اور دوسرون کا دروغ بس یہ کہکر
غصہ مین بھری ہوئی اپنی قیام گاہ کی جانب روانہ ہوئی شیر نے مان کو بلا کر اس کی
تسکین خاطر کے لیے کہا کہ دمنہ کو پابزنجیر کر کے زندانخانہ مین بھیجدین مادر شیر اس حکم
سے خوش ہوگئی اور کہا کہ ای فرزند مین اکثر دمنہ کی شعبدہ بازیان اور مفسدہ پردازیان
سنا کرتی تھی لیکن بخوبی مجھپر ثابت ہوگیا کہ اگر تم اس مفتری کو کلام کرنیکی جرأت
دوگے تو یقین ہی کہ وہ اپنی تقریر فریب آمیز سے اپنے کو بے قصور ثابت کردے گا
شیر نے کہا کہ مقربان درگاہ کا کام بغض وحسد سے خالی نہین ہی اور دن رات
ایک دوسرے کے درپے آزار رہا کرتے ہین علی الخصوص جو شخص ہنرمند ہوتا ہی اُسکے
زیادہ تر دشمن ہوجاتے ہین اور بے ہنر سے کوئی عداوت نہین کرتا شاید یہ حاسد
ملکر اُسکے ہلاک کرانے کی کوشش کرتے ہون تو کیا عجب ہی حسد وہ آتش سوزان
ہی کہ جسوقت شعلہ زن ہوتی ہی تو گیلی سوکھی سب جلکر خاک سیاہ ہوجاتی ہی جسطرح
کہ اُن تینون حاسدون کا واقعہ ہوا مادر شیر نے کہا کسطرح شیر نے جواب دیا۔

حکایت تین شخص باہم متفق ہوکر آمادہ سفر ہوے ان مین جو بڑا تھا اس نے
اپنے دونون ہمراہیون سے کہا کہ تم اپنا شہر و دیار چھوڑکر کیون نکلے ہو ایک نے
جواب دیا کہ جس شہر مین میری سکونت تھی وہان میرے احباب عزیز و اقارب
روز بروز ترقی حاصل کرتے تھے مین ازروے حسد اُنکی خوش حالی دیکھ نہ سکا لہذا
میرا قصد چندروز سفر کرنے کا ہوا تا کہ مین اُنکی فارغ البالی نہ دیکھون دوسرا بولا
کہ اسی رنج نے مجکو بھی آوارہ وطن کیا تیسرا جو سب سے کلان تھا بول اُٹھا کہ تم

تم دونون میرے ہمدرد ہو اسی غصہ نے مجکو بھی جلا وطن کیا ہو غرضکہ بد نہادی باعث ہم صحبتی ہوئی اور دنیا کی سیر کے پیے نکلے ۔ اتفاقاً ایک روز اثنار راہ مین ایک تھیلی پر زر رانکو پڑی ہوئی ملی اسکو سب نے دیکھکر اٹھا لیا اور متفق الرائے ہوکر یہ تجویز قرار دی کہ اس کل زر کو آپس مین بطور مساوی تقسیم کر لین اور یہین سے اپنے اپنے وطن کو واپس چلے چلین تاکہ چند روز زندگانی کے عیش و آرام سے بسر کرین مگر ہر ایک کی آتش حسد مشتعل ہوئی اسوجہ سے کوئی اس رائے پر رضامند نہ ہوا کہ اُس روپیہ کو باہم حصہ بانٹ کر لین اور ایسے عالی ہمت بھی نہ تھے کہ روپیہ کو وہین چھوڑ دیتے اور چل کھڑے ہوتے چنانچہ ایک شبانہ روز صحرا مین اُس بدرۂ زر کے قریب بیٹھے رہے یہان تک کہ خواب و خور بھی ترک کر دیا ۔ دوسرے روز حسب اتفاق اُس ملک کا بادشاہ شکار کھیلتا ہوا اُس مقام پر گذرا جہان یہ سب تھیلی لیے بیٹھے تھے بادشاہ نے کیفیت دریافت کی تینون شخصون نے جو حال تھا بے کم و کاست صحیح صحیح بیان کر دیا بادشاہ نے فرمایا تم تینون آدمی اپنے اپنے حسد کا اندازہ بیان کرو تاکہ اُسکے بموجب تمکو روپیہ تقسیم کر دیا جائے ایک نے کہا کہ میرے حسد کی انتہا یہ ہو کہ مین کسی حالت مین پسند نہین کرتا کہ کسی پر احسان کرون ۔ دوسرے نے پہلے سے کہا کہ تو بہت نیک نہاد آدمی ہی میرا حسد تجھ سے بدرجہا بڑھا ہوا ہی مین ہرگز یہ بھی نہین دیکھ سکتا کہ کوئی شخص کسی پر احسان کرے تیسرے نے کہا کہ تم دونون بالکل بدبخت ہو میرے حسد کے مقابل مین تمھارے حسد کی کوئی حقیقت نہین مین تو یہ بھی نہین چاہتا کہ مجھ پر کوئی احسان کرے بادشاہ نے یہ کل حالات سن کے نہایت تعجب کیا اور فرمایا کہ تمھارے بیانات سننے کے بعد انصاف اس بات کا مقتضی ہے کہ یہ بدرۂ زر کسی کو

نہ دیا جائے بلکہ خود ضبط کر لیا جائے اس نقل کے بیان کرنے سے یہ فائدہ ہی تا کہ معلوم
ہو جائے کہ حسد کا انجام بد ہوتا ہی جو کوئی اپنی بھلائی نہین چاہتا وہ دوسرون کی
بہتری کا کب خواہان ہوگا دمنہ کے بارے مین جو اور لوگون نے مجھسے بیان کیا ہو ممکن ہی کہ
اسکی بنا حسد پر مبنی ہو مادر شیر نے کہا کہ جو امر راست ہو اُسکی پیروی کرنا قباحت مین
داخل نہین ہی چونکہ وقت بہت گذر گیا تھا مادر شیر رخصت ہو کر اپنے فرودگاہ پر
چلی آئی اور دمنہ پا بزنجیر محبس مین بھیجدیا گیا - کلیلہ کو دمنہ کے ساتھ کمال محبت
تھی لہذا وہ اُسکے دیکھنے کے لیے زندانخانہ مین آیا اور آبدیدہ ہو کر بولا کہ ای عزیز مین
تجکو اس حال بد مین کن آنکھون سے دیکھ سکتا ہون - دمنہ کا دل بھی کلیلہ کی اس
ہمدردی پر بھر آیا اور بے اختیار رونے لگا اور کہا کہ برادر مجکو یہ قید سخت چندان
ناگوار نہین ہی البتہ رنج اس بات کا ہی کہ تجھ سے جدا ہو کر زندگی کے دن کیونکر
بسر کرونگا کلیلہ نے جواب دیا کہ ای دمنہ مجھے ابتدا ہی مین سب کیفیت معلوم تھی
اور اسی باعث سے اکثر اوقات تجکو پند و نصائح کرتا رہا مگر تو نے مطلق توجہ نہ کی
آخر وہی بات در پیش ہوئی جس کا مجھے خیال تھا اب بتا کہ اپنی بریت کے لیے کیا
تدبیر سوچی ہی دمنہ نے جواب دیا کہ بوادید حالات سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ میرا سفینہ
حیات ورطۂ ممات مین پڑکر ضرور غرق بحر فنا ہو جائےگا لیکن جہان تک بن پڑے گا
کوئی بات اُٹھا نرکھونگا اور اپنی گلو خلاصی کی فکر مین دریغ نہ کرونگا لیکن مجھے
یہ اندیشہ ہوتا ہی کہ کہین میری دوستی کی شہرت مین تم گرفتار بلا نہ ہو جاؤ - اگر احیانا
تمکو مجبور کرین تو تم میرا راز جو تمکو معلوم ہی صاف صاف کہدینا اور ہرگز اپنے تئین
مبتلاے بلا نکرنا کیونکہ ظاہرا میری مخلصی کی کوئی صورت نظر نہین آتی ایسی حالتمین

میری وجہ سے تمپر بھی یہ بلا نازل ہو کسی طرح طبیعت اسکو قبول نہین کرتی تمھاری
راستبازی ہر ایک پر ظاہر ہی کلیلہ نے کہا ای دوست تم بخوبی میری راستگوئی
سے واقفیت رکھتے ہو جو کچھ مجکو معلوم ہی اسکو ہرگز مخفی نہ کرونگا لیکن تیرے حق
مین مصلحت وقت یہ ہی کہ تو اپنی خطا پر مقر ہو جا دمنہ نے کہا کہ تو نے جو اس بارہ
مین کہا بجا درست ہی مین حسب صوابدید اپنی رائے کے جو مناسب قت دیکھونگا
اس طرح بیان کردونگا کلیلہ آنکھون مین آنسو بھرے ہوے رنجیدگی کی حالت
مین اپنے مقام پر واپس گیا لیکن کلیلہ اور دمنہ مین جو باتین ہوئی تھین اُنکو
ایک قیدی نے سنکر خوب ذہن نشین کرلین تھین دوسرے دن اجلاس خاص مین
جب ہنگامہ تحقیق و تنقیح گرم ہوا اور مادر شیر نے دمنہ بد انجام کا حال تازہ کرنا شروع
کیا منصف حاضران عدالت کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ شہریار معدلت پناہ کو
دمنہ کے حالات کی تفتیش منظور ہی اور کمال تجسس سے تحقیقات کرنا مدنظر ہی اسلیے
حاضران مجلس مین سے جسکو دمنہ کے حالات سے پوری واقفیت ہو وہ بیان کرے
چونکہ حضار مجلس مین سے کسی شخص کو کامل طور پر ان حالات سے آگاہی نہ تھی
اس لیے مصلحتاً سب نے تامل کیا یہ سمجھ کے کہ اگر ہم کچھ بیان کرین اور وہ ثابت نہ ہو تو
مفت مین خون ناحق کا الزام ہمپر عائد ہو۔ دمنہ یہ کیفیت دیکھکر خوش ہوا لیکن
غمزدون کی صورت بناکر کہا کہ ای بزرگان پایۂ تخت آپ معلوم کرسکتے ہین کہ اگر
مین خطادار ہوتا تو اسوقت اس جم غفیر اور جماعت کثیر کے سامنے کلام کرنے کی
جرأت نکرتا سکوت اختیار کرتا چونکہ میرا دامن پاک ہی اسوجہ سے بیباکانہ گفتگو
کرتا ہون اور آپ سب صاحبون کو قسم دیتا ہون کہ جو کوئی میرے حال سے کسی قدر

واقف ہو وہ بلا ریب رعایت راست راست بیان کرنے مین دریغ نہ کرے اور جو کوئی
حسد کی نظر سے مجھے بلا مین پھنسائے گا اُسے بھی وہی پیش آئے گا جو طبیب
نادان کو پیش آیا مجلس نشینون مین سے ایک شخص نے پوچھا کس طرح دمنہ
نے بیان کیا۔

حکایت ایک نادان شخص طبابت کا دعوی کرتا تھا اور ایک اور طبیب جو
زیور علم و ہنر سے آراستہ و پیراستہ تھا از آفات زمانہ سے اُسکی بصارت چشم
زائل ہوگئی تھی اسوجہ سے اپنے مکان مین گوشہ نشین رہتا تھا دوسرا نادان طبیب
جو اپنی بساط سے بڑھکر لاف حذاقت مارتا تھا وہ چند ہی عرصہ مین مشہور خاص و
عام ہوگیا اور مریضون کی رجوعات بکثرت اُسکے مطب مین ہونے لگی اُس شہر
کے بادشاہ کی دختر حاملہ تھی ہنگام وضع حمل ایک مرض مہلک اُسکو لاحق ہوا
طبیب دانا نے کہا کہ اس مرض کا علاج سوائے درمنہ رومی کے اور کسی دوا سے
ممکن نہین اور اسکو مہران بھی کہتے ہین اُس دوا کو ایک مقدار معین کے موافق
لے کر قدرے شکر کے ساتھ شربت بنا کر مریض کو پلا دیا جاے تو انشاء اللہ تعالیٰ
بہت جلد صحت کلی حاصل ہوگی بادشاہ نے حکیم دانا سے دریافت کیا کہ وہ دوا
کہان سے دستیاب ہوسکتی ہی جواب دیا کہ مین نے دواخانہ شاہی مین اُسکو
ایک ڈبے مین رکھے ہوے دیکھا تھا لیکن اب نابینائی کے باعث مین اُس کے
شناخت کرنے مین معذور ہون طبیب نادان بھی وہان حاضر تھا ان باتون کو
سن کے بول اُٹھا کہ مین اُسکو پہچان سکتا ہون اور اُسکے بنانے کی ترکیب سے
بھی بخوبی واقف ہون بادشاہ نے اُسے حکم دیا کہ اچھا جلد طیار کرو چونکہ

دواخانہ مین صدہا ڈبے اُس قسم کے موجود تھے یہ ایک ڈبہ اُٹھالا یا حالانکہ اُسمین
زہر قاتل تھا مگر احمق طبیب نے بے تأمل شاہزادی کو دوا پلا دی وہ حلق سے
اُترتے ہی جان بحق تسلیم ہوگئی بادشاہ یہ حال دیکھکر بہت غضبناک ہوا اور
حکم دیا کہ یہ شربت اس طبیب کو بھی پلا یا جاے چنانچہ وہ بھی پیتے ہی مر گیا
یہ ضرب المثل اس لیے بیان کی تاکہ معلوم ہو کہ جو کام جہالت سے کیا جاتا ہی وہ
ضرور ناپسندیدہ ہوتا ہی جب کہ دمنہ نے اسطرح کا جواب دیا سب حضار مجلس
ساکت ہوگئے اور صورت حال بادشاہ سے عرض کی اور دمنہ پھر حوالات مین بھیجدیا
گیا۔ دوسرے روز پھر مجمع خاص وعام مین دمنہ طلب کیا گیا حاضرین مین سے
ایک شخص نے کہا کہ اگرچہ بحسب ظاہر اہل مجلس خاموش رہے تھے مگر بحسب معنی
ہر ایک کا دل تیری خیانت پر گواہی دیتا ہی پس موجودہ حالت مین تیری
زندگانی سے کیا لطف حاصل ہو سکتا ہی۔ مناسب یہ ہو کہ تو اپنے قصور کا معترف
ہو اور جان بخشی کی درخواست کر۔ دمنہ نے کہا کہ جو کوئی ایسے مقدمہ مین شہادت
دیتا ہی جس سے خود واقف نہو تو اُسکا وہی حال ہوتا ہی جو اُس بازدار کا ہوا
اُسنے پوچھا کہ کس طرح دمنہ نے کہا۔

حکایت ایک تاجر کی زوجہ نہایت حسین وجمیل صاحب عصمت وعفت تھی
اور ایک غلام بلخی بھی تھا جسکو بازشکاری کی خدمت سپرد تھی ایک دن نظر
اُس کورنمک کی زوجہ تاجر پر پڑی اور خیال بد دل مین پیدا ہوا ہر چند وصل
کی بہت سی تدبیرین کین مگر نصیب نہ ہوا آخر کار جب مایوس ہوا تو یہ تدبیر
سوچی کہ دو طوطیان خریدکین ایک کو بلخی زبان مین سکھایا کہ مین نے کدبانو کو

دربان کے ساتھ سوتے دیکھا اور دوسری کو سکھایا کہ مین کچھ کہہ نہین سکتی لہذا
اُن دونون طوطیون کو بطریق ہدیہ اپنے آقا کے پیشکش کیا طوطیان شیوازبان
انھین دونون جملون کو بار بار کہتی تھین ایک روز چند تاجر جو زبان بلخی سے
واقف تھے اُس سوداگر کے یہان مہمان ہوے سوداگر نے ان مہمانون کے خاطر و
تواضع مین ایک مجلس منعقد کی اور دلبستگی کے لیے ان طوطیون کے پنجرون کو بھی
لگا دیا اُنھون نے وہی کلمات مکرر سہ کرر اعادہ کرنا شروع کیے اور خوش الحانی سے
وہی دو کلمے رٹنا شروع کر دیے تاجر اُن الفاظ کو سنکر بہت متحیر ہوے سوداگر نے
افسردگی کا سبب دریافت کیا ہرچند اُنھون نے عذر و حیلہ کیا لیکن تاجر میزبان
نے نہ مانا اور اصرار کیا انمین سے ایک نے جو زیادہ دلیر تھا کہا کہ اے سوداگر طوطی
جو کہہ رہی ہین تو نہین سمجھتا ہے تاجر نے کہا مین اس زبان سے بالکل ناواقف
ہون تم مجھے آگاہ کرو اُنھون نے طوطی کے کلام سے آگاہ کیا یہ سنتے ہی تاجر کو اضطراب
پیدا ہوا اور اُسی حالت مین اُٹھکر کہا کہ مین آجتک اس حال سے بالکل بے خبر تھا
اتنے مین غلام بول اُٹھا کہ مین نے بارہا دیکھا ہے اور مین شہادت دیتا ہون کہ
طوطیان سچ کہتی ہین تاجر نے عورت کے قتل کرنے کا حکم دیا عورت نے یہ بات سن کر
کہلا بھیجا کہ اس کام مین شتاب کاری اچھی نہین خوب سوچ سمجھ کر یہ کام کر تاجر نے
عورت کو مجلس کے قریب پس پردہ کھڑا کیا اور کل کیفیت بیان کرنے لگا کہ طوطیان
جنس بشر سے نہین ہین کہ اُن کے کلام کو کسی غرض پر محمول کیا جائے جو بات اُنھون
نے دیکھی وہی وہ کہتی ہین اور غلام خیر خواہ بھی شہادت دیتا ہے عورت نے کہا
کان بلخی مہمانون سے پوچھا جائے کہ طوطیان سوا اُن دو کلمون کے کچھ اور بھی کہتی ہین

یا نہین اگر اور کچھ نہ بولتی ہون تو سمجھ لو کہ اس غلام نمک حرام نے اپنا مطلب دلی نہ حاصل ہونے کی وجہ سے یہ دو باتین سکھا دی ہین اور اگر طوطیان اور الفاظ بھی بولتی ہون تو میرا خون تجھپر حلال ہی۔ غرضکہ تاجر عرصہ تک اس جستجو مین رہا لیکن طوطیون کی زبان سے سوائے ان دو کلمون کے اور کچھ نہ سنا۔ جب یقین کامل ہوگیا کہ عورت بے قصور ہی تاجر نے پشیمان ہوکر غلام باز کو بلوایا غلام شوخ دیدہ ایک ہاتھ پر باز کو لیے نہایت چالاکی سے خوشی خوشی سامنے آیا کہ شاید کچھ انعام ملے گا عورت نے کہا کہ اے مکار تو نے دیکھا تھا کہ مین کار ناشائستہ کی مرتکب تھی غلام نے کہا ہان یہ کلمہ غلام کی زبان سے نکلا ہی تھا کہ باز نے اپنی منقار سے اُسکی آنکھ نکال لی عورت بول اُٹھی کہ جو کوئی بغیر دیکھے جھوٹی گواہی دے گا اُس کی یہی سزا ہی جو اس نمکحرام کو مل گئی یہ حکایت اس غرض سے بیان کی گئی تاکہ معلوم ہوجائے کہ تہمت پر دلیری اختیار کرنا اور جھوٹی گواہی دینا باعث ندامت ہوتا ہی جب کہ دمنہ نے اپنا کلام ختم کیا وقائع نگارون نے جملہ حالات قلم بند کرکے شیر کے حضور مین پیش کیے شیر نے اس ماجرے کو اپنی ماں سے بیان کیا اور کہا کہ اے مادر مہربان اب دمنہ کا قصہ تم بیان کرو تاکہ اسکے قتل کے لیے ثبوت کافی مل جائے مادر شیر نے کہا کہ اور کسی کو راز افشا کرنا مروت سے بعید ہی ہاں یہ ممکن ہی کہ پہلے اجازت حاصل کرون اگر وہ اجازت دے تو بے تامل بیان کیا جائے شیر نے اجازت دی مادر شیر اپنے قیامگاہ پر آکر چیتے کو بلوایا اور کہا کہ مصلحت وقت یہ ہی کہ تو شیر کی خدمت مین چل اور جو کچھ سنا اور دیکھا ہی بشرح بیان کر اور مین بھی اس بارہ مین تیری شہادت کی

تصدیق کرون گی پس چیتیا اور شیر کے ساتھ بارگاہ شاہی مین حاضر ہوا اور
کلیلہ و دمنہ کی سرگذشت جو دیکھی اور سنی تھی تفصیل وار بیان کی اور کل درندون
کی جماعت کے سامنے شہادت ادا کی اور اس درندے نے جس سے مجلس مین گفتگو
کی تھی کسیکو بھیجدیا کہ مین بھی گواہی دیتا ہون شیر نے اُسکو طلب کیا اور پوچھا
کہ تو نے پہلے کیون نہین عرض کیا جواب دیا کہ شرعًا اور عرفًا ایک شخص کی گواہی
معتبر نہین سمجھی جاتی اس لحاظ سے مین نے بے فائدہ سمجھا کہنا مناسب جانا شیر نے
اسکی باتین پسند کین اور دمنہ پہ جرم ثابت پاکر پاجولان مجلس مین بھیجدیا اور
حکم دیا کہ ماکولات و مشروبات اسے نہ ملین یہانتک کہ اُسکا کام تمام ہو جاے۔
چنانچہ چند روز مین دمنہ تشنگی و گرسنگی کی تکلیف اُٹھاکر جان بحق ہو گیا۔

باب تیسرا

دوستون کی یکدلی کے فوائد کے بیان مین

راے دابشلیم نے بیدپاے حکیم سے کہا کہ اُن دوستون کی داستان سے مین واقف ہوا
جن کی محبت مکر پر ہو اور سخن چینی کے سبب سے بدگویون کا اتحاد عداوت پر منتہی
ہوتا ہو ایسے دوستون کے پیدا کرنے مین کسی نوع کا فائدہ متصور نہین ہی اور اس
قسم کی دوستی بیکار ہی۔ برہمن نے کہا کہ اے شاہ جمجاہ عاقلون کا مقولہ ہی کہ کوئی
نقد خالص اتحاد سے بڑھکر بیش بہا نہین ہی قدیم دانشمندون کا قول ہی کہ اگر

کسی بادشاہ کو ہفت اقلیم کی سلطنت مل جاے اور کوئی دوست خالص میسر نہ ہو
تو کچھ لطفِ حکومت نہین ہی اور اس کی مثال مین دوستان یکدل کے کل تصویر
نظر کرکے کوتے اور چوہے کبوتر اور ہرن کی حکایت سے بہتر کوئی موزون
اور دلچسپ نہین ہی راے نے کہا وہ کس طرح ہی برہمن نے سلسلہ بیان آغاز کیا۔

حکایت کسی مرغزار مین ایک کوا درخت پر بیٹھا ہوا ہر طرف نگاہ دوڑا رہا تھا
کہ اتفاقاً اسکو ایک صیاد دام بردوش و توبرہ برپشت نظر پڑا صیاد لکڑی
ہاتھ مین لیے ہوے اسی درخت کے نیچے آیا اور دام بچھا کر چند دانے اُسپر ڈالدیے
کوا پتون کی آڑ مین پوشیدہ ہوکر تماشا دیکھنے لگا اور صیاد وہان سے ہٹ کر
کمین گاہ مین بیٹھ گیا تھوڑے عرصہ مین ایک غول کبوترون کا وہان آیا اُنمین
ایک سردار منطوقہ نامے بڑا ہوشیار اور زیرک تھا۔ کبوتر دانہ دیکھکر غلبۂ گرسنگی
سے بے اختیار گر پڑے منطوقہ نے کبوترون سے کہا کہ ذرا تامل کرنا چاہیے ایسا نہو
کہ دانہ کے نیچے دام ہو کبوتر بھوک کی شدت سے بیقرار تھے منطوقہ نے خیال کیا کہ
اسوقت انکی رفاقت چھوڑتا ہون تو بے وفائی کا دھبہ لگتا ہی اور اگر موافقت
اختیار کرتا ہون تو دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو اسیر دام بلا کرتا ہون آخر منطوقہ
نے بیوفائی کا داغ اپنے اوپر لگانا پسند نہ کیا اور سب کے ساتھ خود بھی آمادۂ مرگ
ہوگیا القصہ کل کبوتر اُترکر دانہ کھانے لگے صیاد کمینگاہ سے دیکھ رہا تھا فوراً
خوش ہوکر دام کی طرف دوڑا کبوتر اُسے دیکھکر پریشان ہوے اور پھڑ پھڑانے لگے
منطوقہ نے کہا یارو پہلے تمنے ہمارا کہنا نہ مانا اب ہر ایک اپنی مخلصی کے لئے جداگانہ
کوشش کرتے ہو مناسب یہ ہی کہ ایک دوسرے کی رہائی مین ساعی ہو تو کیا عجب ہی

کہ باہمی دلسوزی کی برکت سے تمھارا کام بآسانی درست ہوجائے تم سب یکدل ہو کر ایک ہی مرتبہ جست کرکے پرواز کرو تو شاید مجموعی قوت سے دام کے حلقے شکست ہو جائیں اور بسہولیت اُڑ سکو چنانچہ اس تجویز کے مطابق کل کبوترون نے ایک ہی بار جست کی اور دام اُکھڑ گیا سب مع دام بھر اٹا مار کے اُڑے اور اتفاق کی بدولت سب نے خلاصی پائی صیاد اُنکے تعاقب مین دوڑتا ہوا چلا کوے نے اپنے دل مین خیال کیا کہ ایسا واقعہ عجیب پھر کاہے کو نظر سے گذرے گا لہذا اپنے تجربے کی غرض سے انکے ساتھ چلکر کل حالات سے آگاہی ہو جائے تو بہت انسب ہی کوا یہ تصور کرکے ان کے پیچھے پیچھے اُڑتا ہوا چلا اور صیاد نے کچھ دیر تعاقب کرکے تھک کر ایک جگہ قیام کیا۔ کبوترون نے بستی کی طرف توجہ کی اور اپنے سردار منطوقہ سے کہا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے۔ ہوشمند منطوقہ نے بعد غور و تامل جواب دیا کہ یہان سے قریب ایک چوہا رہتا ہی اور مجھ سے اور اُس سے بڑا رسم و اتحاد ہی میرے نزدیک اُسکے سوا اس آفت مین کوئی دستگیری نکریگا بس صحرا کی طرف جہان موش کا مسکن تھا داخل ہوئے جب موش نے منطوقہ کی بلند آواز سنی فوراً اپنی جائے سکونت سے باہر آیا اور اپنے دوست کو اسیر بند دیکھکر بے چین ہوگیا چند کلمے تسلی آمیز کہہ کے منطوقہ کا بند کترنیلگا منطوقہ نے کہا کہ ای شفیق مہربان پہلے میرے یاران ہمراہی کے بند قطع کر سب کے بعد میری طرف متوجہ ہونا۔ موش نے کہا کہ تو کبوترون کا بادشاہ ہی تجھے چھوڑ کر اورون کی طرف کیونکر متوجہ ہوسکتا ہون منطوقہ بولا ای یار غمخوار مجھے یہ خوف دامنگیر ہی کہ تو مجھے کھولنا شروع کرے اور طبیعت تیری گھبرا جاے

تو میرے سب دوست تو بدستور پھنسے رہ جائینگے اور انکی رہائی دشوار ہو جائے گی
اور اگر مین گرفتار رہونگا تو ہر چند تجکو رنج وملال ہوگا مگر بغیر میری خلاصی کے تیرا
دل نہ مانے گا۔ چوہا منطوقہ کی ہمت مردانہ کی تحسین وآفرین کرنے لگا اور پہلے
اورون کے حلقے کاٹ ڈالے اور سب کے بعد منطوقہ کی گردن کو حلقۂ اسیری سے
رہائی بخشی کبوتر شاداں وفرحان چوہے کو خیرباد کہہ کے اپنے اپنے آشیانون
کی طرف راہی ہوے۔ کوّے نے جب چوہے کی اعانت اور بند کاٹنے کی کیفیت
دیکھی اُسکی طبیعت کا میلان دوستی کی طرف راغب ہوا اور اسنے اپنے دل مین خیال
کیا کہ مبادا جو حالت کبوترون کی ہوئی ہی اگر خدانخواستہ ایسا ہی کوئی واقعہ
درپیش ہوا تو اُسوقت اس چوہے سے بڑی مدد مل سکتی ہی اور اس کی ہمدردی
ابھی بچشم خود معاینہ کرچکا ہون پس زاغ نہایت آہستگی سے چوہے کے سوراخ
کی طرف آیا اور آواز دی چوہے نے پوچھا کون ہی جواب دیا کہ مین کوّا ہون
تجھ سے ایک ضروری کام کے لیے ملنے آیا ہون۔ چوہا بڑا سیانا اور زمانہ کی رفتار
سے اچھی طرح واقف تھا اُسنے جب کوّے کی آواز سنی حیرت زدہ ہوا اور کہا کہ
مجھے تجھ سے کیا سروکار اور تجکو مجھ سے کیا علاقہ یہ کلمے کہہ کے چاہتا تھا کہ دوسری
طرف سے نکل جاؤن کہ کوّے نے کبوترون کا ماجرا اور موش کی وفاداری اور
حق دوستی ادا کرنے کی تعریف کی اور کہا کہ تیری ہمدردی مین ابھی بچشم خود
دیکھ چکا ہون اسوجہ سے میری دلی خواہش یہ ہی کہ تجھ سے رسم الفت پیدا کرون
اور تو مجھے اپنی بندگی مین قبول کرے چوہے نے جواب دیا کہ ای زاغ یہ خیال محال
اپنے دل سے بالکل نکال ڈال اور کبھی اسکی جانب خواہش نہ کرنا مین کسی طرح تیری

دوستی کے لائق نہین ہون اور میری رضامندی اس معاملہ خاص مین ہرگز
نہین ہی۔ دوستی کا بناہ کرنا اور شرائط اتحاد کی پابندی بہت مشکل ہی علی الخصوص
میرے ساتھ دوستی کی خواہش کرنا ایسا ہی جیسے خشکی مین ناؤ چلانا اور گھوڑے
کو دریا مین جولان کرنا۔ کوے نے کہا کہ آپ کا یہ خیال بیکار ہی جب کہ میری نیت درست
اور ارادت صادق ہی اور صفائی قلب سے مین ایک عمدہ کام کی خواہش رکھتا ہون
تو تجھکو بھی مناسب یہ ہی کہ میرے ارادے کی طرف توجہ کر اور کسی طرح اس سے محروم نہ رکھ
اس نظر سے کہ جو کوئی درگاہ بے نیاز سے پناہ مانگتا ہی یا کسی خواہش دلی کی درخواست
کرتا ہی گو وہ کیسا ہی بد ہو لیکن اسکی دعا مستجاب ہوتی ہی اس در فیض سے کوئی
نا امید نہین جاتا چوہے نے جواب دیا کہ اے کوے ان حیلے حوالون سے قطع نظر کر
اور خیالات باطل سے اپنے دل کو خالی کر اسلیے کہ مین تیری مکاری اور حیلہ سازی
سے خوب واقف ہون اور کسی حالت مین تیری ذات سے مجھکو اطمینان نہین ہی اور
جو کوئی ایسے شخص کے ساتھ دوستی کرنا چاہتا ہی جس کی جانب خوف و ہراس کا
بھی خیال رکھتا ہو تو اسکو وہی صورت درپیش ہو گی جو چکور کو پیش آئی کوے نے
پوچھا کیونکر بوش بیان کرنے لگا۔

حکایت ایک کبک دری دامن کوہ مین خوش رفتاری سے خرامان تھی کہ
ایک باز تیز پرواز کی نگاہ اسپر جا پڑی اور خوشخرامی چکور کی اسکو بہت پسند آئی
اور یہ تصور اسکے دل مین پیدا ہوا کہ حکیمون کا قول درست ہی کہ جو کوئی اپنی
زندگی بے یار غمگسار کے بسر کرتا ہی وہ ہمیشہ بیمار رہتا ہی اسوجہ سے بہتر معلوم ہوتا
ہی کہ اس کبک خوشخرام سے ہم صحبتی اختیار کرون اور اس سے الفت و محبت بڑھاؤن

چکور باز کو اپنی طرف آتے ہوے دیکھکر پتھر کے ایک دڑاڑ مین گھس گئی باز اُس تنگاف کے قریب آیا اور کہنے لگا کہ ای چکور پہلے مجکو تیری خوبیون سے آگاہی نہ تھی اب تیری خوش رفتاری دیکھکر میرے دل مین ایک محبت پیدا ہو گئی ہی اس نظر سے میری تمنا یہ ہی کہ تو آیندہ سے میری طرف سے کچھ خوف وخطر کا اندیشہ اپنے دل مین نہ لا اور اپنی صحبت سے میرا دل خوش کیا کر چکور نے آواز دی کہ ای پہلوان قوی باز و مجھ غریب و ناتوان سے دست بردار ہو کیونکہ خاک کو آتش پاک سے کیا مناسبت ہی اور ذرہ سے آفتاب کو کیا مشابہت اگر آب و آتش دونون یک جا ہون اور اجتماع نقیضین بھی فرض کر لیا جاے تب بھی تیری صحبت سے مجھے اُمید زندگی کی منقطع ہی۔ باز نے کہا ای یار عزیز مین کچھ ایسا پیر ناتوان بھی نہین ہون کہ اپنے طعمہ کے بہم پہونچانے کی فکر نہ کر سکون اور تجکو اپنے مکر وفریب سے دام بلا مین پھنساؤن مجھے تو فقط تیری مہربانی اور ہمنشینی کی آرزو ہی اور اسکے علاوہ کوئی خواہش نہین رکھتا از راہ لطف وکرم نظر عنایت سے دیکھ اور حیلہ ومکر کو دوستی سے مبدل نکر۔ میری صحبت اور رسم اتحاد سے تجکو بہت فائدے پہونچین گے ایک تو یہ حادثات روزگار اور مکروہات زمانہ سے بیخوف وخطر رہے گا دوسرے یہ کہ جب میرے اتحاد کی بنا تجھ سے مستحکم ہو جائے گی اور یہ کیفیت اور ابناے جنس کو معلوم ہوگی تو لامحالہ ابنا جنس کی نظرون مین تیری وقعت ہوگی اور عزت اور سرخروئی حاصل ہوگی تیسرے یہ کہ اپنے ہم قومون مین سے جسکو تو پسند کرے گی اُسکے ساتھ تیرا جوڑا لگا دونگا اور بڑی دھوم سے رسم ازدواج عمل مین آئے گی چکور کے قلب کو ان باتون سے کچھ اطمینان ہوا اور کہنے لگی کہ ای عزیز تو مرغون کا سردار ہی اور مین

ادنی خراج گذار اور مجنسون سے اکثر خطائین سرزد ہو جایا کرتی ہین اور طبیعت
بزرگون کی نہایت نازک ہوتی ہی اسلیے مجکو خوف ہی کہ احیاناً مجھ سے بھی کوئی
قصور سرزد ہو جاے تو اُسکی پاداش مین کہین مجکو بھی ہلاکت نہو۔ باز نے کہا کہ جب
مین نے سِلسلۂ اتحاد تیرے ساتھ قائم کیا ہی تو اگر کسی حالت مین تجھ سے کوئی عیب
بھی ظاہر تو اُسکا کچھ خیال بھی نہ کرونگا۔ ہرچند چکور عذرہاے بارد کرتی رہی
لیکن باز اپنے جوابہاے دلپسند اور تقریر خوش آیند سے باز نرہا اور چکور کو سوراخ
سے باہر نکالا اور باہم عہد و پیمان تازہ کر کے باز اپنے آشیانہ مین لیگیا چندروز تو یہی
فارغ البالی مین گذرے۔ چکور کو جب دلجمعی ہو گئی تو کلمات ناشائستہ اور گستاخانہ
زبان پر لانے لگی اور سوال و جواب کو قہقہون مین بطور ہنسی اور مذاق کے اُڑانے لگی
اسیطرح ایک مدت گذر گئی جب کہ باز پر ضعف و ناتوانی کے آثار پیرانہ سالی کی وجہ
سے ظاہر ہونے لگے کہ اپنی جگہ سے جنبش کرنا بھی دشوار ہوگیا اور غلبۂ گرسنگی نے
اور بھی مجبور کیا اور عہد و پیمان شکست کرنے پر آمادہ کیا بس وُہ چکور کے شکار کرنے کیلیے
کوئی حیلہ وبہانہ ڈھونڈھنے لگا چکور نے جب آثار غضب باز کے بشرہ سے نمایان پائے
تو خیال کرنے لگی کہ مین اب ہلاک ہوا چاہتی ہون یہ سمجھ کے بہت پشیمان ہوئی اور
کہنے لگی کہ جو کوئی عمداً بلا مین مبتلا ہوتا ہی وہ اسی سزا کا مستوجب ہی۔ چونکہ چکور
خائف ہوگئی تھی اس لیے بہت ادب سے پیش آنے لگی اور باز بھی کوئی بہانہ ڈھونڈھنے لگا
کہ اُسکا قصد کرے آخرکار ایک روز بیزار ہوکر باز نے رات کیوقت چکور سے کہا کہ
یہ بات کب زیبا ہی کہ مین دھوپ مین جلون اور تو سایہ مین آرام سے بیٹھے چکور نے کہا
ای امیر جہان یہ تو وقت شب ہی آفتاب کہان اور سایہ کجا باز نے کہا کہ ای بے ادب

تو مجکو دروغگو بناتی ہی اب تو لائق سزا ہی یہ کہکر دبوچ لیا اور چٹ کر گیا موش زیرک نے کہا کہ ای زاغ یہ قصہ اسلیے بیان کیا کہ جس شخص سے ایمن نہو اُس سے دوستی کرنا بعید از عقل ہی۔ اور جو کوئی دشمن کی فسون ساز باتون پر فریفتہ ہوتا ہی اُسے وہی واقعہ پیش آتا ہی جو شتر سوار کو سانپ سے پیش آیا کوّے نے پوچھا کس طرح چوہے نے بیان کیا۔

حکایت ایک شتر سوار صحرا مین وارد ہوا جہان سے اہل قافلہ اُتر کر چلے گئے تھے تیز و گرم ہوا نے زمین کو مثل بھوبھل کے بنا دیا تھا ایک مقام پر جہان ریت تپ رہی تھی ایک سانپ بہت بڑا افتادہ تھا جسکو چلنے کی طاقت نہ بھاگنے کی قوت باقی تھی ناگاہ دور سے شتر سوار اُسکو نظر پڑا نہایت عجز و انکسار سے سانپ نے کہا کہ مین نہایت عاجز و درماندہ ہون اگر مہربانی کر کے اس بلا سے مجھے نجات دے تو مین تیرا بہت شکر گذار ہون گا اُس شتر سوار نے جب سانپ کی درماندگی و بے چارگی اسدرجہ دیکھی اپنے دل مین خیال کیا کہ انسان کا دشمن اگرچہ سانپ ہی لیکن اب وہ اسقدر عاجز اور حیران ہی تو اسپر رحم کرنا چاہیے اور عداوت کا خیال ایسے وقت مین دل سے نکال ڈالنا چاہیے بس توبرے کو نوک نیزہ سے باندھکر سانپ کے رخ کیا سانپ غنیمت سمجھکر توبرے مین چلا گیا ناقہ سوار نے نیزہ کو کھینچا اور توبرہ کا منھ کھولکر کہا کہ تو نے آگ سے نجات پائی اسکے شکریہ مین گوشہ گیر ہو جا اور مردم آزاری سے باز آ۔ سانپ نے کہا ای جوان ایسے کلمے زبان پر نہ لا جب تک مین تجکو اور تیرے شتر کو نہ کاٹ لونگا تب تک اس مقام سے نہ جاؤنگا۔ شتر سوار نے کہا کہ نیکی کا بدلہ بدی ہوا کرتی ہی سانپ نے کہا تمھارے ہی آئین پر میرا عمل ہی

کیونکہ انسان کی عادت مین داخل ہی کہ نیکی کے معاوضہ مین بدی کرے اور اسیکو
عقل وتدبیر سے تعبیر کرتے ہین جو کچھ تجھ سے حاصل کیا ہی تجھی کو دیدونگا شتر سوار
کہنے لگا کہ ای سانپ نیکی کا بدلہ بدی کبھی نہین ہوتا احسان فراموشی نہ کرنا سانپ
نے کہا کہ مین صحیح کہتا ہون اگر تجکو یقین نہو تو اس بھینس کے پاس چل اس سے
دریافت کرین کہ اس زمانہ مین جو طریقہ کہ رائج ہی اُسکے مطابق پاداش نیکی کی
کیا ہی پس اُسکے پاس جاکر پوچھا اُسنے جواب دیا کہ انسان کے مذہب مین نیکی کا بدلہ
ضرور بدی ہی کیونکہ مین مدت دراز تک ایک شخص کے پاس تھی اور ہر سال ایک بچہ
دیتی تھی اور اُسکا گھر شیر و روغن سے بھرتی تھی جب بوڑھی ہوئی اور بچہ جننے سے معذور
ہوگئی تو اس شخص نے میری خوراک موقوف کردی اور جنگل کی سمت ہنکا دیا رزاق مطلق
نے رزق کا دروازہ مجھپر کشادہ کیا اور غیب سے میرے رزق کا سامان ہوگیا۔ کل کے
روز وہ کسی ضرورت سے ادھر آنکلا تو مین اسکی نظر مین کسیقدر فربہ نظر آئی تو اُسنے
خیال کیا کہ اب قصاب کے ہاتھ فروخت کرنا چاہیے لہذا اُسکا ارادہ ہوا کہ مجکو فروخت
کرے اور قصاب حلال کر ڈالے اس نظر سے اُنکے مذہب مین نیکی کا معاوضہ یہی ہوا
کرتا ہی کہ اُسکے ساتھ برائی کرے سانپ نے شتر سوار سے کہا کہ سن لیا سے مین
اب کاٹنا چاہتا ہون شتر سوار نے کہا کہ اس بھینس کا قول کیونکہ صحیح ہوسکتا ہی
جس حالت مین کہ وہ اپنے مالک سے رنجیدہ خاطر ہی سانپ نے کہا اچھا چلو اس
درخت سے دریافت کرین پس دونون متفق ہوکر ایک درخت کے قریب گئے اور
اُس سے پوچھا کہ نیکی کی پاداش کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ ملت انسانی مین نیکی کی
مکافات بدی ہی چنانچہ مین اس صحرا مین ایک پانون سے کھڑا ہون اور جو انسان

دھوپ کی شدت سے درماندہ ہوکر میرے سایہ مین دم لیتا ہی جب آرام پا لیتا ہی تو
اُسکے دل مین یہ ہوس پیدا ہوتی ہی کہ فلان شاخ اسکی تبر کے دستے کے لائق ہی اور
فلان ڈال پھاوڑے کے بینٹ کے لیے مناسب ہی اور تنے مین خوب تختے نکل سکتے ہین
اور اگر کسی کے پاس آری یا کلہاڑی موجود ہوتی ہی تو وہ ضرور ایک دو ڈالین کاٹ
لیتا ہی اگرچہ میری ذات سے اُن کو سواے آرام و راحت کے کوئی تکلیف نہین پہونچتی
لیکن مجکو زحمت دینا جائز سمجھتے ہین سانپ نے کہا اب تو دو گواہ گذر چکے اب مین
کاٹتا ہون شتر سوار نے کہا کہ گواہ اول مشتبہ ہی اسکی شہادت قابل اعتبار نہین
ہان اُسکی جگہ اور کوئی گواہ ہو تو مین منظور کرتا ہون حسب اتفاق ایک روباہ
کھڑی ہوئی یہ کل سرگذشت سن رہی تھی سانپ نے کہا کہ چلو اس روباہ سے
دریافت کرین شتر سوار کے پوچھنے سے پہلے ہی روباہ نے کہا کہ اے جوان کیا تو نہین
جانتا کہ نیکی کا بدلہ بدی ہوا کرتی ہی تو نے اس سانپ کے حق مین کیا نیکی کی ہی
جو بدی کا مستحق ہوا ہی جوان نے صورت حال بیان کی روباہ نے کہا کہ کیون جھوٹھ
بولتا ہی سانپ بولا نہین یہ سچ کہتا ہی جس توبرے کے ذریعہ سے کہ اسنے ریگ گرم
سے مجکو بچانے کے لیے نکالا ہی وہ فتراک مین بندھا ہی لومڑی نے کہا کہ یہ بات
قرین قیاس نہین معلوم ہوتی کہ تو اتنا بڑا ہوکر ایسے مختصر توبرے مین کیونکر سما گیا
سانپ نے کہا کہ تجھے یقین نہو تو پھر اب مین اسی توبرے مین بیٹھتا ہون بس شتر سوار
نے توبرے کا منھ کھولدیا اور سانپ لومڑی کے فریب سے توبرے مین چلا گیا لومڑی
نے کہا اے جوان لے اب دشمن تیرے قابو مین آگیا ہی اب اسکو مہلت نہ دے
سوار نے توبرے کا سر باندھ دیا اور اٹھا کر زمین پر پٹکدیا فی الفور سانپ مر گیا

مقصود اس داستان سے یہ تھا کہ عاقل ہرگز دشمن کے عجز و انکسار پر التفات نکرے
کوّے نے کہا کہ تا وقتیکہ تو اپنی دوستی سے مجکو سرفراز نکریگا مین ہرگز یہان سے
نہ ٹلونگا نہ دانہ پانی کھاؤنگا نہ راحت و آرام کرونگا۔ چوہا دہانہ سوراخ پر
کھڑا ہو گیا اور چند کلمے محبتانہ زبان سے نکالے اور کہا کہ ای زاغ دوستی کے مراتب
اگرچہ بکثرت ہین لیکن حکما نے چار قسمون پر انکو منقسم کیا ہی اوّل دوست کی صفت
یہ ہی جسکو مال کی کچھ پرواہو دوّم دوست اُسے کہنا چاہیے جو اپنے دوست کے کام
مین اپنی جان فدا کرنا آسان سمجھے۔ سوّم دوستی کا اطلاق کرنا ایسے شخص کے لیے
سزاوار ہی کہ جو دوستی کی راہ مین ناموس کی بربادی کا بھی کچھ غم نہ کرے۔ چہارم
دوست وہ ہی کہ جو اپنے دوست کی خاطر اُسکا دین و مذہب بھی برباد ہوتا ہو تو
اُسکو بھی وہ معیوب نہ سمجھے اور دوستون اور دشمنون کی تفصیل یہی لکھی ہی کہ دوست
تین طرح کے ہوا کرتے ہین ایک دوست خالص دوسرے دوست کا دوست تیسرے
دشمن کا دشمن۔ اور دشمنون کو بھی تین طرح کا لکھا ہی ایک تو ظاہری دشمن دوسرے
دوست کا دشمن تیسرے دشمن کا دوست کوّے نے یہ کل مراتب و مدارج سُن کے
خوشی ظاہر کی اور دونون مین عہد و پیمان مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گئے۔ جب چوہے
کے دل مین کوئی دغدغہ نرہا تو کوّا قریب آیا اور باہم رسم مصافحہ و معانقہ ادا ہوے
اسکے بعد باطمینان تمام خوشی و خورمی سے اپنی اوقات بسر کرنے لگے چند مدت
گذرنے کے بعد چوہا بولا کہ ای دوست اگر تم بھی اپنے اہل و عیال کو یہین لے آؤ
اور سکونت اختیار کرو تو بڑا لطف حاصل ہو اسلیے کہ یہ مقام نہایت فرحت بخش
و دلکشا ہی۔ زاغ نے کہا کہ بے شک یہ جگہ تو نہایت تفریح و آرام کی ہی۔ لیکن

یہ نقص بھی ہی کہ شارع عام کے متصل ہی اور مسافرون کی آمد وشد کی وجہ سے
اندیشہ لگا رہتا ہی کہ کسی نہ کسی دن کوئی گزند پہونچے. ہان فلان مقام پر ایک مرغزار
نہایت خورم وشاداب ہی اور میرا ایک شفیق رفیق کچھوا بھی وہان سکونت رکھتا ہی
اور میرا اور تیرا طعمہ بھی کثرت سے موجود ہی ہم اور تم زمانہ کی سختیون سے بے فکر اسجگہ
مین رہ سکتے ہین تمھاری مرضی ہو تو ہم تم وہین چلکر بود وباش اختیار کرین اور بقیۃ العمر
بخوشی وخورمی گذرا نین چوہا کہنے لگا کہ دنیا کی کوئی نعمت تیری ہم صحبتی سے بہتر نہین سمجھتا
خواہ کہین کیون نہ جاؤ لیکن تمھاری جدائی بہت شاق گذرتی ہی اور کسیطرح گوارا نہین
ہوسکتی آخر نوبت باینجا رسید کہ کوے نے چوہے کی دم اپنی منقار مین دبائی اور بجانب آشیانہ
سنگ پشت لیے اڑا جب کہ مقام معہود پر پہونچے تو چوہے کو باہستگی زمین پر اُتار دیا اور
کچھوے کو پکارا وہ اپنے دوست کی آواز پہچان کر پانی سے باہر آیا کوے نے اپنا قصہ آغاز
کیا اور چوہے کی رسم اتحاد کی کیفیت سب سنگ پشت کے سامنے ظاہر کی سنگ پشت
حقیقت حال سے مطلع ہوا اور لوازم مہمانداری ادا کرکے چوہے کو ایک مقام مناسب پر فروکش
کیا اور ہر ایک اپنے اپنے مسکن مین جاکر خوشی وخورمی کے ساتھ راحت پذیر ہوے جب سفر کی
تکان سے آسودگی حاصل ہوئی تو ایک روز کوا چوہے کی ملاقات کو آیا اور کہا کہ اگر ناگوار طبع
نہو تو سنگ پشت سے اپنی سرگذشت بیان کرو تاکہ تمھاری خردمندی اور سخن فہمی سنگ پشت
پر ظاہر ہو اور بنا ردوستی ویکجہتی کو اور بھی استحکام ہو۔ چوہے نے سنگ پشت سے مخاطب
ہوکر تقریر شروع کی کہ اے برادر میرا وطن مالوف شہر ماروت ہی جو ہندوستان کے بلاد
مین ایک مشہور ومعروف مقام ہی وہان مین ایک زاہد گوشہ نشین کے مکان مین رہتا تھا
اور کئی چوہے میرے ملازم تھے۔ زاہد کے مرید اپنے پیر کے لیے روز کھانا لایا کرتے تھے۔ زاہد

اُسمین سے کچھ تو اُسی وقت تناول کر لیتا تھا اور کچھ شام کے لیے رکھ چھوڑتا تھا اور مین اس
تاک مین لگا رہتا تھا کہ کب وہ گھر سے جاوے تو مین اپنا کام کرون غرضکہ جب وہ مکان سے
نکل جاتا تھا تو مین فوراً دسترخوان پر حملہ کر کے کچھ تو آپ کھا لیتا تھا باقی اور چوہونکو
تقسیم کر دیتا تھا زاہد ہر چند میرے دفعیہ کی فکر مین رہتا تھا لیکن کوئی تدبیر پیش رفت
نہوتی تھی ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مہمان زاہد کے مکان مین فروکش ہوا زاہد
شرائط مہمان نوازی بجا لاکر مستفسر حال ہوا کہ کہان سے آپکا تشریف لانا ہوا اور کہان
جانے کا قصد ہے مہمان نے اپنا مافی الضمیر بیان کیا اور زاہد کے ہر ایک سوال کا جواب
بکمال خوش تقریری ادا کرتا رہا مین اس فرصت کو غنیمت شمار کر کے مع اپنی جماعت کے
کھانے کی طرف متوجہ ہوا زاہد نے اثناء گفتگو مین اس تجویز سے کہ چوہے بھاگ جائین
ہر دم ہاتھ پہ ہاتھ مارنا شروع کیا کہ دستک دینے سے چوہے فرار ہو جائین گے مگر مہمان کو
یہ لغو حرکت نہایت ناپسند ہوئی اور باعث اپنی توہین کا سمجھکر کہنے لگا کہ اثناء کلام مین
تالیان بجانا گویا مجھسے تمسخر و استہزا کرنا ہے مین اس حرکت کو اپنی بے عزتی و بے ادبی
تصور کرتا ہون اور آشفتہ خاطر ہو کر کہتا ہون کہ یہ طریقہ ناپسندیدہ درویشی کے قاعدہ کے
مطابق بالکل بیجا اور اصول تہذیب مین مضر و ناروا ہے زاہد عذر معذرت کرنے لگا
اور کہا کہ استغفر اللہ حاشا وکلا یہ فعل مجھسے تمسخر کی راہ سے سرزد نہین ہوے بلکہ یہ ترکیب
میری چوہونکے بھگانے کیلیے تھی جو اس مکان مین بکثرت موجود ہین اور جو کچھ غذا میسر ہوتی
ہے وہ سب کھا جاتے ہین ایسے لاگو اور ڈھیٹھ ہو گئے ہین کہ ادھر چیز رکھی ادھر غائب
ذرا بھی نہین چھوڑتے سب حصہ بانٹ کر لیتے ہین اور اُن کی دلیری سے مین سخت عاجز ہو گیا
ہون اسوجہ سے یہ حرکت مجھسے سرزد ہوئی ورنہ خدانخواستہ آپ کی کوئی توہین اس سے مقصود

نہ تھی مہمان نے یہ تقریر میزبان کی سنکر پوچھا کہ سب چوہے یہ جسارت کرتے ہین یا ایک
زاہد نے کہا کہ اس جماعت مین ایک چوہا ایسا چیرہ دست ہی کہ جو بے خوف وخطر روبرو آتا ہی
اور کھانا لیے بھاگتا ہی مہمان نے کہا کہ یہ جرأت اُسکی بلاوجہ نہین معلوم ہوتی قصہ اس چوہے
کا اُس مرد کی داستان سے بالکل مشابہ ہی جو زن میزبان سے بمبالغہ کہتا تھا کہ آخر کچھ سبب
بھی ہی کہ کنجد مقشر کو غیر مقشر کے برابر فروخت کرتی ہی زاہد نے کہا کہ آپ مفصل بیان
فرمائیے کہ تسکین خاطر ہو مہمان نے اس نقل کو اس طرح بیان کرنا شروع کیا کہ۔
حکایت مین راہ مین چلا آتا تھا کہ رات ہوگئی ارادہ کیا کہ فلان قریہ مین چل کر
ایک آشنا کے مکان مین فروکش ہون چنانچہ وہان پہونچا اور اُس دوست کے گھر مین مقیم
ہوا جب وقت خواب کا آیا میرے آرام کرنے کے لیے بستر بچھا دیا اُسپر مین راحت سے سویا میزبان
اپنی بی بی سے باتین کرنے لگا جو کچھ وہ گفتگو کرتے تھے مین خوب سنتا تھا مرد نے عورت سے
کہا کہ میری خواہش یہ ہی کہ کل کے روز چند احباب کی دعوت کرون کیونکہ ایک مہمان عزیز
بھی آیا ہی عورت نے جواب دیا کہ ای صاحب گھر مین اسقدر نقد وجنس مہیا نہین ہی جو خود
تیرے اہل وعیال کو کفایت کرے بس تعجب ہی کہ ایسی ناداری کی حالت مین تجکو خیال
ضیافت پیدا ہوا اگر کچھ موجود ہی تو اپنے عیال واطفال کے لیے ذخیرہ کرتا کہ تیرے بعد
زن وفرزند کسی کے دست نگر نہون مرد نے کہا کہ اس دنیاے فانی مین جس شخص نے کچھ جمع
کر کے خرچ نہ کیا تو عاقبت مین وہی مال سرمایہ وبال ہوجاتا ہی چنانچہ بھیڑیے کا قصہ
بالکل اُسکی مثال ہی عورت نے پوچھا کیونکر مرد نے بیان کیا۔
حکایت ایک صیاد نے ایک ہرن کو تیر سے مارا وہ بے چارہ بیہوش ہوکر گر پڑا صیاد
اُسے اُٹھاکر اپنے مکان کی طرف چلا اثناے راہ مین ایک سور سے سامنا ہوگیا صیاد نے

تیر جگر دوز اُسپر مارا سور نے تہر و غضب مین آکر ایک زخم کاری صیاد کے سینہ پہ لگایا آخر کار دونون ایک ہی مقام پر ٹھنڈے ہو گئے ایک بھوکا بھیڑیا بھی حسب اتفاق وہان وارد ہوا اور تین شکار ایک مقام پر دیکھکر نعمت غیر مترقبہ خیال کر کے اپنے دل مین تصور کرنیلگا کہ مقتضاے دور اندیشی یہی ہے کہ اس نعمت بے پایان کو آج ہی صرف نکرون بلکہ فقط چلہ کمان جو چرمی ہے اسوقت وہی کھالون اور ان گوشت ہاے تازہ کو ایک مقام پر مجتمع کر کے ہر روز لقدر ضرورت اسمین سے غذا کیا کرون القصہ گرگ چلہ کمان کو چبانے لگا۔ وہ دانتون کی ضرب سے دفعۃً کٹ گئی کمان سخت تھی چلہ کٹتے ہی سیدھی ہو گئی اور بھیڑیے کے پیٹ مین لگ گئی اس ضرب شدید سے گرگ فوراً ہلاک ہو گیا مقصود اس حکایت کے بیان کرنے سے یہ ہی کہ مال کے اندوختہ کرنے مین حرص کرنا اور آیندہ بکار آئندہ ہونیکے خیال سے ذخیرہ جمع کرنے مین اُسکی برکت مفقود ہو جاتی ہے۔

انچہ داری بخور امروز غم دہر مخور
چون بفردا برسی روزی فردا برسد

عورت نے جب یہ کلام شوہر کا سنا تو کہا کہ اس مہمان کا آنا تجھے مبارک ہو مین نے گھر مین کچھ تل جمع کر رکھے تھے اب معلوم ہوا کہ ذخیرہ جمع کرنا کچھ ضرور نہین ہی مین اُن تلون سے دس آدمیون کی ضیافت کا سامان مہیا کر سکتی ہون جسے چاہے اُسے مدعو کر۔ جب صبح ہوئی تو عورت نے تلون کے چھلکے نکالکر دھوپ مین رکھدیے اور خود دوسرے کام مین مصروف ہوئی ایک کتا آیا اور تلون مین منھ ڈالدیا عورت نے یہ حالت دیکھکر اس امر کو معیوب جانا کہ ان نجس تلون کو کام مین لائے اسوجہ سے ان تلون کو اُٹھا کر بازار لے گئی اور کنجد فروش کی دوکان پہ جاکر کنجد مقشر کو غیر مقشر سے بدلنے لگی مین بھی کسی ضرورت سے

بازار مین گیا تھا مین نے یہ کیفیت بچشم خود دیکھی - ایک شخص جو بازار مین کھڑا ہوا تھا
اُسنے آواز دی کہ ای عورت اسمین کوئی پوشیدہ اسرار ہی کہ صاف تلون کو کنجد پوست دار
سے برابر بدلتی ہی جب حکایت ختم ہوئی مہمان نے زاہد سے کہا کہ دلیری اُس ہوش کی خالی
از علت نہوگی یقین ہی کہ کچھ زر نقد بھی اپنے سوراخ مین رکھتا ہو جسکے برتے پر یہ
تمام شوخیان اور بیباکیان ہین چلو اسکا بلا کھود کر دیکھین کہ اسمین کیا ہی زاہد نے
فی الفور ایک کدال لاکر دیدی اور مین اُسوقت دوسرے بل مین تھا جو گفتگو زاہد و مہمان
مین ہوتی تھی وہ مین بخوبی سنتا تھا اور میرے سوراخ مین ایک ہزار دینار جمع تھے
جنپر مین ہمیشہ لوٹتا تھا اور یہی شغلہ میری تفریح طبع کا تھا آخر کار مہمان نے تمام سوراخ
کھود ڈالا اور وہ سرمایہ جو میرا باعث انبساط خاطر تھا وہ کل لے گیا جب مین نے سوراخ
کے کنارے آکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُس نقد کو مہمان اور زاہد نے باہم تقسیم کر لیا زاہد نے
اپنا حصہ کا روپیہ ایک تھیلی مین بھر کر اپنے سرہانے رکھ لیا ہی مجھ پر طمع غالب ہوئی
اور دل مین آیا کہ اس زر مین سے اگر کچھ بھی ہاتھ آجاے تو سرمایۂ شادمانی حاصل ہو
اس خیال مین ایسا توقف ہوا کہ زاہد خواب غفلت مین آگیا مین آہستہ آہستہ بالین
زاہد کے قریب گیا لیکن مہمان کارآزمودہ نے اپنے تئین نیند مین ڈالدیا اور
تجاہل عارفانہ کرکے میری حالت سے باخبر ہوا مین زاہد کے سرہانے پہونچا ہی تھا
کہ اُسنے ایک لکڑی اس زور سے ماری جس سے مجکو بہت صدمہ پہونچا اور کوفتی ہو کر
بڑی شکل سے سوراخ مین داخل ہوا مرہم وغیرہ استعمال کرنے سے گونہ افاقہ ہوا پھر شامت اعمال
اور طمع خام نے مجھے سوراخ سے باہر نکالا اب کی مرتبہ مہمان نے میرے سر پر ایک چوب بدست
رسید کی جس کی ضرب سے مجروح ہو کر بہزار خرابی سوراخ تک پہنچا اور بیہوش پڑا رہا

بوجہ کثرت زخمہاے کاری و شدت درد کے مال کی لذت بھی بھول گیا اور سمجھ مین آگیا کہ ایسے بیوفا مال کے لیے رنج و تکلیف اُٹھانا بالکل حماقت و نادانی ہی بعد ازان خانہ زاہد ترک کرکے صحرا کی طرف نکل گیا اور گوشۂ قناعت مین بیٹھ کر اپنی اوقات گذاری کرتا رہا اسکے بعد کبوتر کی دوستی کی تقریب ہوئی اور کوّے کے ساتھ رسم اتحاد پیدا ہو گئی اسکے ہمراہ تیرے آشیانہ مین آیا۔ میرے نزدیک دنیا مین کوئی خوشی دوستون کی ہم صحبتی اور ہم نشینی سے بہتر نہین ہی اور کوئی غم ہمدمون کی مفارقت کے غم سے زیادہ میرے خیال مین نہین آتا یہ میری سرگذشت ہی جو کہ مین نے سنائی یہ خار فراق ہمدمان مدام دل مین خلش پیدا کرتا ہی اور اس سے بڑھکر کوئی مصیبت دنیا مین نہین ہی کچھوے نے یہ قصہ سنکے کہا کہ تیرے تجربون سے مین بہت مستفید ہوا اور عاقل کو چاہیے کہ اس دنیاے بے ثبات مین قلیل بضاعت پر قناعت اختیار کرے اور دست ہوس ہر ایک کے سامنے نہ پھیلاے اور جو شخص گوشہ اور توشہ پر قانع نہین ہوتا اسکو وہ واقعہ درپیش ہوتا ہی جو کہ بہ حریص کو پیش آیا چوہے نے پوچھا کسطرح وہ واقعہ پیش آیا۔ سنگ پشت نے یون واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔

حکایت ایک شخص نے ایک بلی کو پالا تھا اور ہر روز اُسکے لیے اسقدر گوشت کا راتب مقرر کیا جو اُسکی بھوک کے لیے کافی ہو اور گرسنگی سے اسکو تکلیف نہ ہو۔ لیکن بلی نے اُسپر قناعت نہ کی ہر وقت حرص اُس کی دامنگیر رہتی تھی ایک دن کا ذکر ہی کہ کسی کبوتر خانہ کے قریب گئی اور کبوترون کی آواز نے اُسکی آتش طمع کو اور مشتعل کردیا فی الفور کبوتر خانہ مین کود پڑی۔ کبوترون کے محافظ نے بلی کی آہٹ پاکر دیکھنا شروع کیا معلوم ہوا کہ بلی کبوتر خانہ مین داخل ہوئی اُسے پکڑ کر اس قدر

ضرب شدید لگائی کہ وہ اُسیوقت ہلاک ہوگئی۔ محافظ نے اسکی کھال کھینچکر اُسمین بھس بھر دیا اور کبوتر خانہ کے دروازہ پر اُسے آویزان کر دیا تاکہ اور بلیون کو دیکھکر خوف پیدا ہو اور ایسا قصد نہ کرین تاگاہ مالک گربہ اُدھر سے گذرا اور اپنی پالو بلی کو اس حال خراب مین دیکھکر گویا ہوا کہ ای شوخ دیدہ حریص اگر تو اس قدر پارچہ گوشت پر قناعت کرتی تو تیرے جسم سے کھال نہ کھینچی جاتی اور اس حال خراب کو نہ پہونچتی اس نقل کے بیان کرنے کی علت غائی یہ ہی کہ ہم سب کو مناسب ہی کہ بعد ازین رزاق مطلق جو کچھ عنایت فرمائے اُسی پر قانع رہین اور حرص و ہوا کو مطلق اپنے پر غالب ہونے دین اور آج سے تو ہمارا محب صادق ہی اور باہم یہ قول و قرار ہوتا ہی کہ اگر تیری جانب سے دوستی مین کسیطرح کا فرق پیدا ہو تو ہماری طرف سے سوا مہربانی اور اخلاص مندی کے کوئی امر خلاف سرزد نہو گا کوے نے جبکہ سنگ پشت کا حسن سلوک اسدرجہ معائنہ کیا اور اُسکے کلمات محبت آمیز سنے تو نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ای برادر سخن گستران صادق البیان نے اس طرح فرمایا ہی کہ زمانہ سابق مین کسی نیک نہاد کا ایک سچا دوست تھا ایک شب کو اس دوست نے دروازہ پر آکر پکارا اس بزرگ نے آواز پہچان کر دلمین کہا کہ یہ اسی دوست کی آواز ہی مگر ساتھ ہی اس خیال کے اسکے قلب مین اندیشہ آنا دور دراز نے تردد پیدا کر دیا کہ بے وقت آنے کی وجہ کیا ہی۔ بعد غور و فکر کے اسنے ایک توڑہ روپیون کا ہاتھ مین لیا اور ایک تلوار حمائل کر کے کنیز سے کہا کہ روشنی لیکر آگے چل جب کہ کنیز نے چراغ روشن کر کے دروازہ کھولا دوست نے معانقہ کیا اور پوچھا کہ ای دوست تمھارے بے وقت آنے سے مجکو کمال تشویش لاحق ہوئی اور تین صورتین میرے ذہن مین گذرین (۱) کوئی ضرورت اسقدر لاحق ہوئی ہو جس مین

روپیہ کی حاجت ہو (۲) کوئی دشمن آمادۂ قتل ہوا ہو اور اُس مین مدد کرنیکی احتیاج ہو (۳) یہ کہ شاید تنہائی کی وجہ سے کسی مونس کی حاجت ہو جس سے تفریح طبع ہو سکے چنانچہ مین ان سب چیزون کو لے کر تمھارے پاس آیا ہون۔ اگر زر کی احتیاج ہو تو یہ توڑہ روپیہ کا موجود ہی۔ اگر کمک درکار ہی تو یہ نیاز مند مسلح شمشیر بکف حاضر ہی۔ اگر خادمہ کی خواہش ہو تو یہ کنیزک خدمتگزاری کے لیے استادہ ہی۔ دوست نے عذر کیا اور اپنے یار وفادار کی دوستی پہ زبان تحسین و آفرین کھولی اور کمال شکرگذاری اور ستایش کے بعد کہا کہ ہزار ہزار آفرین ہی تیری ہمت پر کہ میرے لیے تو نے مال و جان و ناموس کا کچھ خیال نہ کیا اور بے دریغ سب کو حاضر کر دیا دوست ہو تو ایسا ہو ورنہ دوستی کا دعویٰ کرنا فضول ہی یہ وہ مرحلہ ہی کہ بڑے بڑون سے طی نہو سکا اور وقت پر منھ چرا گئے دوست وہی ہی جو ضرورت مین کام آئے اور یون تو سبھی کہا کرتے ہین کہ ہم آپکے بڑے دوست اور جان نثار ہین جہان آپ کا پسینہ گرے وہان اپنا لہو گرادین مگر جب امتحان کیا تو دیکھا کہ صاف نکل گئے ؎

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست	در پریشان حالی و درماندگی

بس ای سنگ پشت جو کچھ کہ تو نے موش سے کہا ہی اُس پر تجھ کو ثابت قدم رہنا چاہیے اور اس امر کا قول و قرار کرنا ضرور ہی کہ موش کی طرف سے اگر کوئی رنج و ملال بھی پیدا ہو جائے تو اس سے آزردہ خاطر نہو تا۔ کوّے اور کچھوے مین یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ دور سے ایک ہرن نظر آیا سنگ پشت نے از راہ مہربانی ہرن سے پوچھا کہ کہان سے آنے کا اتفاق ہوا ہرن نے جواب دیا کہ آج ایک صیاد میری تاک مین لگا ہوا تھا جسطرف مین جاتا تھا اُسی جانب وہ بھی آتا تھا اس باعث سے بھاگتا ہوا یہان تک

پہونچا ہون سنگ پشت نے کہا کہ گھبراؤ نہین اور پریشان نہو یہان صیاد کا گذر ہرگز
نہین ہو سکتا اگر تجکو ہماری ہم صحبتی و یکجائی پسند ہو تو اس سے کیا بہتر ہی کہ ہم تین
یارون کی الفت و محبت تیری امداد سے بہت تقویت حاصل کریگی عقلمندون نے
کہا ہی کہ اگر دوستون کی تعداد ہزار تک بھی ہو تو اُنکو کم شمار کرنا چاہیے اور اگر
دشمن ایک بھی ہو تو اُسکو بہت خیال کرنا مناسب ہی۔ چوہے نے بھی اپنے دانائی
کے جوہر ظاہر کرکے چند کلمے کہے جو ہرن کے مناسب حال تھے اور کوا بھی سخنان
محبت آمیز کہنے لگا۔ ہرن نے ان سب کی تقریر دلپذیر سن کے اپنی مصاحبت کی
خواہش ظاہر کی اور باہم عہد و پیمان ہوا۔ یاران ہم صحبت نے دوستانہ طور پر نصیحت
کرنا شروع کی اور ہرن سے کہا کہ تو اس مرغزار سے کبھی قدم آگے نہ بڑھانا اُسنے اس
بات کو قبول کیا اور اُسی چراگاہ مین رہنے لگا اور آپس مین نہایت محبت اور گرمجوشی
سے اوقات بسری ہوا کرتی تھی۔ وہان پر ایک ٹیلا تھا سب کے سب اُس ٹیکرے
پر جمع ہوا کرتے تھے ایک روز اُس مقام پر کوا چوہا سنگ پشت حسب معمول یکجا
ہوے اور ہرن کے انتظار مین بیٹھے ہوے تھے جب اسکے آنے مین دیر ہوئی تو سب
دوست نہایت فکرمند و مغموم ہوے اور آخرالامر یہ راے قرار پائی کہ کوا پرواز کرکے
رفیق غائب کی خبر لائے چنانچہ زاغ پرواز کرکے تھوڑی دیر مین مضطرب و پریشان
واپس آیا اور ظاہر کیا کہ ہرن پھندے مین پھنس گیا ہی۔ سنگ پشت نے چوہے
سے کہا کہ بغیر تمھاری مدد کے یہ مشکل کام آسانی سے حل نہو سکے گا اور ہم اس کے
سرانجام کرنے سے مجبور ہین اس دوست کی خلاصی تمھارے ہاتھ ہی جلدی اسکی فکر کرو
ایسا نہو کہ وقت ہاتھ سے نکل جاوے اور پھر کچھ بن نہ پڑے غرضکہ کوا راہبری کرکے

چوہے کو ہرن کے قریب لے گیا اور وہ دام کاٹنے مین مصروف ہوا اتنے عرصہ مین سنگ پشت بھی آیا اور اپنی مجبوری ظاہر کی ہرن نے کہا کہ ای شفیق بدل رفیق تیرا یہان آنا میرے حادثہ سے بھی عجیب تر ہی اور خوف وخطر کا اندیشہ ہی اگر صیاد آپہونچا اور موش میرے حلقے کاٹ چکے تو مین ایک ہی جست مین بھاگ سکتا ہون اور کوا پرواز کر جاے گا اور موش بھی کسی سوراخ مین چھپ سکتا ہی لیکن تجھے نہ طاقت پروازکی ہی نہ گریز کی پھر تو نے کیون یہ بے جا تکلیف اٹھائی سنگ پشت نے کہا ای عزیز بھلا یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ تو اسیر دام بلا ہوا اور مین خبر گیری نہ کرون لعنت ہی میری دوستی پر اگر ایسی حالت مین اپنے یار کی غمخواری نکرون اس لئے کہ زندگی کا لطف بے دوستون کے محض بیکار ہی اگر دنیا مین کوئی بغیر دوست کے زندگی کے دن پورے کرتا ہی تو وہ بالکل حلاوت زندگانی سے بے بہرہ ہی بزرگون کا قول ہی ؎

بہار عمر ملاقات دوستداران ست	چہ حظ برد خضر از عمر جاودان تنہا

الغرض یہ گفت وشنید ہو ہی رہی تھی کہ دور سے صیاد نمایان ہوا ادھر چوہا بھی بند کاٹ کر فارغ ہو گیا تھا ہرن تو ایک چھلانگ مار کر فوراً فرار ہو گیا اور چوہا بھی ایک سوراخ مین جا چھپا بے چارہ سنگ پشت اسی جگہہ پڑا رہا صیاد نے قریب آکر دام کٹا ہوا پایا اور دہنے بائین دیکھنے لگا کہ یہ بند کس نے کاٹے اتفاقاً اسکی نگاہ سنگ پشت پر پڑی اپنے دل مین کہنے لگا کہ ہر چند یہ متاع قلیل آہوے بر جستہ کے مقابل مین بالکل حقیر وذلیل ہی لیکن خالی ہاتھ پھرنا بھی شگون بد ہی اور صیادی کی عزت پر اس سے حرف آتا ہی یہ تصور کر کے صیاد نے سنگ پشت کو توبڑے مین ڈال لیا اور

شہر کی جانب روانہ ہوا۔ بعد ازان تینون دوست یکجا ہوے اور سنگ پشت کو
تلاش کرنے لگے جب کہین اُسکا پتہ نہ ملا تو خیال کیا کہ اسیر بند صیاد ہو گیا ہی نہایت
غمزدہ ہوکر فریاد و فغان کرتے ہوے رنج و مفارقت مین سخنان دردانگیز زبان پر
لانے لگے۔ بس ہرن کوے کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے یار غمخوار اس جزع
فزع سے کوئی مطلب حاصل نہوگا لائق یہ ہی کہ کوئی تدبیر مناسب سے کام لیا جاے جسکے
وسیلہ سے اپنا دوست مخلصی پائے چوہے نے کہا اے آہو میرے ذہن مین ایک تدبیر
آئی ہی وہ یہ ہی کہ تو صیاد کے سامنے اس طرح لنگڑاتا ہوا سست و غمگین بن کر
آگے آگے چل کہ صیاد سمجھے کہ تو زخمی ہی اور تیرے عقب مین کوا پھڑ پھڑاتا ہوا اُڑے
جیسا کہ زخمون کو دیکھکر کوے اُڑا کرتے ہین جب اس ہیئت سے صیاد تجھے دیکھے گا
تو ضرور تیرے گرفت کا قصد کرے گا اور توبڑا زمین پر رکھکر تیرا تعاقب کرے گا
اسی طرح پیچھا کرتا ہوا دور نکل جائے گا اور مین سنگ پشت کو رہا کرکے کسی غار مین
پوشیدہ ہو جاؤنگا سب دوستون نے اس تدبیر کو پسند کیا اور تحسین و آفرین کے
کلمے زبان پر لائے غرضکہ بموجب تجویز قرار داده کے ہرن اور کوا صیاد کے مقابل
چلے گئے اور صیاد خام طمع نے ہرن کو لنگ کرتے ہوے اور کوے کو اُسکے پیچھے لگے
ہوے دیکھا تو نہایت خوش ہوکر ہرن کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا اور توبڑہ زمین پر
رکھکر ہرن کے تعاقب مین چلا۔ بس صیاد کے جانے اور توبڑہ رکھنے کی دیر تھی کہ
موش نے توبڑہ کا بند کاٹ دیا اور سنگ پشت کو رہا کر لیا اور دونون ملکر کسی محفوظ
جگہ مین چلے گئے۔ بعد عرصہ دراز کے صیاد ہرن کی تلاش سے تنگ ہوکر مایوسی کی
حالت مین توبڑے کے قریب آیا سنگ پشت کو نہ پایا اور توبڑے کو دیکھا کہ

کٹا ہوا ہی نہایت اُس کو تعجب ہوا اور تصور کرنے لگا کہ جو واقعہ مجکو
در پیش ہوا ہی اگر کسی سے بیان کرون تو وہ کسی طرح باور نہ کرے گا مگر جو کیفیتین
جن و پریون کی انسان بیان کیا کرتے ہین اب اُن کی تصدیق ہوئی غالبًا یہ
وہی سرزمین ہی جہان دیو دن و پریون کا مسکن ہی اب یہان سے جلد چلنا اور
جان بچانا ضروریات سے ہی اور جانورون کی طمع مین اس طرح جنگل مین کبھی
نہ آنا چاہیے پس صیاد نے تو بڑے کو شکستہ اور جال کو کٹا ہوا پاکر اُٹھالیا اور
وہان سے چل کر اپنے مکان پر آیا کچھ نذر نیاز دلوائی اور اپنے برادری کے
خیر یارون کو بھی اس عجیب و غریب کیفیت سے اطلاع دی اور ہر ایک کو اُس
جنگل مین نہ جانے اور شکار نہ کھیلنے کی تاکید سخت کی بلکہ تمام محلے مین منادی
کرادی کہ خبردار فلان جنگل مین کوئی اس طرح شکار کھیلنے نہ جاے جب کہ صیاد
چلا گیا تو سب یاران موافق یک جا ہوے اور درگاہ جناب باری تعالی مین ہزار ہزار
شکرانہ بجالاے اور بہت خوشی و خرّمی سے اپنی اپنی آرامگاہ مین چلے گئے اور
یکدلی اور یک جہتی کی برکت سے ورطۂ ہلاکت سے مخلصی پاکر مدت العمر عیش و عشرت
سے بفارغ البالی بسر اوقات کرتے رہے۔

قطعہ

رشتہ تا یکتاست آزاز در زالی بگسلد
چون دوتا شد عاجز آید از گسستن زال را

گل کہ تنہا بوئی آخر خشک گردد زود ماغ
ور شکر تنہا خوری ہم گرم گرداند جگر

زین دو تنہا ہیچ قوت نا یداندر جان و دل
قوتِ جان را و دل را گلشکر بہ گلشکر

باب چوتھا

دشمنون کے فریب سے مطمئن نرہنے کے بیان مین

رای دابشلیم نے بیدپای برہمن سے کہا کہ دوستان یکدل کی داستان تو مین نے خوب گوش دل سے سماعت کی اب یہ تمنا ہی کہ دشمنان دوست رو و آشنایان بیگانہ خو کے حالات سے بھی مطلع فرمائیے برہمن نے بیان کیا۔

حکایت شہر اوجین مین ایک عظیم الشان کوہ تھا اُس پر ایک درخت بہت تناور پر از شاخ و برگ تھا جسپر ہزارون کوؤن نے آشیانے بنالیے تھے۔ اُون زاغون مین ایک سردار فیروز نامے تھا حسب اتفاق ایک رات کو بومون کے بادشاہ نے جو شب آہنگ کے نام سے مشہور تھا زاغون پر شبخون مارا اور فتحمندی کے ساتھ واپس چلا گیا۔ دوسرے دن کوؤن کے سردار نے اپنی جماعت باقی ماندہ کو یکجا کر کے کہا کہ بومون کی جسارت اور شبخون مارنے کی کیفیت تم سب پر بخوبی روشن ہی اُس سے زیادہ تر مشکل یہ بات ہی کہ اُنکو ہمارے مسکن اور جاے پناہ سے کماحقہ آگاہی ہوگئی ہی اور اس فتح و فیروزی نے اُنکی ہمت کو اور بھی بلند کر دیا ہی۔ اُس پر نظر کر کے یقین کیا جاتا ہی کہ اس سے بڑھکر غلبہ پیدا کرینگے۔ کوؤن کی جماعت مین چار کوے بڑے ہوشیار و فہمیدہ تھے جن کی راے پر بادشاہ زاغان کو بھی کلی اعتماد تھا منجملہ اُن کے ایک کوے نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور دانایان سابق نے اپنے

تجربہ سے یون ارشاد کیا ہی کہ جسوقت کسی جماعت مین تاب مقاومت باقی نہین رہتی
تو اُنکو یہی مناسب ہی کہ جلا وطن ہو جائین اسلیے کہ جاے سکونت پر بالاستقلال
بود و باش کرنے مین ہزارون خطرون کا اندیشہ پیش نظر رہتا ہی اور علی الخصوص
ایسی صورت مین جب کہ شکست فاش کا سامنا ہو چکا ہو اور مغلوب ہو گئے ہون
دوسرے زاغ سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ اس باب مین تیری کیا راے ہی اُسنے ہاتھ
باندھکر عرض کیا کہ فریق مخالف کے ایک ہی حملہ مین ترک وطن کر دینا جرأت و
ہمت سے بہت بعید ہی انکے حق مین بہتر یہی ہی کہ جنگ کی قابلیت پیدا کرین
اور اپنا بدلہ لین - بادشاہ نے تیسرے زیرک کوے سے دریافت کیا کہ اس مقدمہ
کے متعلق تیرا ذہن کس جانب منتقل ہوتا ہی اُسنے التماس کیا کہ بوم اگر ہمسے خراج
لینے پر رضامند ہو جائین تو مصالحت ہو جانا بہت بہتر ہی تاکہ اُن کی خرابی انگیزی
سے ہم بلاخوف و ہراس بسر کرین جب چوتھے خردمند کی باری آئی جو بڑا زیرک
و دانا تھا اور کارشناس کے لقب سے ملقب تھا بادشاہ اُسکی طرف متوجہ ہوے
اور فرمایا کہ مجکو تیری راے پر کامل اعتماد ہی اس بارہ مین کیا تدبیر کرنا مناسب
وقت ہی اُسکو ظاہر کرتا کہ یہ کام عمدہ اسلوب پر انجام پا سکے کارشناس عرض رسا ہوا
کہ فی الحال اسکی تدبیر کمال غور و فکر سے خوب سوچ و سمجھکر عمل مین لانا چاہیے
تعجیل اس باب مین خلاف عقل ہی - عاقلون کا قول ہی ؎

بشمشیرے یکی تا صد توان کشت	برائے لشکرے را بشکنے پشت

کمترین کی تمنا ہی کہ تنہائی مین حضور سے چند باتین عرض کرون - شرکار جلسہ
مین سے ایک نے کہا کہ اے دانادل مشاورت سے فائدہ یہ ہی کہ جملہ ارباب خرد

اپنی اپنی راے ظاہر کرین شاید اُس مین سے کوئی تدبیر شاہد مراد سے ہم آغوش ہوجاسئے اور مشورہ کل عقلا کے اجماع سے ہوتا ہی نہ کہ خلوت مین پس کیا وجہ ہی کہ توصلاح و مشورے کو خلوت خاص مین بہتر جانتا ہی۔ کارشناس نے کہا کہ امورِ مملکت اور رازہاے سلطنت عام معاملات رسمی و عرفی کی طرح نہین ہوتے ہین جو ہر مجمع کے سامنے بیان کیے جایئن۔ فرض کیا جائے کہ کل حاضرین مجلس خیر اندیش اور دولتخواہ ہین مگر انکے دوستون کے دوستون سے کیونکر اطمینان ہوسکتا ہی بہر تقدیر اگر انکی جانب سے خاطر جمع بھی ہو تو تجکو کیونکر اسکا علم ہوسکتا ہی کہ اس انجمن مین کوئی سخن چین بھی شامل ہی جو کل حالات کو سنکر دشمن سے پوست کندہ بیان کر دے ۵

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

ایسے واقعات اکثر ہوئے ہین کہ ملک و سلطنت بلکہ حیات و زندگانی تک افشاے راز کی وجہ سے تباہ و برباد ہوگئی ہی جیسا کہ حاکم کشمیر کا واقعہ گذرا ہی بادشاہ نے استفسار کیا کہ کسطرح کارشناس نے اس نقل کو بیان کرنا آغاز کیا۔

حکایت فرمانرواے کشمیر کی ایک معشوقہ دلنواز تھی نہایت حسین و پری پیکر و ماہر و قوس ابرو جو حسن و خوبی مین اپنا نظیر نہین رکھتی تھی اور حاکم کشمیر اسکو بہت چاہتا تھا اور اسکے حسن دلفریب پر دلدادہ تھا از انجا کہ بے وفائی عورتون کا شیوہ اور خلقی عادات مین سے ہی اس عورت نے ملازمان درگاہ مین سے ایک شخص کیساتھ تعلق خاطر پیدا کیا اور وہ مرد بھی اُسکے حسن و جمال پر فریفتہ ہوکر نہایت مانوس ہوگیا چنانچہ اکثر اوقات عاشق و معشوق کے مابین اشارون اور کنایون مین باتین ہوا کرتی تھین اور دلی خیالات رمز و کنایہ مین ظاہر ہوتے تھے ۵

میان عاشق و معشوق رمزی ست | کراما کاتبین را هم خبر نیست

ایک روز حاکم کشمیر کو اس حال سے آگاہی ہو گئی آتش غیرت مشتعل ہوئی بقول شاعر۔

بھڑک رہی ہی آتش غیرت کو پوسے لقب | کیونکر کہون کہ زانوا عدا پہ سر نہ تھا

اسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ فی الواقع یہ لوگ مجھ سے عداوت رکھتے ہین ایسی حالت مین مضطرب ہونا دور اندیشی کے مسلک سے کوسون دور ہی عجلت نہ کرنا چاہیے پس اسنے از روے حکمت و مصلحت وقت تجاہل عارفانہ اختیار کیا اور اس فکر مین سوچا کرتا تھا کہ خفیہ طور پر ان خیانت شعارون کو معقول سزا دی جائے اور راز بھی افشا نہو۔ دوسرے روز موافق معمول کے جبکہ مسند حکومت پر جلوہ فرما ہوا۔ اور امورات ملکی و مالی کے انتظام سے فراغت ہوئی تو وزیر سے تخلیہ کیا ہر چند کہ کار فرماے عقل یہ کہتا تھا کہ یہ راز سربستہ وزیر سے بھی پوشید رکھا جاے اور جو دل مین آئے وہ کر گذرے لیکن باقتضاے بیصبری و اضطراب ماجراے شب گذشتہ اور اپنا عندیہ زبان پر لایا اور اپنے مافی الضمیر کو وزیر سے ظاہر کر دیا۔ وزیر نے صلاح دی کہ ان کو قتل کر دینا چاہیے اور یہ راے قرار پائی کہ دونون کو شربت زہر آمیز سے ذائقہ مرگ چکھا دیا جائے اور اس طرح کہ کسی کو کانون کان خبر نہونے پائے تاکہ پردۂ ناموس چاک نہ ہو اور بدنامی کا رشتہ منقطع نہو جائے بجز شاہ و وزیر کے دوسرا اس اسرار سے واقف نہونے پائے۔ غرضکہ یہ بات قرار پاگئی اور بعد برخاست وزیر اپنے مکان پر آیا دیکھا تو بیٹی کو بہت رنجیدہ اور کبیدہ خاطر پایا۔ سبب آزردگی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسی عورت بدکار نے لڑکی کو سر محفل سخت و سست باتین کہین ہین جس سے مغموم ہو رہی ہی۔

وزیر نے بیٹی کی تسلی کی اور خشمناک تو ہو ہی رہا تھا اسکی زبان سے نکل گیا کہ تو کچھ رنج والم نکر کیونکہ عنقریب اسکی شمع حیات گل ہوا چاہتی ہی اور غنچۂ عمر اسکا صرصر اجل سے پژمردہ ہوا چاہتا ہی۔ لڑکی نے حقیقت حال دریافت کی وزیر نے دلداری کی راہ سے اس راز سربستہ کو مجمل طور پر کچھ ظاہر کر کے اُسکے مخفی رکھنے مین بیٹی سے بہت مبالغہ کیا وزیر کی لڑکی یہ خوشخبری سنکر باہر آئی اُسیوقت ایک کنیز بھی خاتون مکارہ کیطرف سے عذر خواہی کے لیے آئی دختر وزیر بولی کہ کچھ رنج والم کی ضرورت نہین ہی اگر خاتون نے بیوجہ مجکو ذلت دی ہی تو اُسکی یاداش بھی بہت جلد پا جائے گی خادمہ نے نہایت خوش ہو کر پوچھا کہ کیا ماجرا ہی اُسکی بدمزاجی اور سخت کلامی سے مین بھی بہت عاجز ہون اور میری بھی تمنا ہی کہ کسی طرح اس سے خلاصی پاؤن۔ لڑکی نے کہا اگر تو اس راز کو کسی پر ظاہر نکرے اپنے دل مین پوشیدہ رکھے تو تجھے کہون کنیز نے قسمین شدید کھائین اور اقرار کیا کہ مین ہرگز اس راز کو زبان پر بھی نہ لاؤن گی اپنے دل مین پنہان رکھونگی آپ کچھ اندیشہ نکرین چنانچہ دختر وزیر نے کنیز سے کل حال بیان کر دیا۔ کنیز واپس گئی اور خاتون سے سنے من وعن حال ظاہر کیا۔ خاتون نے اپنے آشنا سے سارا حال کہہ سنایا اُسکی صحبت کے چند اوباش اور وہ ملکہ خفیہ طور پر حاکم کشمیر کے سامنے آئے اور اُسکے سفینۂ حیات کو بادِ مخالف ممات سے غریق بحر فنا کر دیا۔ اسوجہ سے کہ حاکم کشمیر نے اپنا راز دوسرے سے بیان کیا آخر کو ذائقہ موت چکھا اور جان شیرین کو برباد کیا۔ اس حکایت کے بیان کرنے سے مطلب یہی ہی کہ ہرگز اپنا راز کسی پر ظاہر نہ کرے۔ امیر زاغان نے پوچھا کہ اخفاے راز کیونکر کرنا چاہیے کارشناس نے عرض کیا کہ راز پنہان کے مخفی رکھنے مین اسقدر مبالغہ کرنا چاہیے کہ گویا خود ہی اس راز سے واقف نہین ہی

مہر خموشی لبون پر لگا دینا چاہیے اور صندوق سینہ مین مقفل کر کے نگاہ رکھنا فرض ہی
حاکم یہ بات سنکر خلوت خانہ مین چلا گیا اور کارشناس کو طلب کر کے اُس سے پوچھا کہ
مابین ہمارے اور بومون کے جو عداوت پیدا ہوئی ہی اسکا باعث کیا ہی وزیر نے
عرض کیا کہ زمانہ سابق مین کسی کوے نے بومون کے حق مین ایسا کلمہ کہدیا تھا
کہ اُسکی کدورت ابتک اُنکے دلون مین قائم ہی کسی طرح وہ کینہ دیرینہ نہین نکلتا
امیر نے پوچھا کسطرح کارشناس نے بیان کیا۔

حکایت ایک وقت مین بہت سے پرندے جمع ہوئے اور آپس مین مشورہ کرنیلگے
کہ ہماری جماعت مین ایک حاکم مقرر ہونا چاہیے تاکہ ہماری امداد بوقت ضرورت کیا
کرے اس تجویز پر اگر ایک پرند کسی طائر کو بادشاہت کے لیے انتخاب کرتا تھا تو دوسرا
اُسکو ردکرتا تھا آخر کار بوم کی نوبت آئی ایک فرقہ کی یہ راے قرار پائی کہ بوم اپنا حکمران
بنائین چنانچہ اس امر کی رد و قدح سے آپس مین تنازع ہوا آخر سب اس بات پر
متفق ہوئے کہ کسی غیر جنس سے جو اس فرقہ مین داخل نہین ہی دریافت کر کے اُسپر عمل
کرین حسب اتفاق ایک زاغ کہین دور سے چلا آتا تھا اُنکو نظر پڑا سب نے کہا کہ یہ
نہ ہماری قوم کا ہی نہ اس مجلس کے حال سے کچھ واقف ہی ایک ثالث بالخیر ہی کسی کی
جانب داری نکرے گا اس سے راے لین غرضکہ یہ تجویز پختہ ہو گئی اور کوے کو بلا کر
اُس سے صورت حال سب بیان کی اور طالب صلاح کار ہوئے کوے نے حال سماعت
کر کے جواب دیا کہ یہ تجویز کمال شرم اور بے عزتی کی دلیل ہی اور یہ سوداے خام تمھارے
دماغون مین سما گیا ہی کہ بوم شوم کو اپنا فرمانروا بنانا تجویز کرتے ہو اُسکو سلطنت
اور جہانداری سے کیا مناسبت اور حکومت و جہانبانی سے کیا تعلق باز بلند پرواز

گیا دنیا سے مفقود ہوگیا اور ہمارے سعادت نشان کہاں چلا گیا طاؤس خوش منظر کیا نیست و نابود ہی اور عقاب والا مراتب کو کیا لاحق ہوا اگر یہ تمام پرند جہان سے نیست و نابود ہوگئے ہین تو تمھارے حق مین بہتر یہ تھا کہ بے بادشاہ کے حاجت روائی کرتے اور بوم کا حلقہ اطاعت گردن مین نہ ڈلتے کیونکہ وہ کریہ منظر ہونے کے علاوہ ناقص العقل بھی ہی اور باین ہمہ اپنے کبر و غرور سے باز نہین رہتا۔ بالفرض اگر اُسکو اپنا بادشاہ بھی بنایئن تو اُسکا کیا علاج ہوسکتا ہی کہ نیر اعظم جو باعث حیات عالم ہی اُسکے نور سے یہ محروم ہی پس مناسب یہ ہی کہ ان نافہمیون سے درگذرو اگر تمکو اپنے گروہ مین کسی کو حکمران بنانا منظور ہی ہی تو یہ تجویز بہت قرین قیاس ہی کہ جو کوئی حادثہ یا امر اہم درپیش ہو تو اسکو عقل آرائی سے بوجہ احسن انجام دو جیسا کہ اُس خرگوش نے اپنے کو رسول ماہ بنایا اور عقل سلیم اور تدبیر صائب کے وسیلہ سے بلائے عظیم کو اپنے اوپر سے دفع کیا۔ مرغون نے دریافت کیا وہ کیونکر ہی کوّے نے بیان کیا۔

حکایت ایک سال ہاتھیون کے ملک مین امساک باران کی وجہ سے خشک سالی ہوگئی ہاتھیون نے تشنگی کی شدت سے تنگ آکر اپنے بادشاہ سے فریاد کی بادشاہ نے حکم دیا کہ جاسوس چہار طرف روانہ کیے جایئن اور جہان پانی کی کثرت ہو اُس مقام کی خبر لایئن چنانکہ ہرکارے اطراف و جوانب مین تلاش کرنے کے لیے روانہ ہوئے تجسس کرتے کرتے ایک چشمہ پر وارد ہوئے جسکو چشمہ ماہ کہتے تھے اور وہ بہت عمیق تھا اور پانی اُسمین نہایت صاف اور شفاف بھرا ہوا تھا۔ بادشاہ اپنے خدم وحشم سمیت اُن کی رہنمائی کے بموجب اُس چشمہ پر گیا حوالی چشمہ مین خرگوشون کا ایک گروہ قیام پذیر تھا فیلون کی آمد و شد سے اُن کو بڑی تکلیف کا سامنا ہوا ایک روز کل خرگوشون نے

بالاتفاق اپنے پادشاہ کے حضور مین جاکر عرض کیا کہ ای ملک تخت نشینی اور تاجپوشی
عدل وانصاف کے لیے ہی نہ عیش وعشرت کے واسطے اب وہ وقت ہی کہ ہمارا انتقام
ہاتھیون سے لے اور دادرسی ہماری کرے بادشاہ نے کہا کہ یہ بات کوئی سہل نہین ہی کہ بطور سرسری
بلا فکر و تامل اس کام مین مداخلت کر سکون بلکہ یہ امر مناسب معلوم ہوتا ہی کہ تم مین سے جو کوئی زیور
عقل و خرد سے آراستہ و پیراستہ ہو وہ حاضر ہوکر مشورہ دے چنانچہ خرگوشون کی جماعت مین سے ایک
تیز ہوش بہروز نامی خرگوش تھا وہ یہ کلام سنکر آگے بڑھا کہ مجکو بطور ایلچی گری بادشاہ فیلان کے
پاس بھیجد یجیے بادشاہ نے فرمایا کہ تجکو مبارک ہو جاؤ لیکن یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ ایلچی گویا
بادشاہ کی زبان ہوتا ہی جو کچھ ایلچی گفتگو کرتا ہی وہ بادشاہ کا قول ہوتا ہی پس بہروز بادشاہ سے
رخصت ہوکر باہر آیا اور بعد غور و تامل کے شام کا منتظر رہا جب کہ ماہ شب افروز نے اس
خاکدان ظلمانی کو منور کیا خرگوش بادشاہ فیلان کے جانب روانہ ہوا اور اسنے اپنے
دل مین خیال کیا کہ یہ ظالم بڑے کوہ پیکر اور زبردست ہین ان سے بچنے کی کوئی تدبیر
کرنا چاہیے کیونکہ یہ سرمست بادہ نخوت ہین یہ کسیکی پرواہ نہین کرتے اسوجہ سے یہ بہتر معلوم
ہوتا ہی کہ ایک بلندی پر چڑھکر دور سے پیغام رسانی ادا کرون اگر منظور کرین تو فہو المراد
ورنہ اپنی جان بچاکر بھاگ جاؤن پس ایک بلند مقام پر چڑھکر اسنے آواز دی کہ
ای بادشاہ فیلان مین پیغامبر ماہ کا ہون بادشاہ فیلان نے پوچھا کہ ماہ کا کیا پیغام
لایا ہی بہروز نے جواب دیا کہ ایلچی کا قول و فعل مثل بادشاہ کے حکم کے ہی اسپر کوئی الزام
عائد نہین ہوتا ہی ای بادشاہ فیلان تو خوب جانتا ہی کہ ماہ بازار شب کا امیر اور شہریار
روز کا نائب ہی اگر کوئی اسکے خلاف درزی کرے گا اور اسکا پیغام گوش ہوش سے
سماعت نہ کریگا تو گویا تیشہ اپنے پانون پر مارے گا اور باعث اپنی ہلاکت کا ہوگا ملک فیلان

یہ کلام سنکر اپنے مقام سے نکل آیا اور پوچھا کہ پیغام ماہ کا مضمون بیان کر بہروز نے جواب دیا کہ
ماہ کے پیغام کا مطلب یہ ہی کہ جو شخص اپنی طاقت و توانائی کے گھمنڈ مین مغرور و متکبر ہوتا ہی
اور زیر دستون اور کمزوردون پر ظلم و جور روا رکھتا ہی وہ خود اپنے آپ کو گرداب ہلاکت مین ڈالتا
ہی اور تو نے اس زعم مین کہ اور جانورون سے مین قوی الجثہ ہون ہمارے چشمہ پر قابض ہونیکا
قصد کیا اور اپنے لشکر کو اس مقام پر لایا اور اس پانی کو بالکل تیرہ اور کدورت آمیز کر دیا اور
ایک کھل بلی مچا دی کیا تو نہین جانتا کہ جو کوئی یہان آتا ہی وہ جان بسلامت نہین لیجاتا
پس مین از راہ مہربانی و عنایت جو پیغام تجھے بھیجتا ہون اُسپر توجہ کر کے اپنے ملک کیطرف
واپس جائیگا تو تیرے حق مین بہت بہتر ہی ورنہ مین بذات خاص آکر تجھے ضرور ہلاک کرونگا
اور اگر اس پیغام مین تجھے کچھ شک وشبہہ ہو تو فی الفور یہان چلا آ کہ مین اپنے چشمے مین
اسوقت موجود ہون بادشاہ فیلان اس کلام کو سنکے بہت متعجب ہوا اور بجانب چشمہ روانہ ہوا اور
ماہ کا عکس پانی مین دیکھا بہروز بولا کہ ای بادشاہ تھوڑا پانی اُٹھا کر منہ دھو اور سجدہ کر تا کہ ماہ تجھسے راضی و خوشنود ہو کر
بلطف و کرم تجھپر مہربانی کی نظر کرے ہاتھی نے سونڈ بڑھا کر پانی اُٹھایا اسمین ایک جنبش پیدا ہوئی ہاتھی نے
خیال کیا کہ بیشک ماہ اسوقت غیظ و غضب مین ہی فوراً پکارا کہ ای ایلچی بموجب تیرے
قول کے مین نے سونڈ پانی مین ڈالی تو ماہ کو اضطراب کی حالت پیدا ہوگئی بہروز نے عرض
کیا کہ فی الواقع ماہ نہایت بیقرار ہوگیا اب تو جلد سجدہ کر تا کہ غصہ ماہ کا فرو ہو جاسے
ملک فیلان نے قبول کر کے سجدہ کیا اور کہا کہ آیندہ مین اس چشمہ پر نہ خود آؤنگا نہ اور
ہاتھیون کو آنے دونگا یہ کہکر وہان سے معاودت کی اور مع اپنے خدم و حشم کے اپنے جزیرہ
کی طرف چلا گیا بہروز یہ خوشخبری لے کر اپنے بادشاہ کے پاس حاضر ہوا اور یہ مژدہ سنایا کہ
اس تدبیر سے اس بلاے سیاہ سے تمام خرگوشون کو نجات ملی کوتے نے کہا کہ مقصود اس

داستان کے بیان کرنے سے یہ ہی کہ تمھارے گروہ مین ایک ایسا خردمند ہونا ضرور ہی کہ
جو بوقت حاجت معقول تدبیر عمل مین لائے اگر فی الحال کوئی زیرک تمھارے مشورہ مین شامل
ہو کر غور کرتا تو کبھی یہ راے نہ دیتا کہ بوم شوم کو اپنا حکمران بناؤ پس بادشاہ کے لیے وفادار
ہونا ضروری امر ہی ورنہ مجبور رعایا پر ہمیشہ مصیبت نازل رہے گی جیساکہ اُس بلی سے چکور
اور تیہو کو ہوئی کوّے نے کہا کسطرح اُسنے بیان کیا۔

حکایت ایک دامن کوہ مین ایک درخت پر میرا آشیانہ تھا میرے ہمسایہ مین ایک چکور
کا مسکن تھا جسے دیکھکر مجھے نہایت خوشی حاصل ہوتی تھی اتفاقًا وہ کسی سمت کو چلی گئی اور
عرصہ دراز تک اُسکا کہین سراغ نہ ملا تب یقین کامل ہوگیا کہ وہ ہلاک ہوگئی اسکے بعد ایک
تیہو نے آکر اُسی کے آشیانہ مین سکونت اختیار کی بعد چند مدت کے چکور پھر آئی اور دوسرے کو
اپنے آشیانہ مین دیکھکر بولی کہ میرا مسکن خالی کر دے تیہو نے کہاکہ اب مین اس مقام پر قابض
ہون اگر تیرا کچھ حق ہی تو ثبوت پیش کر القصہ دونون مین تنازع کی صورت قائم ہوئی
ہر چند مین نے اسباب صلح کے پیدا کیے لیکن کچھ مفید مطلب ہوئے آخرالامر یہ تصفیہ قرار
پایا کہ اس مقدمہ کو ایک حاکم عادل کے محکمہ مین دائر کرین چکور نے کہاکہ یہان سے قریب ایک
بلی رہتی ہی جو نہایت پرہیزگار خداترس کم آزار ہی اسکے پاس چلنا چاہیے تاکہ بوجہ احسن
اسکا فیصلہ کر دے دونون فریق اسپر راضی ہوکر اُسکی جانب روانہ ہوئے اور مین بھی انکے
عقب مین چلا کہ ان کا احوال دیکھون۔ گربہ مسکین نے جب کہ ان کو دیکھا سالوسانہ تسبیح و
تہلیل مین مشغول ہوئی چکور اور تیہو نے اسکے ظاہری افعال گندم نمائی اور جوفروشی کو
دیکھکر ازراہ تعجب کچھ توقف کیا جب کہ بلی کو تمجید و تحمید سے فراغت ہوئی تو چکور اور تیہو نے
اپنا دعوی پیش کیا گربہ نے کہاکہ اے جوانو مین اب ضعیف ہوگئی ہون اپنے اعضا جسمانی

چشم وگوش وغیرہ کی کمزوری سے نقاہت مجھپر طاری ہی نہ تمھاری باتین اچھی طرح سن سکتی ہون
نہ تمھارا چہرہ بخوبی دکھائی دیتا ہی اسلیے قریب آؤ کہ مین دونون کے استغاثہ سے باحسن وجوہ
واقف ہو کر کوئی حکم مناسب دون جب یہ دونون بے خوف وخطر نزدیک آئے بلی نے ایک ہی
جست مین دونون پر حملہ کر کے اپنے مطبخ معدہ کو انکے لذیذ گوشت سے گرم کیا اور نوش جان
کر گئی - یہ داستان اس غرض سے بیان کی گئی ہی تا کہ بخوبی معلوم ہو جائے کہ بیوفاؤن پر
اعتماد کرنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہی - بوم شوم کا کام فریب اور نفاق سے ہمیشہ ملار ہتا ہی
اور انکے عیوب سے تمام عالم واقف ہی اور سب کا اسپر اتفاق ہی - مرغون نے اس کلام کو
سنکر اپنے ارادہ کو فسخ کر دیا اور بوم شوم کو بادشاہ بنانے کا قصد ترک کر کے اس تجویز سے
باز رہے - بوم نے غصہ مین آکر کوّے سے کہا کہ اوکلموہے بے حیا و بے شرم مجکو کینہ جو
فتنہ پرداز بتاتا ہی آج سے ہمارے اور تیری قوم کے درمیان مین ایسا تخم نفاق جما ہی
کہ جس کی بیخ تحت الثری تک اور شاخین تا بہ فلک پہونچ گئی ہین کوا یہ کلام سنکر نہایت
پشیمان ہوا کہ ناحق بے سمجھے بوجھے ایسا کام کیا اور اپنے قوم کے واسطے عداوت کی بنیاد
قائم کر کے دشمنان جنگجو کو برانگیختہ کیا مجھکو مرغون کی نصیحت اور دخل در معقولات دینے
سے کیا حاصل تھا یہ مقولہ صحیح ہی کہ زبان کو مثل تیغ آبدار بنانے سے یہ مقصود ہی کہ بضرورت
اسکو نیام دہن سے باہر نہ نکالے ورنہ اپنا گلا اپنے ہاتھ سے کاٹنا ہی ؎

جراحتے کہ ز تیغ زبان رسد بردل	بہ ہیچ مرہم بر احست نکو نخواہد شد

پس ہم مین اور بومون مین عداوت قائم ہونے کا یہی باعث ہی - بادشاہ نے کہا کہ اے
کارشناس اب ہمارا تحفظ کس تدبیر سے ہو سکتا ہی - کارشناس نے کہا کہ وزرا اسے
روشن رائے نے جنگ و صلح اور ترک وطن اور قبول باج وخراج وغیرہ کی جو کچھ تجویزین

کی ہین اُن مین سے ایک بھی مجکو پسند نہین ہی جس کام مین راستی سے کامیابی حاصل ہونے کی امید نہین ہی اُسمین حیلہ و فریب سے کارروائی کرنا ضرور ہی چنانچہ ایک زاہد سے فربہ گوسفند کو ایک ہی حیلہ مین چور لے گئے بادشاہ نے دریافت کیا کہ وہ کیونکہ ہی کارشناس نے بیان کیا۔

حکایت ایک زاہد نے ایک گوسفند فربہ خرید کی اور رسی اُسکے گلے مین ڈال کر اپنے عبادت خانہ کی طرف لیے جاتا تھا چورون نے اُس گوسفند کو موٹی تازی دیکھکر ارادہ کیا کہ کسی ترکیب سے زاہد کو فریب دیکر یہ بکری لینا چاہیے اور آپس مین یہ صلاح کی کہ بکری حاصل کر کے بھاگ جائین غرضکہ اس امر کی تعمیل مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا مگر کوئی موقع و محل ان کے ذہن نشین نہین ہوتا تھا آخرکار سب کی رائے نے اس بات پر اتفاق کیا کہ مکر و حیلہ سے کام نکالین پس ان مین سے ایک آگے بڑھا اور کہا کہ ای مرد پیر اس کتے کو آپ کہان سے لیے آرہے ہین دوسرا بولا کہ اس کتے کو کہان لے جائیے گا تیسرے نے کہا کیا آپ کو شکار کا شوق پیدا ہوا ہی جو کتے کو ساتھ رکھتے ہو۔ چوتھا بولا کہ اس کتے کو کسقدر دامون مین خرید کیا ہی۔ ایک کہتا تھا کہ ایسا کتا شبان لوگ اپنے پاس رکھتے ہین دوسرے نے ازراہ طنز کہا کہ یہ لباس زہد و تقوی سے ملبوس ہونا اور یہ نجس العین جانور سے ہاتھ اور جامہ ناپاک کرنا کیا نازیبا ہی غرضکہ اسیطرح ہر ایک اپنی اپنی مختلف گفتگو کرتا تھا جس سے زاہد کے دل مین بھی شک پیدا ہوا اور خیال باطل نے زاہد کو وسوسہ مین ڈالا کہ اس جانور کے فروشندہ نے شاید سحر سے نظربندی کردی جو کتا میری نظر مین گوسفند معلوم ہوا بس فی الفور بکری کو وہین چھوڑ دیا اور فروشندہ کی طرف چلا ادھر اُس کا جانا تھا کہ چورون نے گوسفند کو پکڑ لیا اور روانہ باشند ہوگئے۔ دیکھو فریب نے زاہد کا گوسفند

گم کیا اور قیمت سے بھی محروم رہا۔ یہ داستان بیان کرنے سے مقصود ہو کہ ہم بھی حیلہ سازی کا طریقہ اختیار کرین ملک زاغان نے کہا کہ جو کچھ تو نے تدبیر سوچی ہو وہ بیان کر کہ اُسی کے مطابق عمل کیا جائے۔ کارشناس نے جواب دیا کہ مین اپنے نفس کو اس کام کے انجام دینے مین فدا کرونگا کیونکہ ایک شخص کی ہلاکت سے اگر باعث بہبودی جماعت کثیر ہوتی ہو تو نہایت پسندیدہ ہی مصلحت وقت یہی ہو کہ بادشاہ مجلس عام مین مجھپر عتاب ظاہر کرین اور حکم دین کہ اسکے بال و پر نوچکر خون آلودہ و زخمی اُسی درخت کے نیچے جہان میرا آشیانہ ہو ڈالدین اور آپ مع لشکر روانہ ہوجائین اور فلان مقام پر قیام کرکے میرے آنے کے منتظر رہین تاکہ مین دام مکر و حیلہ کا اُن کے راہ مین بچھا کر آؤن۔ پس بادشاہ خلوت سے غصہ مین بھرا ہوا اور صورت ہولناک بنائے ہوئے باہر آیا۔ کل لشکر اس انتظار مین تھا کہ دیکھین بادشاہ کی اور وزیر کی صحبت تخلیہ سے کیا تجویز قرار پاتی ہی اور شاہد مقصود کس پہلو پر کرسی نشین ہوتا ہی جب کہ بادشاہ کی نظر غضب آلود دیکھی سب دریاے حیرت مین غرق ہوگئے بادشاہ نے حکم دیا کہ اس نمکحرام کارشناس کے پر و بال نوچ ڈالو اور اسکو خون آلودہ کرکے درخت کے نیچے ڈالدو چنانچہ حسب الحکم اُسکے پر و بال نوچکر چھوڑ دیا اور آپ مع فوج و لشکر و حشم و خدم جہان قیام کی راے قرار پائی تھی اُسطرف روانہ ہوا۔ رات کے وقت بومون کا بادشاہ اس خیال سے کہ کوے کل رات کے شبخون کرنے سے بہت خستہ حال و شکستہ بال ہوگئے ہین اگر آج بھی اُنپر دوسرا شبخون مارا جائے تو بالضرور کام انکا تمام ہوجائے گا۔ الغرض شبخون کے قصد سے کوون کے مسکن کیطرف روانہ ہوئے جب کہ بومون کا فوج و لشکر اُسمقام پر پہونچا تو دیکھا کہ کوون کا کہین نام و نشان بھی نہین ہی نہ کوئی خبر اور اثر ظاہر ہوتا ہی ہان صرف کارشناس ایک درخت کے تلے بحالت خستہ و خراب خون آلودہ اور پر و بال شکستہ پڑا ہوا تڑپ رہا ہی اور

آنکھون سے آہستہ آہستہ آنسو روان ہین ایک بوم نے جو یہ حالت زار کارشناس کی دیکھی اور صداے گریہ سنی تو اپنے بادشاہ کو جاکر اطلاع دی بادشاہ بومان چند مقربان بارگاہ کو ہمراہ لیکر اُسکے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی۔ کارشناس نے اپنا نام ونشان عہدہ ومنصب کی کیفیت بتقریر دلپذیر عرض کی یہ وزیر تو تھا ہی کل صحبتون کے رنگ دیکھے ہوئے اور کل مراتب شاہی اور آداب سلطانی سے واقف "لہذا اِس طرز سے یہ معرض بیان مین لایا کہ بومون کے بادشاہ نے بنظر توجہ اُس سے پوچھا کہ جب تو وزیر باتدبیر اور مشیر امور سلطنت تھا تو کونسا ایسا جرم تجھ سے سرزد ہوا جسکے پاداش مین یہ حال تیرا کیا گیا۔ کارشناس عرض پیرا ہوا کہ بادشاہ سلامت میری جانب سے بدظن ہوگئے اور افترا پردازون وحاسدون کو موقع مل گیا اُنھون نے سخن آرائی کرکے مجھکو اس حال خراب مین مبتلا کرایا بادشاہ بومان نے دریافت کیا کہ بلاوجہ تو بدگمانی ہو نہین سکتی آخر برہمی مزاج شاہی کا باعث کیا ہوا کارشناس نے عرض کیا کہ شبخون کے بعد تمام وزیرونکو طلب کیا اور کہا کہ اب کیا تدبیر کی جائے مین نے عرض کیا کہ بومون سے ہمین جنگ کا یارا نہین ہی مصلحت وقت اسکی مقتضی ہی کہ ایلچی خدمت شاہ بومان مین بھیجکر مصالحت کی بنا قائم کی جائے بادشاہ اس تجویز سے نہایت ناراض ہوا اور برہم ہوکر یہ حال میرا کیا گیا جو تو دیکھتا ہی۔ شب آہنگ نے پوچھا کہ آخر اُنکا ارادہ کیا تھا کارشناس نے کہا کہ اُن کا قصد جنگ دیپکار کا ہی ملک بوم نے اپنے ایک وزیر سے استفسار کیا کہ کارشناس کے بارہ مین تیری کیا راے ہی اسنے کہا کہ اِس کو ہلاک کر ڈالنا مناسب ہی اس نظر سے کہ اسکے کلام سے بوے نفاق پیدا ہی اگر یہ آتش شعلہ زن ہوئی تو اُسکا فرو ہونا مشکل ہی کارشناس اس تقریر کو سنکر رونے لگا اور کہا

مرا خود دل در دمندست در یش
تو اپندم نمک بر جراحت مریش

دوسرے وزیر نے کہا کہ اسکا قتل کرنا آئین مروت کے بالکل برخلاف ہی جب کہ ایک شخص درماندہ اور پا افتادہ ہی اور امان چاہتا ہی تو اُس کو پناہ نہ دینا مقتضائے مروت نہین ہی دشمن کی تالیف قلوب کرنا ہر طرح مناسب ہی بادشاہ نے فرمایا کہ تبفصیل اسے بیان کر وزیر دوم گویا ہوا۔

حکایت ایک تاجر تھا نہایت مالدار مگر عیب یہ تھا کہ بخیل اور کریہ منظر تھا مگر عورت اُسکی حسن و جمال مین بے نظیر تھی شوہر ہزار جان سے اُس پر والہ و شیدا تھا لیکن وصل پر وہ راضی نہین ہوتی تھی ہر چند کہ شوہر طالب وصل تھا مگر وہ انکار ہی کرتی تھی۔ ایک شب کو ایسا اتفاق ہوا کہ چور اُس کے مکان مین آئے عورت جاگتی تھی مگر مارے خوف کے شوہر سے لپٹ گئی چور تو جاگ ہو جانے کی وجہ سے فرار ہو گیا مگر سوداگر نے بحالت سرور یہ مصرعہ پڑھا ع

کین بہ بیداری ست یارب یا بہ خواب

بادشاہ نے وزیر سوم کی رائے دریافت کی اس نے عرض کیا کہ خلعت دے کر اس کی پرورش کی جائے کیونکہ عاقلون کا قول ہی کہ خاطر و تواضع سے دشمن کی جماعت مین تفرقہ ڈالنا چاہیے ــ

چو در لشکرِ دشمن اُفتد خلاف
تو بگذار شمشیر کین در غلاف

جیسا کہ دزد اور دیو کی مخالفت نے زاہد کی جان بچائی بادشاہ نے دریافت کیا کہ وہ کسطرح ہی بیان کر

اُسنے یون بیان کرنا شروع کیا۔

حکایت ایک زاہد صبح و شام عبادت الٰہی مین مصروف رہتا تھا ایک مرید نے ایک بھینس بطور نذر پیش کی ایک چور نے ارادہ کیا کہ زاہد کی بھینس کسی ترکیب سے لینا چاہیے چنانچہ اس ارادے سے زاہد کے گھر گیا راہ مین ایک دیو اسکو مل گیا چور نے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان جاتا ہی جواب دیا کہ مین دیو ہون فلان زاہد کو قتل کرنے کے لیے جاتا ہون چور نے بھی اپنا ارادہ ظاہر کیا اب دونون مل کر زاہد کیطرف چلے چور کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر دیو نے پہلے اپنا وار کیا تو ہمسایہ کے لوگ جاگ اُٹھینگے اور میرا کام ناتمام رہجائیگا اسیطرح دیو نے بھی سوچا کہ اگر چور نے پہلے چوری کی تو مین محروم رہجاؤنگا اسوجہ سے دونون مین اختلاف پیدا ہوا اور اس شور و شغب مین زاہد کی آنکھ کھل گئی ؎

چو در لشکر دشمن اُفتد خلاف
ترا تیغ باید کشید از غلاف

جب کل وزیرون کی یہ راے ہوئی تو وزیر اول نے پریشان ہوکر کہا کہ تمھارا حال مثل اُس بڑھئی کے ہوا چاہتا ہی۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ اُس کا حال کیونکر ہی اُس نے بیان کیا۔

حکایت ایک بڑھئی عقل و خرد سے بالکل معرا تھا اسکی عورت کسی مرد سے ناجائز تعلق رکھتی تھی لوگون نے اس امر سے نجار کو آگاہ کیا اور وہ تحقیق احوال کی طرف متوجہ ہوا۔ شام کے وقت اسنے یہ ظاہر کیا کہ مجکو ایک ضرورت سے فلان گاؤن مین جانا ہی اسوجہ سے مین دو تین دن نہین آؤنگا یہ کہکر پوشیدہ طور پر پھر گھر ہی مین چھپ رہا عورت نے جانا کہ وہ تو گاؤن چلا گیا ہی اب اپنا کام کرنا چاہیے چنانچہ اس نے اپنے دوست کو بلایا اور

اُسکے ساتھ مصروف عیش وعشرت ہوئی جب کہ دونون سرمست بادہ طرب ہوئے تو اسکو کچھ آہٹ سی معلوم ہوئی اسنے آشناسے کہا کہ تو مجھ سے پوچھ کہ تو کسکو زیادہ چاہتی ہی جب اُسنے پوچھا تو عورت کہنے لگی اگرچہ خواہش نفسانی تجھسے پوری کرلیتی ہون مگر شوہر کو زیادہ عزیز رکھتی ہون اور دلی محبت مجکو اُسکے ساتھ ہی بڑھئی جو گوشہ مین چھپا ہوا بیٹھا تھا یہ کلام عورت کا سنکے بہت خوش ہوا اور اس حرکت سے کچھ متعرض بھی نہوا یہانتک کہ آشنا عورت کا چلاگیا بڑھئی صبح کو عورت سے اختلاط کرتا رہا اور اپنی رضامندی وخوشی ظاہر کی اور اُسکی بدچلنی کو معذوری پر محمول کیا وزیر نے کہا کہ تم بھی نجار کی طرح دھوکا کھاؤگے دشمن جب مجبور ہوجاتا ہی تو ہر طرح سے اپنا مطلب حاصل کرنے کی فکر کرتا ہی۔ کارشناس نے کہا کہ اِی یار بے وفا میری مصیبت کو مکر سے کیا تعلق ہی وزیر نے کہا کہ تو نے عمداً اپنا یہ حال بنایا ہی اکثر ایسا اتفاق ہوا ہی کہ دشمن کو ہلاک کرنے کی غرض سے لوگون نے اپنے کو ہلاک کیا ہی مثل اُس بندر کے ملک بومان نے پوچھا کہ وہ کیونکر ہی اُس نے بیان کیا۔

حکایت ایک جزیرہ مین جو نہایت سرسبز وشاداب تھا اور میوہ ہاے تر وتازہ اُسمین بہت خوب ہوتے تھے بندرون کا ایک گروہ وہان مقیم تھا ایک روز ایک ریچھ کا بھی گذر اُس مقام مین ہوا اور میودن کو دیکھکر خرس کو ہوس پیدا ہوئی بندرون کی جماعت کو متفرق کرنے کا قصد کیا بندرون نے غوغا کرکے اُسکو گھیر کر خوب زخمی کیا ریچھ بھاگ کر اپنی قوم مین آیا اور مدد کا خواہان ہوا سب نے متفق ہوکر یہ راے قائم کی کہ بندرون پر شبخون مارکر اپنا انتقام لینا چاہیے۔ سب قوم اسپر آمادہ ہوگئی ؎

دو دل یک شود بشکند کوہ را		پراگندگی آرد انبوہ را	

اتنے عرصہ مین کہ شام ہوگئی اور ظلمت شب نے چہار جانب تاریکی پھیلا دی ریچھ پہاڑ پر سے
اُترا تر کر بندرون کے جزیرے کی طرف روانہ ہوئے حسب اتفاق بندرون کا بادشاہ اسوقت
کہین چلا گیا تھا ریچھون نے موقع پاکر باقی ماندہ اور موجودہ بندرون کو خوب مارا پیٹا اور جزیرہ
سے بھگا کر خود اُس مقام پر قابض و متصرف ہوگئے اور اُس ریچھ کو اپنا سرغنہ بنایا چند عرصہ
کے بعد بندرون کا بادشاہ آیا اور یہ حال دیکھکر اُسکو سخت تعجب ہوا بندرون کی جماعت مین
میمون نامے ایک بندر نہایت عاقل و خردمند تھا اُسنے کہا کہ مین اپنی جان سے ہاتھ دھوکر
مطلب حاصل کرونگا اب مصلحت وقت اسکی مقتضی ہی کہ میرے کان اور ہاتھ کاٹ کر وہین ڈالدین
اور بادشاہ مع اپنی جماعت کے کسی اور مقام پر چلا جائے تین چار دن کے بعد پھر اسی مقام پر
بفراغت تمام آکر آباد ہون اور اپنا جنگل قبضہ مین لائین غرضکہ اس تجویز کے مطابق عمل کیا گیا
اور میمون رات بھر نالہ و زاری کرکے زخمون کی تکلیف سے کراہتا رہا اسکی خبر ریچھ کے بادشاہ کو
ہوئی وہ ازراہ ترحم میمون کے پاس آیا اور اسکا حال دریافت کیا۔ میمون نے پہلے دعاے و ثناے
بادشاہی ادا کی بعد ازان عرض کیا کہ مین وزیر شاہ ہون یہ ہنگامہ جو واقع ہوا اسکے قلع و
قمع کے بعد مین نے بادشاہ کو یہ صلاح دی کہ اطاعت قبول کرنا چاہیے اس میری تجویز پر وہ اسقدر
برافروختہ ہوا کہ غیظ و غضب مین آکر میرا یہ حال کیا جو آپ مشاہدہ فرماتے ہین بادشاہ خراسان
نے پوچھا کہ جماعت بندرون کی اب کس مقام پر ہی اُسنے کہا کہ ایک بیابان مرد آزمائی ہی اُسمین
سب مجتمع ہو رہے ہین اور شبخون مارنے کا ارادہ رکھتے ہین بادشاہ یہ حال سن کے نہایت برہم ہوا
اور میمون کو ایک خرس پر سوار کرکے بغرض لینے انتقام کے اُس بیابان کی طرف روانہ ہوا جاتے
جاتے جب دوپہر کا وقت آیا اور بادسموم کے جھوکھون نے تمام صحرا کو کورہ آہنگران بنادیا اور
تمازت آفتاب انتہا درجہ تک پھیلگئی بادشاہ نے گھبرا کر میمون سے پوچھا کہ یہ کیسا بیابان ہی

جس کی ہیبت سے دل سینہ مین دھڑک رہا ہی میمون نے کہا کہ یہ میدان اجل ہی یہان سے
کوئی جانبر نہین ہوتا اتنے عرصہ مین بادسموم کا جھوکا ایسا تند و تیز آیا کہ جس نے سب کو جھلسا دیا
اور لوہ کے سبب سبکے سب بہین مر کر ڈھیر ہو گئے اس قصہ سے حاصل یہ ہی کہ اہل کینہ اپنا بدلہ لینے کی غرض سے
جان کی بھی کچھ پروا نہین کرتے اور زندگی سے دست بردار ہو کر اپنا انتقام لے لیتے ہین۔ بادشاہ
بوبان نے یہ تقریر سن کے کہا کہ یہ سراسر بیمہری ہی کہ ہماری ہوا خواہی اور خیر اندیشی مین کسیکو
اسقدر تکلیف پہونچے پس زاغ کو نہایت تعظیم و تکریم سے اُٹھائے گئے اور حسب الحکم شاہ بہت
عزت و توقیر سے اُسکو رکھا۔ وزیر نے کہا کہ اگر میری عرض قابل پذیرائی نہین ہی تو اس کے
ساتھ مثل دشمنون کے برتاؤ کیا جائے بادشاہ نے اس کی صلاح و تجویز سے متنفر ہو کر منھ پھیر لیا
اور منظور نہ فرمایا اور کارشناس اسکی خدمت مین کمال اعزاز و اکرام کے ساتھ بسر اوقات کرنے لگا
ایک روز عام دربار مین اسنے سر مجلس بیان کیا کہ کوون کے بادشاہ نے مجکو بلا سبب مبتلائے
تکلیف و آزار کیا ہی اسلیے میری خواہش یہ ہی کہ جبتک اُس سے انتقام اپنے کینے کا نہ لونگا
مجکو قرار نہ آئے گا۔ اور تا وقتیکہ زاغون کی صورت مین ہون کبھی فائز المرام نہونگا۔ جن
لوگون نے زمانہ کا نشیب و فراز دیکھا ہی اُنکا یہ مقولہ ہی کہ جب کوئی ستم رسیدہ آتش ظلم سے جلتا
ہی تو دعا اُسکی جلد مقرون باجابت ہو جاتی ہی اگر بادشاہ سلامت پسند فرمائین تو مجکو جلانے کا
حکم دیدین جب گرمی آتش محسوس ہوگی تو اُسوقت بصدق دل دعا کرونگا کہ ای پروردگار مجکو بوم
کی صورت مین متشکل کر دے اور قالب میرا بوم کی ہیئت پر ہو جائے اسطرح قابو پاکر بدلا اپنا لون
اُس مجمع مین بومون کا وزیر اول بھی موجود تھا اُسنے بیان کیا کہ یہ شعبدہ باز ہی ہر طرح کے
رنگ بدلتا ہی اسکا جوہر بہر صورت ناپاک رہیگا جیسا کہ اُس چوہے کا حال ہوا۔ بادشاہ متوجہ ہوا
کہ بیان کرو وہ حال کسطرح گذرا اسنے بیان کرنا آغاز کیا۔

حکایت ایک زاہد شب زندہ دار عبادت پروردگار مین مشغول رہتا تھا اور جو کچھ
بارگاہ ایزدی سے طلب کرتا تھا اُسکو ملجاتا تھا ایک چیل منقار مین چوہے کا بچہ دبائے ہوئے
پرواز کر رہی تھی کہ بچہ اسکی چونچ سے چھوٹ کر زاہد کے سامنے گر پڑا زاہد کو رحم آیا اور از راہ شفقت
اُسکے بارے مین دست دعا بلند کیئے مستجاب الدعوات نے دعائے زاہد قبول فرمائی وہ فوڑا ایک
لڑکی حسین ہوگئی ایک مرید کے سپرد کر دی کہ وہ فرزندون کی طرح اُسکی پرورش کرنیلگا
جبکہ وہ حد بلوغ کو پہونچی تو زاہد نے دختر سے پوچھا کہ تیرا نکاح کس کے ساتھ کیا جائے
اس نے جواب دیا کہ جو سب سے زیادہ زبردست ہو اُسکے ساتھ مین اپنا عقد منظور کرون گی
زاہد نے خیال کیا کہ ابر سے زیادہ کوئی زبردست نہین ہی لہذا اُس سے کہا ابر نے جواب دیا کہ
ہوا مجھ سے زیادہ توانا ہی جو مجھے دوش پر لیے لیے اُڑتی پھرتی ہی جب ہوا سے استدعا کی گئی تو
اُس نے کہا کہ پہاڑ سے مین بھی عاجز ہون جب عابد نے کوہ سے خواہش ظاہر کی تو اُس نے کہا
کہ چوہون سے مین بھی پریشان رہتا ہون وہ سب سے بڑھکر ہین دختر نے کہا بے شک جو ملا
سب پر غالب ہی وہی میرے نکاح کے لائق ہی زاہد نے پھر درگاہ باری تعالی مین دعا کی
وہ چوہیا ہوگئی اور ایک چوہے کے ساتھ چلی گئی کل شئ یرجع الی اصلہ کا
مضمون صادق ہوا زاہد اپنے کاشانۂ عبادت مین واپس آیا اور یاد الٰہی مین مصروف ہوا
اس داستان کے بیان کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہی کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف جاتی ہی
ہر چند وزیر نے نصیحت کی اور حکایات خردمندانہ دعاقلانہ ہر ایک پیرایہ مین بیان کیے
مگر بومون کے بادشاہ نے اصلا التفات نکی اور اُسکے پند و نصائح کو مطلق خیال مین
نہ لایا اور رفتہ رفتہ کوا محرم اسرار شاہی ہوگیا ایک روز پوشیدہ طور پر اپنے بادشاہ کے
پاس آیا اور عرض کیا کہ فلان پہاڑ مین ایک غار عمیق ہی دن کے وقت تمام بوم اُسی غار مین

مقیم رہتے ہین اور اُس غار کے متصل ایک انبار ہیزم خشک کا لگا ہوا ہی بادشاہ کو ون
کو حکم دے کہ غار کے دہانے پہ لکڑیان جمع کرین اور مین اُسپر آگ لاکر رکھ دون گا پھر
بادشاہ یہ حکم نافذ کرے کہ تمام جماعت زاغون کی ایک ہی ساتھ اپنے اپنے پرون کو
جنبش دے اس ترکیب سے نتیجہ یہ پیدا ہوگا کہ جو بوم غار مین رہے گا وہ دھوین سے
گھٹ کر ہلاک ہوجائیگا اور جو مضطرب ہوکر باہر نکلے گا وہ نذر آتش ہوکر جل بھن کے
رہ جائیگا۔ غرضکہ اس ترکیب سے کارشناس نے تمام بومون کو جلاکر خاک سیاہ کردیا
ایک بھی جانبر نہوا۔ ایک روز بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ تو مدت دراز تک بومون کی
صحبت مین رہا ہی اسنے جواب دیا کہ حضور وقت پر جو کچھ مناسب ہوتا ہی ہر متنفس وہی
کرتا ہی چنانچہ ایک مینڈک کا تذکرہ اسکا شاہد حال ہی سماعت فرمائیے۔

حکایت ایک سانپ بسبب ضعف پیری کے نہایت ناتوان ہوگیا تھا اسکے ذہن مین آیا کہ اس
صورت مین غذا کی فراہمی کے لیے اب کم آزاری اختیار کرنا چاہیے پس ایک چشمہ کے کنارے گیا
جہان مینڈک بکثرت رہتے تھے سانپ راستے مین خاک پر لوٹنے لگا ایک مینڈک کو اُسکے حال پہ ترس آیا
اور حال پوچھنے لگا اسنے جواب دیا کہ میری زندگانی مینڈک کے شکار پہ اب تک بسر ہوئی
ہی مگر ایک واقعہ ایسا درپیش ہوا کہ عمداً بھی اب شکار نہین کرسکتا حتی کہ مینڈک کا
بادشاہ بھی آیا اور سانپ نے اُس سے سرگذشت اپنی بیان کی کہ مین نے ایک مینڈک کو
شکار کرنے کا قصد کیا وہ بھاگ کر ایک زاہد کے مکان مین جا چھپا مین بھی گھسا زاہد کا
لڑکا سورہا تھا اُسکے پائون کے انگوٹھے کو مینڈک سمجھکر مین نے کاٹا اور وہ مرگیا زاہد نے
میرے مارنے کا ارادہ کیا مین جنگل مین بھاگتا جاتا تھا آخر کو زاہد نے بددعا دی کہ ای
پروردگار اسے ذلیل وخوار کر اور مینڈک کے بادشاہ کا مرکب بنا اور ہرگز یہ مینڈک پکڑ نسیر

قادر نہ ہو لیکن بادشاہ ازراہ ترحم جو کچھ تصدق اپنا مقرر کر دے وہ غنیمت سمجھ کر کھالیا کرے یہ دعا زاہد کی مستجاب ہوئی اور مین بادشاہ کے مرکب بننے کو آیا ہون - بادشاہ اپنا فخر سمجھ کر سانپ پر سوار ہوتا رہا ایک روز سانپ نے کہا کہ غریب پرور اس عاجز کی خوراک تجویز فرمائیے ورنہ بحالت گرسنگی کب تک سواری کے لائق رہون گا - مینڈک کے بادشاہ نے دو مینڈک روز ایک صبح اور ایک شام مقرر کر دیے اور سانپ بہ آرام تمام بسر اوقات کرنے لگا -

ہر کار کہ عار ست ملال افزاید
در حالتِ احتیاج بد نہ نماید

چنانچہ مین نے بھی صبر و شکر کر کے اسی پر قناعت کی بادشاہ نے کہا کہ بوم ہم کو کمزور جانتے ہون گے کارشناس نے جواب دیا کہ چار چیزون کی قلت بھی کثرت پر دلالت کرتی ہی (۱) یہ کہ جسقدر آگ زیادہ ہوگی یا کم ہوگی دونون مقدارون مین قوت جلانیکی یکسان ہوگی (۲) قرض خواہ مقدار مین کم ہو یا زیادہ شرم قرضخواہی ایک دینار مین اور ہزار دینار مین برابر ہی (۳) بیماری اس کی تکلیف بھی کمی اور بیشی مین مساوی معلوم ہوتی ہی - (۴) دشمن اگرچہ کیسا ہی حقیر کیون نہ ہو لیکن اُس سے ہرگز غفلت نہ کرنا چاہیے - سنا گیا ہی کہ ایک چڑے نے باوجود زبون اور قلیل الجثہ ہونے کے مار قوی ہیکل سے اپنا بدلہ لیا بادشاہ نے اسکی کیفیت دریافت کی کارشناس نے کہا -

حکایت دو چڑیون نے ایک گھر کی چھت مین جھونجھ بنایا تھا ایک بچہ پیدا ہوا اسکے لیے دونون دانہ لاتے تھے اور اُسکو بھرا دیتے تھے ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ نر نے جو آکر دیکھا کہ مادہ شور و فغان کر رہی ہی تو اسنے حال دریافت کیا مادہ نے کہا کہ مین ایک لمحہ

کے لیے کہین گئی تھی جب واپس آئی تو دیکھا کہ ایک مار سیاہ میرے بچون کے مارنے کا ارادہ رکھتا ہی ہر چند مین نے اُس سے بہت منت وسماجت کی اور کہا کہ ہم دونون نر و مادہ تجھ سے انتقام لین گے اور جہان تک ممکن ہوگا تیری ہلاکت مین کوئی دقیقہ اُٹھا نرکھین گے مگر سانپ ہنسا اور کہا ؎

دلیرے کہ او شیر را پے کند
نہ ہمچون توئی عاجزی کے کند

آخر اُس ظالم نے میرے بچہ کو کھا لیا اور بآرام اُسی آشیانہ مین پڑا ہوا ہی۔ چڑے نے یہ ماجرا دیکھکر بہت رنج کیا اور آتش فراق بچہ کی اس کے سینہ مین مشتعل ہوئی۔ اُسوقت مالک مکان نے چراغ جلانے کے واسطے بتی کو تیل مین ڈبویا اور چاہتا تھا کہ چراغ روشن کرکے چراغدان پر رکھے چڑیا نے بتی لیلی اور اپنے آشیانہ کے قریب کوٹھے پر ڈالدی صاحب خانہ کو یہ خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ مکان مین آگ لگ جائے اور کل سامان جل کر خاک سیاہ ہوجائے اس اندیشہ سے بہت جلد کوٹھے پر چڑھا اور ہمسایہ کے چند شخصون کو بھی بلا لیا جو لاٹھی لے کر اُس کے مکان مین دوڑ پڑے۔ سانپ نے جب اپنے سامنے شرارۂ آتش دیکھا اور بام پر لوگون کی آواز سنی فوراً آشیانہ سے سر باہر نکالا لوگون نے اس کو سر نکالتے دیکھ لیا اور فی الفور لاٹھیان مار کر جہنم واصل کیا اس تذکرہ سے مقصود یہ ہی کہ سانپ نے اپنے دشمن کو حقیر و ذلیل سمجھا اور اُس کو کسی شمار و قطار مین نلایا آخر کار سر اُس کا سنگ انتقام سے کچلا گیا بعد ازان بادشاہ زاغان یعنی فیروز نے پوچھا کہ بومون کے طور و طریق رزم و بزم مین کس طرح پر تھے کارشناس نے عرض کیا کہ نہ اُن کی رائے صائب ہی نہ راستی کی بو اُن مین ہی البتہ ایک وزیر اُن مین کا

نہایت زیرک تھا جس نے میرے قتل کی رائے دی تھی لیکن اُس کی نصیحت کچھ کارگر نہ ہوئی ہے

با یار نکو خواہ بعشرت بہ نشین
وز دشمن بد دامن صحبت برچین

باب پانچوان

مضرت غفلت اور مطلب کی نگہداشت کے بیان مین

راے دابشلیم نے بیدپاے برہمن سے کہا کہ جب کوئی اپنے دلی مقصد پر کامیاب ہو تو اُسکی نگہداشت مین کیا کوشش کرنا چاہیے برہمن نے جواب دیا کہ اپنے مطلب کے تحفظ مین اسکے حاصل کرنے سے بھی زیادہ کوشش درکار ہی اکثر ایسا ہوا ہی کہ کم ظرف اور بے عقل شخص حصول مقصد مین از خود رفتہ ہوکر اپنی اصلی مراد کو بھی تلف کر دیتے ہین جیسا کہ سنگ پشت کو بے محنت ومشقت کے ایک دوست مہربان اور خردمند بندر ملا تھا اور نادانی کے باعث سے اُس بزرگ منش کو ہاتھ سے کھو دیا راے نے پوچھا کہ وہ کس طرح تھا برہمن گویا ہوا۔

حکایت دریاے اخضر کے ایک جزیرے مین ایک گروہ بندرون کا جمع تھا اور اُنکے سردار کا نام کاردانا تھا اس کی بہار جوانی کو پیری کی خزان نے برباد کر ڈالا تھا نہ جسم مین طاقت اور نہ آنکھون مین بینائی تھی کارپردازان سلطنت نے آپس مین مشورہ

کرکے شاہی خاندان مین سے ایک جوان کو جو ہمہ صفت موصوف تھا حکومت کیلیے منتخب کرکے اپنا حکمران بنایا اور اُس پیر ناتوان کو معزول کردیا۔ بےچارہ کاردانا اس ذلت کو گوارا نہ کرسکا اور اپنا چارہ کار سواے غربت اور مسافرت اختیار کرنے کے نہ دیکھا۔ آخرکار توفیق الٰہی شامل حال ہوئی اور ایک جزیرہ مین جو میوہ ہاے تر و خشک سے بھرا ہوا تھا جا پہونچا اور اُس جنگل کے تر و تازہ میوون پر قناعت کرکے عبادت اور ذکر معبود حقیقی مین مشغول ہوا ایک روز کاردانا انجیر کے درخت پر چڑھکر انجیر کھارہا تھا ناگاہ ایک انجیر اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر پانی مین گرا اُسکی صدا بندر کو خوش آیند معلوم ہوئی اس لیے یہ باربار انجیر توڑکر پانی مین پھینکتا تھا اور خوش ہوتا تھا اتفاقاً ایک سنگ پشت اُسی درخت کے نیچے پانی مین تھا وہ انجیر کو بہت رغبت سے کھاتا تھا اور یہ جانتا تھا کہ یہ بندر میرے لیے خاصکر انجیر توڑتا ہی اور محض مہربانی کی نظر سے بے سابقہ معرفت کے مجکو دیتا ہی اسکا ارادہ ہوا کہ سلسلۂ مودت اور رابطۂ اتحاد کو مستحکم کرے پس اسنے بندر کو آواز دی اور مراسم نیازمندی بجالاکر نہایت گرمجوشی سے گویا ہوا۔ بوزنہ نے بھی اسکی ارادتمندی دیکھکر کمال کشادہ روئی اور شگفتہ خاطری سے ملاقات کی اور بہت مہربانی سے پیش آیا۔ سنگ پشت نے کہا کہ مجکو آپ کی دوستی کی از بس تمنا ہی لیکن یہ خیال میرے پیش نظر ہی کہ آیا مین دوستی کے لائق بھی ہون یا نہین بوزنہ نے کہا کہ خردمندان باریک بین کا قول ہی کہ تین گروہ سے اتحاد پیدا کرنا نہایت پسندیدہ ہی اوّل علما و فقرا کی جماعت سے جو ہمیشہ رضا جوئی پروردگار مین مصروف رہتے ہین دوسرے وہ اہل کرم جو دوستون کے خطا پوش رہتے ہین اور نصیحت کرنے مین دریغ نہین کرتے تیسرے وہ لوگ جو بےغرضانہ ملتے ہین اور کسی طرح کی طمع اُن کو

نہین ہوتی محض راستبازی اور حق شناسی پر اُن کی دوستی کی بنیاد قائم رہتی ہی اور اسیطرح
تین گروہ کی دوستی سے پرہیز کرنا بھی لازمی امر ہی اول وہ لوگ جو خواہشات نفسانی مین گرفتار
اور پائے بند ہوا و ہوس ہون دوم کاذب اور بے اعتبار جو ہمیشہ غیرون کے کلمات غیر واقعہ
تجھسے بیان کرین اور تیری باتین دروغ آمیز اورون سے کہین سوم احمق اور سادہ لوحون
سے احتراز کرنا ضروری امر ہی جو نیک و بد مین تمیز نہ کرسکین جیسا بزرگون کا قول ہی کہ نادان
دوست سے دانا دشمن بہتر ہی جو دوست کہ حلیہ خرد سے معرا ہی اس کی مددگاری مین سوا
نقصان کے اور کچھ حاصل نہین ہی جیسا کہ حاکم کشمیر۔ سنگ پشت نے کہا کہ وہ کس طرح پر
ہی کار دانا نے کہا۔

حکایت ملک کشمیر مین ایک بادشاہ تھا جس نے ایک بندر پال رکھا تھا اور وہ بندر
ہر روز بمقتضائے خلوص تمام شب کٹار ہاتھ مین لیے ہوئے بادشاہ کے پلنگ کا پہرا دیتا
تھا قضارا ایک دُزد زیرک دور و دراز مقام سے اس شہر کشمیر مین وارد ہوا ایک
رات کو اسنے اپنے ابنائے جنس سے دریافت کیا کہ کس محلے مین چلنا چاہیے ایک نادان
دُزد نے جواب دیا کہ اس شہر کا ایک رئیس ہی جسکے اصطبل مین ایک دراز گوش نہایت عمدہ
و فربہ ہی اور دو غلامون کی محافظت مین رہتا ہی پہلے اُسکو لے لین بعد ازان ایک شیشہ گر
کی دوکان مین سے چند دیگر شیشہ ہاے خوشرنگ اور بیش قیمت نقب کی راہ سے چرائین
اور اسی دراز گوش پر لاد کر اپنے قیامگاہ پر لے چلین دزد دانا اسکے کلام سنکر متعجب ہوا
اتنے عرصہ مین کوتوال شہر گشت کرتا ہوا اُس مقام پر وارد ہوا دزد عاقل تو دیوار کی
آڑ مین چھپ رہا اور دزد نادان گرفتار ہوگیا کوتوال نے پوچھا کہ تو کون ہی اور کہان
جاتا ہی اسنے کہا کہ مین چور ہون اور میرا ارادہ ہی کہ رئیس شہر کے دراز گوش کو چرا کر

شیشہ گر کی دوکان سے قیمتی شیشون کو نقب دیکر نکالون اور دراز گوش پر لادکر بیجاؤن کوتوال اسکی سادہ لوحی پر خندہ زن ہوا اور کہا کہ ایسے دراز گوش کی فکر مین جس کی حفاظت کے لیے چند پاسبان متعین ہین اور اس قسم کے شیشون کے لیے جو نہایت ارزان بکتے ہین تو اپنے کو ورطۂ ہلاکت مین ڈالتا ہی اس سے تو بہتر تھا کہ خزانہ شاہی کا ارادہ کرتا تو کچھ دنون چین بھی کرتا یہ کہکر چور کو حوالات مین بھیجدیا۔ دزد زیرک کو بے وقوف چور اور کوتوال کی گفتگو سے تجربہ حاصل ہوا اور اُسنے اپنے دل مین کہا کہ میرا دوست نادان اور کوتوال دشمن دانا تھا خزانہ شاہی کا ارادہ کرنا مناسب ہی پس قصر شاہی کے قریب آکر اس نے نقب لگانا شروع کیا۔ رات بھر خزانہ شاہی کی طمع مین تیشۂ فولادی سے دیوار سنگین کاٹتا رہا بارے کچھ تھوڑی رات باقی رہی تھی کہ نقب تمام ہوئی اور دہانہ نقب کا خوابگاہ شاہی مین نکلا دیکھا کہ بادشاہ سہری زرنگار پر آرام کر رہا ہی اور ایک بندر کپڑے پہنے ہوئے اور کٹار ہاتھ مین لیے بادشاہ کے سرہانے کھڑا ہی چور یہ حال دیکھکر متعجب ہوا کہ بندر نگہبانی کر رہا ہی اتفاقاً ایک گچھا چونٹیون کا چھت سے بادشاہ کے سینے پر گرا بادشاہ نے خواب کی حالت مین سینہ پر ہاتھ مارا بندر نے دیکھا کہ بادشاہ کے سینے پر چونٹیان پھر رہی ہین تو غصہ مین آیا کہ مین موجود ہون اور چونٹیان ایسی گستاخی کرین کہ میرے خداوند نعمت کے سینے کو کھندل ڈالین بس جھلا کر اسنے کٹار اُٹھایا کہ سینۂ شاہ پر مار کر چونٹیون کو ہلاک کرے چور نے یہ حال دیکھکر ایک جست کی اور بندر کا ہاتھ مع کٹار کے خوب مضبوط پکڑ لیا بادشاہ کی آنکھ یہ آہٹ پاکر کھل گئی چور کو دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہی اس نے جواب دیا کہ مین تیرا دشمن دانا ہون چوری کرنے یہان آیا تھا مگر اس نادان دوست کو دیکھو کہ اگر ایک لمحہ توقف کرتا تو فوراً یہ کٹار مار کر خدانخواستہ حضور کی جان کا خواہان ہوجاتا اور شبستان شاہی کو خون سے رنگین کر دیتا بادشاہ حقیقت حال سے مطلع ہوا

اور چور کو سرفراز کر کے اپنا ندیم خاص بنایا اور بندر کو پابزنجیر کر کے اصطبل مین بھجوا دیا اور زد
زیور خردمندی سے آراستہ تھا اس باعث سے اس مرتبہ اعلیٰ پر پہونچا اور بندر جو ہر عقل سے
محروم تھا اسوجہ سے لباس عزت وحرمت اُس کے جسم سے اُترا کر خاک مذلت پر بٹھایا گیا
اس داستان کے بیان کرنے سے مقصود یہ تھا کہ جو شخص عاقل ہو اسکو مناسب ہی کہ اہل خرد
سے دوستی اختیار کرے اور صحبت نادان سے محترز رہے اس قصہ کے بیان کرنے کے بعد بندر
نے کہا کہ ای سنگ پشت کیا تو اس قدر عاقل ہی کہ شایان دوستی تصور کیا جائے اُس نے
جواب دیا کہ ای دوست با دانش وفرہنگ تونے میرے گوش دل کو زیور گران بہا سے زینت
دی ہی اب یہ بتا کہ دوست کس قسم کے ہوتے ہین کار روانا بولا کہ حکیمون کا قول ہی کہ ابنائے دہر
سے جو لوگ دوستی کا دعویٰ کرتے ہین وہ تین قسم پر منقسم ہوتے ہین بعض اُن مین سے مثل غذا
کے ہین کہ بدون اُسکے کوئی چارۂ کار نہین ہوتا اور بغیر اُن کے مشاہدہ جمال کے شمع صحبت
جلوہ گر نہین ہوتی اور بعض دوا کے مانند ہین کہ گاہ بیگاہ اُن کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض
درد کے مانند ہین کہ ہمیشہ اُن سے تکلیف پہونچتی ہی بلکہ دوستی کے پیرایہ مین انواع واقسام
کے ضرر متصور ہوا کرتے ہین سنگ پشت نے کہا کہ دوست خالص اور رفیق موافق کی شناخت
کس طرح سے کرنا چاہیے کہ وہ لوازم وشرائط اتحاد کو بخوبی بجا لا سکے بندر نے بیان کیا کہ
جو شخص ان چھہ صفتون سے متصف ہو اُس کی دوستی مین کسی نوع کا نقصان عائد نہین ہوتا
اول وہ کہ تیرے عیوب سے واقف ہو کر غیرون سے اُسکا اظہار نہ کرے دوسرے یہ کہ تیرے
ایک ہنر سے آگاہ ہو تو اُسکو دس گنا کر کے لوگون سے بیان کرے تیسرے احسان فراموشی
نکرے چوتھے اگر کچھ فائدہ پہونچا ہو تو اُسکو خوب یاد رکھے کبھی بھولے نہین پانچوین اگر
تجھ سے کوئی خطا سرزد ہو جائے تو اس کی وجہ سے خشم آلودہ نہو چھٹے اگر تو عذر خواہ ہو

تو اُسے قبول کرے۔ جو اِن صفات سے متصف نہ ہو تو وہ ہرگز لائق صحبت واتحاد نہین ہوتا
سنگ پشت نے کہا کہ مجکو یقین واثق ہی کہ مین عرصۂ اتحاد مین ثابت قدم رہون گا
اگر تو اپنی دوستی سے مجکو سرفراز کرے گا تو یہ امر بعید از غریب نوازی نہ ہوگا۔ الغرض
بندر درخت سے نیچے اُترا اور سنگ پشت بھی پانی سے نکلکر درخت کے نیچے آیا اور دونون
مین عہد و پیمان ہوکر رابطہ اتحاد مستحکم ہوُا چنانچہ ان کی دوستی کی رفتہ رفتہ یہ صورت
ہوئی کہ بندر نے اپنے ملک وحکومت کو فراموش کیا اور سنگ پشت نے بھی اپنے اہل و
عیال ومسکن کو بھلا دیا۔ غرضکہ اسی طرح پر ایک عرصہ دراز گذر گیا اور کچھ خبر سنگ پشت
کی اسکی مادہ کو معلوم نہوئی تو اُسنے اپنی ایک خواہر ہمنشین سے اس داستان غم آلود کو بیان
کیا اسنے جواب دیا کہ مین نے سنا ہی کہ تیرے شوہر نے ایک بندر سے رسم الفت پیدا کی
ہی وہ دنیا کی کسی نعمت کو اسکی رفاقت سے بہتر نہین جانتا سنگ پشت کی مادہ یہ بات
سنکر آتش غیرت سے برافروختہ ہوگئی اسکے دوست نے سمجھایا کہ رنج وغم کرنے سے کچھ
فائدہ حاصل نہ ہوگا اسکی کچھ تدبیر کرنا چاہیے۔ سنگ پشت کی مادہ کو بندر کے ہلاک کرنیسے
بہتر کوئی تدبیر نہ سوجھی اپنے دوست کے صلاح مشورہ سے اسنے اپنے کو بیمار ظاہر کیا اور
سنگ پشت کو اپنی علالت کی اطلاع دی بفحواے اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ سنگ پشت یہ
خبر وحشت اثر سن کے بہت اندوہناک ہوا اور بندر سے رخصت لیکر اپنے وطن مین آیا
مادہ کو رنجوری کی حالت مین بستر پہ پڑا ہوا دیکھا اُسمین بات کرنے کی طاقت نہ نشست و
برخاست کرنے کی قوت باقی تھی اسنے کیفیت علالت دریافت کی اور بہت کچھ دلجوئی کی
باتین کہین لیکن مادہ نے مطلق جواب ندیا اُسکی منہ بولی بہن سے پوچھا کہ یہ کیون کلام نہین
کرتی نہ اپنا کچھ حال بیان کرتی ہی اسنے کہا کہ جب مرض کی کوئی دوا میسر نہین ہی تو

وہ کیونکر بات چیت کرے اور مغموم کیون نہو سنگ پشت یہ حال سن کے رونے لگا اور کہا کہ
یہ کیسا درد ہی جسکی دوا ممکن نہین اسنے کہا کہ بجز بندر کے دل کے اس درد کا علاج نہین
ہو سکتا اور بیماری بدون اس دوا کے دفع نہین ہو سکتی سنگ پشت نہایت اندوہناک
ہوا اور سوا ہلاکت یار غمگسار کاردان کے اسکو کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ عقل کہتی تھی کہ مکر و
فریب سے ایک دلی دوست کے قتل پر آمادہ ہونا مردی سے بالکل خلاف ہی اور طمع کا یہ
قول تھا کہ عورت سے خانہ آبادی ہی اس کی جانب توجہ نہ کرنا اور ایک دوست سے جو
اپنا ہم جنس اور عزیز بھی نہین ہی دل بستگی کرنا خردمندی سے بعید ہی۔ چونکہ آج کل
زمانہ کی رفتار فتنہ پردازی اور بے وفائی پر مبنی ہوا کرتی ہی اور اکثر عقل زار و زبون
مغلوب اور طمع غالب رہتی ہی لہذا نفس خیرہ سر نے سنگ پشت کو اس امر پر آمادہ کیا کہ
کوئی مکر و حیلہ کرنا چاہیے اور اُسکے ذریعہ سے اپنے یار غمگسار کو ہلاک کرنا تجویز کیا جائے
آخرکار یہ قصد کیا کہ کسی بہانہ سے بندر کو اپنے مسکن پر لائیے غرضکہ اس نیت سے بندر
کے پاس آیا بندر مشاہدۂ جمال دوست سے شادکام ہوا اور خیریت عیال و
اطفال کی دریافت کی سنگ پشت نے جواب دیا کہ جب تمہاری جدائی کا خیال پیش نظر
ہوتا ہی تو زندگی وبال ہو جاتی ہی اسوجہ سے بدون دریافت خیریت فرزند و خویشاوند
کے تیری ملازمت مین پھر آیا ہون تاکہ میری غریب خانہ کو تو اپنا کفش خانہ تصور کر کے
قدم رنجہ فرما اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے کلبۂ احزان کو روشن و منور کر یہ حقیر بھی رسم مہمانی
کمال انبساط خاطر سے ادا کرے گا اور بدلجمعی تمام بے اندیشہ جدائی ہم تم شب بسر کرین گے
بوزنہ نے کہا کہ برادر جب ہمارے اور تمہارے مابین اس طرح کا اختلاط اور اتحاد و ربط ضبط
قائم ہی تو مہمانی کی کیا حاجت ہی یہ امر تو پست خیال احباب کے اوضاع و اطوار مین

داخل ہی کہ اُن کے واسطے ہر قسم کے تکلفات ظاہری کا برتاؤ کیا جائے اور خاطر و مدارات میں
اُنکی تواضع مین دریغ نہو بقول شاعر

آن جا کہ دوستی ست تکلّف چہ حاجت ست

مگر خیر جو تو کہیگا مین جان و دل سے اُسے قبول و منظور کرونگا تیری خاطر شکنی مجکو گوارا
نہین ہی لیکن ای دوست یہ تو بتلا کہ اس دریا سے عبور کرنے کی کیا تدبیر سوچی ہی سنگ پشت
نے کہا کہ مین اپنی پشت پر سوار کر کے تجکو بہ آسانی تمام پار اُتار دونگا اس گفت و شنید کے بعد
بندر درخت سے نیچے اُترا اور کچھوا پشت پر اپنی سوار کر کے دریا مین روانہ ہوا جب کہ وسط
آب مین پہونچا تو اسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ ایک عورت ناقص العقل کی خاطر سے اپنے
ایسے صادق الاقرار دوست کے ساتھ دغا بازی سے پیش آتا اور اُس کی ہلاکت کے درپے
ہونا طریقہ آشنا پرستی کے بالکل خلاف ہی کوئی خردمند اس روش کو پسند نکرے گا چنانچہ
اسی فکر مین حباب جا توقف کرتا تھا سنگ پشت کے ان حرکات مضطربانہ سے بندر کو خلجان
پیدا ہوا اس نے کچھوے سے پوچھا کیا میرا بار تجھ سے اُٹھ نہین سکتا جو تو اس طرح آہستہ روی
کرتا ہی شاید متحمل نہین ہو سکتا سنگ پشت نے جواب دیا کہ مجھے اسوقت یہ فکر لاحق ہوئی
ہی کہ تجھ سا شفیق بزرگ منش پہلے مرتبہ میرے گھر مہمان ہو اور مین بوجہ بیمار ہو جانے اپنے
جفت کے اُسکے لوازم مہمانداری کو اچھی طرح بجا نہ لاسکون یہ بڑی بے شرمی کی بات
ہی جس نے مجھ کو تردد و تفکر مین ڈال رکھا ہی بندر نے کہا تو اس کا کچھ اندیشہ نہ کر
جہان یک جہتی ہوتی ہی وہان بیگانون کی طرح رسوم ظاہرداری ادا کرنے کی کچھ
حاجت نہین ہوتی ہے

بیگانہ را برسم تکلف کنند دوست — آنجا کہ دوستی ست تکلف چہ حاجت ست

سنگ پشت چند قدم آگے بڑھکر پھر ٹھہر گیا اور دل مین خیال کرتا تھا کہ مکر و فریب کے ذریعہ سے کسی دوست کی جان لینا بڑا ظلم ہی اور عورت کم عقل کی راے پر عمل کرنا سراسر طریق خردمندی سے بہت بعید ہی۔ یہ حال دیکھکر بندر کی بدگمانی اور بھی زیادہ ہوئی اسنے بحالت اضطراب اپنے دل مین خیال کیا کہ جب کسی دوست کی جانب سے کوئی اندیشہ پیدا ہو تو تدبیر مناسب سے کام کرنا واجب ہی چنانچہ سنگ پشت سے کہا کہ ای یار یہ کیا وجہ ہی جو لحہ بلحہ تیرے تیور بدلتے جاتے ہین اور ہر دم کسی اندیشہ دور و دراز مین متفکر و متردد رہتا ہی اُس نے جواب دیا کہ ای برادر معذور ہون اور عورت بیمار ہی اُس کی علالت سے اور بھی میرے مزاج مین تغیر پیدا ہو گیا ہی اور یہی وجہ سخت پریشانی کی ہی بندر نے کہا کہ عقلمندون کا قول ہی کہ بیمار ہونا سہل ہی اور اُس کی تیمار داری کرنا بہت مشکل ہی۔ سنگ پشت نے کہا کہ اطبا نے ایسی دوا بتائی ہی جسکا ملنا بہت دشوار ہی بندر نے کہا وہ کونسی دوا ہی جو عطارون کے یہان نہین ملتی اگر مجھے معلوم ہوگی تو تجھے بتا دونگا سنگ پشت نے سادہ دلی سے جواب دیا کہ وہ دوا بندر کا دل ہی بندر یہ کلمہ سنتے ہی بحر فکر مین غوطہ زن ہوا قریب تھا کہ جان کے خوف سے فوراً اس کا بُرا حال ہو جاتا مگر اس نے برہنمونی عقل صبر اختیار کیا اور کہا کہ ای برادر تم اب فکر نکرو اُس عورت پاک دامن کا معالجہ بہت سہل طریقہ سے ہو جائیگا ہمارے سینے سے قلب و جگر کو باہر نکال لینا اور پھر اُسی مقام پر رکھ دینا بہت آسان امر ہی اگر کسی کو ہمارا دل کھانے کی احتیاج ہو تو ہم اس کو بلا اندیشۂ خوف و خطر دیدیتے ہین کیونکہ زندگی ہماری بدون دل کے بھی ممکن ہی۔ اگر یہ کیفیت تم پہلے سے مکان پر کہدیتے تو مین دل کو اپنے ساتھ لیتا آتا جس سے تیری عورت صحت پذیر ہو جاتی اور مین بھی دل سے مخلصی پاتا کیونکہ دل کے ہاتھون تنگ آگیا ہون بے دلی بڑی

آرام کی بات ہی۔ سنگ پشت نے پوچھا کہ دل کہان چھوڑ آئے ہو اپنے ساتھ کیون نہ لیتے آئے بندر نے جواب دیا کہ ہمارے قوم وقبیلہ مین یہ رسم قدیم سے رائج ہی کہ جب کسی دوست سے ملنے جاتے ہین تو اپنے دل کو ہمراہ نہین لے جاتے کیونکہ دل جو ہی وہ در اصل منبع صد رنج ومحن ہی اور یہ امر مجھے نامناسب معلوم ہوتا ہی کہ تیری جفت کی خاطر بغیر دل کے جاؤن اب تو گھر تک واپس چل تاکہ تیری مراد حاصل ہو جائے اور مین بدنامی سے بچون۔ سنگ پشت فوراً واپس ہوا اور بہت خوشی سے بوزنہ کو پانی کے کنارے پہونچا دیا۔ بندر جست کر کے فی الفور درخت پر جا بیٹھا سنگ پشت نے تھوڑی دیر بعد آواز دی کہ ای یار غمگسار عرصہ بہت ہوتا ہی اور کام ہاتھ سے جاتا ہی بوزنہ ہنس کر بولا کہ تجھی سے مین نے بے وفائی کا سبق یاد کیا ہی سنگ پشت فریاد کرنے لگا کہ تیرا یہ گمان بالکل بے جا ہی بوزنہ نے کہا کہ ای احمق یہ فریب دہی ترک کر میری وہی حالت ہی جیسے کہ لومڑی نے کہا۔ سنگ پشت نے کہا کسطرح بندر نے بیان کیا۔

حکایت ایک شیر تپ دائمی اور سخت خارش مین مبتلا ہونے کی وجہ سے شکار سے دست بردار ہو گیا تھا اس کی ذلہ ربائے خوان احسان ایک لومڑی بھی تھی وہ شیر کی خدمت مین حاضر ہو کر آداب بجالائی اور دیگر جانوران صحرائی بھی گرسنگی کے شاکی ہوے شیر نے کہا کیا کرون خارشت کی وجہ سے بہت عاجز ہون بہت کمزور ہو گیا ہون یہان تک کہ جسم پر بال تک باقی نہین رہے طبیبون کا یہ قول ہی کہ گدھے کا دل اور کان کھائے جائین تو مفید ہون گے مجھے یہی فکر ہی کہ یہ مراد کس تدبیر سے حاصل ہو لومڑی نے اس کے جواب مین کہا کہ یہان سے قریب صحرا مین ایک چشمہ ہی وہان دھوبی کپڑے دھویا کرتے ہین اور اس کا گدھا ادھر ادھر چرتا رہتا ہی اس کو کسی حیلہ سے

مین اِس جنگل مین سے آؤن لیکن بادشاہ اس امر کا اقرار کرے کہ فقط اُس کے دل اور کان کھالینے پر اکتفا کرے اور دیگر اعضا اُسکے اور جانورون کے لیئے چھوڑ دے۔ شیر اس عہد و پیمان پر رضامند ہوگیا اور لومڑی شادان و فرحان چشمہ کی سمت چلی اور دور سے گدھے کو دیکھکر دعا و ثنا کرنے لگی اور بڑی مہربانی سے مزاج پرسی کی بزرگون کا مقولہ سچ ہی ہے

بہ شیرین زبانی و لطف و خوشی
توانی کہ پیلے بموے کشی

گدھے نے جو یہ عنایت لومڑی کی دیکھی تو اپنی تکلیف بیان کرنا شروع کی کہ دھوبی دن بھر مجھسے کام لیتا ہی اور میری خبرگیری کچھ نہین کرتا لومڑی بولی کہ تو رضامند ہو تو مین تجھکو ایک مرغزار مین لے جاون جہان آب و علف بکثرت موجود ہی قبل ازین مین ایک اور گدھے کو بھی لے جا چکی ہون وہ بہت توانائی و تندرستی سے اُس مقام پر آرام پذیر ہی الغرض اپنی چرب زبانی سے لومڑی گدھے کو لگا کر شیر کے پاس لائی۔ شیر فوراً اُس پر جھپٹا اور زخمی کیا مگر چونکہ شیر ناتوان تھا زخم کاری نہ لگے گدھا وہان سے بھاگا لومڑی شیر کی ناتوانی پر ملامت کرنے لگی شیر بہت آزردہ ہوا اور کہا کہ ای احمق بے سر و پا تیری کیا مجال ہی کہ بادشاہون پر معترض ہو اب ایسی فکر کر کہ گدھا پھر یہان تک آجائے لومڑی دوبارہ گدھے کے قریب آئی گدھے نے منھ پھیر کے کہا کہ مجھے دھوکا دینے سے تیرا کیا مطلب حاصل ہوا لومڑی نے کہا کہ ای سادہ لوح اگر وہ شیر ہوتا تو بھلا تو بچ بھی سکتا تھا اصل مین وہ ایک طلسمی شیر ہی جسکو حکما نے اِس غرض سے یہان بنا دیا ہی کہ اُس کے خوف سے کوئی اس مرغزار مین آنے کا قصد نہ کرے

مین نے تجکو دوست خیال کر کے اس راز سے آگاہ کیا آخرالامر لومڑی بلطائف الحیل گدھے
کو پھر اُس مقام پر لائی اور پہلے سے سامنے آکر شیر کو مژدہ دینے لگی اور سمجھا دیا کہ گدھا
کیسا اگر دپھرے اور نزدیک آئے مگر آپ اُس پر بالکل توجہ نہ کیجیے گا تا وقتیکہ اُسپر قابو حاصل
نہ ہو جائے گدھا شیر کے قریب آیا اور بے حس و حرکت دیکھ کر اُس کو یقین کامل ہو گیا کہ یہ
بے شک طلسمی شیر ہی بس یہ بدلجمعی تمام خوب گھاس چر کر آسودہ ہوا اور سو رہا۔ شیر
فوراً حملہ آور ہوا اور پیٹ چاک کر ڈالا لومڑی سے کہا کہ تو یہان ٹھہر مین چشمہ پر جا کر
نہا آؤن لومڑی نے غنیمت جان کر دل اور کان کھالیے جب شیر غسل سے فارغ ہو کر واپس
آیا ہر چند تلاش کیا دل اور کان نہ پائے پوچھا کہ یہ دونون اعضا کیا ہوے جو کہ علاج
تجویز کیے گئے تھے لومڑی نے کہا اے بادشاہ یہ گدھا دل اور گوش دونون نہین رکھتا
تھا اگر دل اس کے ہوتا تو میری باتون پر کیون فریفتہ ہوتا اور گوش ہوتے تو ایک
مرتبہ زخمی ہو کر میری حیلہ سازی مین کیون آتا بندر نے کہا کہ اے کچھوے یہ قصہ مین نے
اس غرض سے بیان کیا کہ مین دل دانا اور گوش شنوا رکھتا ہون تیری باتون مین
نہ آؤنگا آخر کار سنگ پشت شرمندہ اور مایوس ہو کر وہان سے یہ کہتا ہوا واپس ہوا۔

لا ئق دوست ار بایدم در خون نشست	تا چرا یارے چنین دادم ز دست

باب چھٹا

عجلت اور شتاب زدگی کے نقصانات کے بیان مین

راے داشلیم نے بیدپا سے برہمن سے کہا کہ کامون مین تعجیل کرنا کیسا ہی بعض لوگون کا

قول ہی کہ اکثر کامون مین عجلت کرنا ضرور ہی۔ برہمن نے کہا کہ جو شخص تعجیل کرنا مناسب جانتا ہی یہ اُسکی بیعقلی کی دلیل ہی چنانچہ زاہد کی حکایت جس نے بے فکری سے عجلت کے میدان مین قدم رکھا اسکی نصیحت کے واسطے کافی ہی۔ راے نے کہا وہ بیان فرمائیے برہمن نے قصہ آغاز کیا۔

حکایت ایک زاہد نے ریاضت اور تجرد کے بعد نکاح کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ اس باب مین اُس نے ایک ہوشمند شخص سے صلاح کی دانا نے کہا کہ یہ بات نہایت پسندیدہ ہی اور کتخدائی سے اکثر فوائد متصور ہوتے ہین اول شہوت رانی کم ہوتی ہی دوسرے بقاے نسل جو تجھ تک آباواجداد سے منتہی ہوئی ہی اسکا تحفظ رہتا ہی تیسرے نیک بخت بی بی امور خانگی کا سرمایہ ہی لیکن رفیق شفیق ملنا چاہیے۔ زاہد نے پوچھا کہ کس قسم کی عورت سے نکاح کرنا بہتر ہی دانا نے جواب دیا کہ زن پاکدامن سے جو تیری غمگساری کرے اور تین قسم کی عورتون سے پرہیز کرنا ضرور چاہیے اول وہ عورت جو بیوہ ہو دوم وہ جو متمول ہو اور اپنی مالداری کی وجہ سے تجکو حقیر و ذلیل سمجھے تیسرے وہ جو تجکو دیکھتے قصداً اپنے کو بیمار ظاہر کرے زاہد نے کہا کہ کتنی عمر کی عورت سے نکاح کرون جواب دیا نوجوان سے اسلیے کہ زن پیر کی صحبت سے بیماری پیدا ہوتی ہی ؎

ره برد بے ره مرو هر چند ره پیچان بود
زن مکن مد ختر بکن هر چند زن ارزان بود

عقلمندون کا قول ہی کہ عورات چودہ سال سے بیس برس تک موضع امید اور مقام امن وامان مین رہتی ہین اور بیس برس تک آرام دہ طالبان دل ہوتے ہین اور تیس سے چالیس برس کی عمر تک صاحبان مال و فرزند ہوتی ہین اور چالیس سے پچاس تک عزت

اور نام کی پابند ہوتی ہین اور جب پچاس سال سے تجاوز کرتی ہین تو بلاے جان ہو جاتی
ہین زاہد نے کہا کہ عورتون کے حسن وجمال کے بارے مین تیرا کیا قول ہی جواب دیا کہ
عورتون کا حسن وجمال صرف اُن کی پارسائی ہی باوصف ان جمیع صفات کے اگر حسین
بھی ہو تو نورٌ علیٰ نور ہی زن خوبرو و خوش سیرت نہو تو ہمیشہ جان کے لیے عذاب ہو جاتا ہی
عورت مین اگر خصائل نیک ہون گو وہ بدشکل بھی ہو مگر رونق خاندان ہی قصہ کوتاہ
بہت تلاش کے بعد زاہد کو ایک زن خوبرو نیکخو ملی اور اس کے ساتھ شادی کر لی چند
عرصہ مین وہ حاملہ ہوئی ایک روز زاہد نے عورت سے کہا کہ خدا کے فضل سے لڑکا پیدا ہوا
تو مین اُس کا نام بھلا سا رکھون اور خداوند تعالیٰ کی رضا جوئی اُسے تعلیم کرون اسکے بعد
جب جوان ہو تو کسی عالی خاندان کے لڑکی سے اسکی شادی کر دون اور اُس کے یہان
بیٹے اور پوتے پیدا ہون تاکہ میری بقاے نسل ہو عورت نے کہا کہ قبل از وقوع واقعہ
ایسے خیالی پلاؤ پکانا کیا ضرور ہی کہین ویسا ہی حال نہو جیسا کہ ایک زاہد نے روغن شہد
برباد کیا زاہد نے پوچھا کسطرح عورت نے بیان کیا۔

حکایت ایک مرد پارسا ایک تاجر کے ہمسایہ مین رہتا تھا تاجر ہمیشہ شہد و روغن
کی خرید فروخت کیا کرتا تھا اور ہر روز زاہد کے پاس بھی کسی قدر بھیجدیتا تھا زاہد اُمین
سے کچھ اپنے صرف مین لاتا تھا اور باقی ایک گھڑے مین ذخیرہ کر دیتا تھا جب گھڑا مملو ہو گیا تو اسکے
دل مین خیال پیدا ہوا کہ یہ روغن اندازاً دس سیر ہوگا اگر اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کر ڈالون
اور اسکی قیمت سے پانچ بکریان مول لون اور وہ بکریان ہر ششماہی کے بعد دو دو بچے
دیتی رہین تو سال بھر مین ایک گلہ مجتمع ہو جائے گا اور انھین کی قیمت سے مین ایک عورت
کے ساتھ عقد کرون اور اس کے بعد گذرنے مدت حمل کے فرزند متولد ہوگا اور اس کا

معقول تعلیم و تربیت کرونگا اگر وہ کسی قسم کی بے ادبی کرے گا تو اسی لاٹھی سے جو میرے ہاتھ مین ہی خوب تادیب کرونگا اس خیال مین اس درجہ منہمک تھا کہ عالم محویت مین پسر بے ادب کو موجود تصور کر کے وہی لاٹھی اُس گھڑے پر ماردی فی الفور ضرب عصا سے سبو چہ چور چور ہوگیا بموجب مصرعہ

این ہمہ خیالہا بیک بار گریخت

اس داستان کے بیان کرنے سے مقصود یہ تھا کہ ایسے خیال خام ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ القصہ زاہد کے گھر مین ایک لڑکا خوبصورت پیدا ہوا زاہد درگاہ خالق عزّ وجل مین سجدۂ شکرانہ بجالایا اور نذر و نیاز و منّتین مرادین ادا کین زاہد دن رات فرزند نوزائیدہ کے مہد پرورش کے گرد رہتا اور اُس کی نگہداشت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ لڑکے کی مان فرزند کو باپ کے سپرد کر کے حمام مین غسل کرنے گئی اُسکو گئے ہوئے کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ حاکم وقت نے زاہد کو طلب کیا جب اُس نے کوئی چارہ نہ دیکھا تو لڑکے کو ایک نیولے کے سپرد کر کے بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوگیا۔ یہ نیولا ہمیشہ اُسکی غیبت مین اُسکے گھر کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ زاہد کے جانے کے بعد ایک مارسیاہ قریب گہوارۂ طفل کے آیا نیولے نے اُسکو دیکھ کر جست کی اور گلا پکڑ کے کام اُسکا تمام کر دیا جب کہ زاہد خدمت سلطان سے واپس آیا تو خون آلودہ نیولا خوشی خوشی زاہد کی پیشوائی کے لیے دوڑا اپنے دل مین یہ خیال کر کے کہ مژدۂ زندگانی فرزند اُسکے باپ کو دون زاہد خشک مغز نے یہ جانا کہ شاید اسنے میرے فرزند کو ہلاک کر ڈالا ہی بغیر استفسار و تنقیح کے نیولے کو اسقدر زور سے مارا کہ وہ بیچارہ فوراً ہلاک ہوگیا۔ جسوقت زاہد گھر کے اندر قریب گہوارۂ پسر کے آیا تو اسکو صحیح و سالم پایا

اور ایک افعی خونخوار کو اُس مقام پر پڑا ہوا دیکھا لگا شور و غل مچانے اور حالت افسوس مین کہتا تھا کہ کیا نالائق حرکت مجھ سے سرزد ہوئی ہی کہ مین نے بے گناہ ایک خیرخواہ رفیق کی جان لی نہایت اسنے اپنے کو لعنت و ملامت کی اور نفرین کر رہا تھا کہ اس عرصہ مین عورت حمام سے آئی اور یہ کیفیت دیکھکر اُسنے کہا کہ انجام عجلت کا سواے پشیمانی اور ندامت کے اور کچھ نہین ہوتا جیسا کہ بادشاہ نے اپنے باز کو کہ وہ محض بے گناہ تھا بقصور مار ڈالا تھا اور مدت العمر اُسکا رنج و افسوس کرتا رہا زاہد نے پوچھا کہ وہ کسطرح تھا عورت نے بیان کیا۔

حکایت ایک بادشاہ اپنے باز کو بہت عزیز رکھتا تھا ایک روز اُس باز کو ہاتھ پر لیے ہوئے شکار کھیلنے چلا گیا اتفاقاً ایک ہرن سامنے سے نمودار ہوا بادشاہ نے اپنے اسپ صبا رفتار کو اُسکے پیچھے ڈالدیا اور تعاقب کر کے ہرن کو گرفتار کر لیا اس تگ و دو مین ملازمان شاہی سب پیچھے رہ گئے اس کے ہمراہ کوئی نہ جا سکا بادشاہ کو تمازت آفتاب کی وجہ سے تشنگی غالب ہوئی اور نہایت پریشان ہوا۔ رفتہ رفتہ ایک دامن کوہ کے قریب پہونچا بادشاہ نے دیکھا کہ پہاڑ کے اوپر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہین فوراً ترکش سے ایک جام نکالکر اُس کے نیچے رکھدیا تاکہ کچھ پانی اس مین مجتمع ہو جائے تو مین پی لون جب کہ جام لبریز ہو گیا بادشاہ نے پانی پینے کا قصد کیا لیکن اس اثنا مین باز نے ایسا پر مارا کہ تمام پانی جام سے گر گیا اس حرکت سے بادشاہ کو نہایت غصہ آیا اور پھر اُس جام کو بھرا بار دگر چاہا کہ پانی نوش کرے پھر باز نے وہی حرکت کی تمام پانی جام سے گرا دیا اب کے مرتبہ بادشاہ نے رنجیدہ ہو کر بے سمجھے سوچے باز کو زمین پر پٹک دیا کہ وہ فی الفور ہلاک ہو گیا اتنے عرصہ مین بادشاہ کا رکابدار آپہونچا اور باز کو مُردہ اور بادشاہ کو تشنہ دیکھکر مطہرہ فتراک سے کھولا اور چاہا کہ بادشاہ کو پانی پلائے

بادشاہ نے فرمایا کہ مجھے اس آب شیرین اور خوشگوار کے پینے کی زیادہ رغبت ہی جو
پہاڑ پر سے ٹپک رہا ہی اب تو پہاڑ پر جا اور اُس چشمہ سے پانی لا کیونکہ مجھ کو اس قدر
تاب نہین ہی کہ جب قطرات جمع ہون تب مین پیون۔ رکاب دار حسب الارشاد
پہاڑ پر گیا اور چشمہ کے قریب پہونچ کر اس نے دیکھا کہ ایک اژدہاے خونخوار لب چشمہ
مرا ہوا پڑا ہی اور لعاب زہر آلود اُس کا اُس پانی مین مخلوط ہو کر قطرہ قطرہ ٹپک رہا
ہی آبدار مضطر اور پریشان ہو کر زیر کوہ آیا اور وہان کی کیفیت چشم دیدہ بادشاہ
سے عرض کی اور مطہرہ سے آب سرد جام مین بھر کر بادشاہ کے سامنے پیشکش کیا بادشاہ
جام کو لب سے لگا کر چشم پر نم ہوا اور آبدار کو باز کی سرگذشت سے مطلع کیا آبدار
نے بادشاہ کی عجلت کی بہت سرزنش کی کہ وہ بے زبان آپ کا محافظ جان تھا اور
اُس نے قصداً آپ کے جان بچانے کو یہ حرکت کی تھی محض بے قصور اُس کو
آپ نے ہلاک کیا اور شتاب کاری کا یہ انجام ہوا کہ کف افسوس ملنا پڑا۔

قطعہ

زجام دل بکف صبر دہ گرت باید | کہ گوے عیش بچوگان جہد بربائی
متاز توسن غفلت بعرصۂ تعجیل | کہ آخر افگندت بر زمین برسوائی
شتاب در خطرے افگند کہ گر صد سال | تو دست و پاے زنی زان خطر برون نائی

مکن شتاب ز آئین حلم روے متاب
کہ غیر صبر و سکون نیست رسم دانائی

باب ساتوان

دشمنون سے علیحدہ رہنے اور ہوشیاری اختیار کرنیکے بیان مین

راے دابشلیم نے بیدپاے برہمن سے کہا کہ اب بیان فرمایئے کہ جب کوئی شخص دشمنون کے دام مکروفریب مین گرفتار ہوجائے تو وہ کس عنوان سے اپنی زندگانی بسر کرے۔ برہمن نے کہا کہ اگر حیلہ وفریب سے کسی دشمن کے ساتھ دوستی کے پیرایہ مین اپنی گلوخلاصی متصور ہو تو وہی طریقہ اختیار کرے مگر خاصکر اُس کی التفات ومحبت پر اعتماد نکرے جیسا کہ موش وگربہ کے درمیان ہوا۔ راے نے دریافت کیا کہ وہ کس طرح پر ہی برہمن نے کہا کہ۔

حکایت۔ ایک درخت کے تلے سوراخ تھا اور ایک موش اُس مین رہتا تھا وہ بہت ذکی الطبع اور زودفہم تھا اور اُس درخت کے قریب مین ایک بلی کا بھی مسکن تھا۔ ایک روز صیاد نے دام لگایا اور پارۂ گوشت دام مین باندھ دیا۔ گربہ حریص کو گوشت کی بو نے اسیر دام کیا اور چوہا بھی براے تلاش معاش اپنے سوراخ سے باہر نکلا تھا کہ اسکی نظر بلی پر پڑی وہ قریب تھا کہ اسکے خوف سے بے ہوش ہوجائے لیکن جب اس نے بنظر غور دیکھا تو بلی کو بستہ دام صیاد پایا اس کے جان مین جان آئی اور شکر مسبب الاسباب بجالایا دوسری جانب نگاہ پڑی کہ ایک نیولا اس کی تاک مین بیٹھا ہوا ہی اس نے ارادہ کیا کہ درخت پر چڑھ جاؤن وہان ایک کوا اسی گھات مین تھا اس کے ذہن مین آیا کہ فی الحال اس سے

اور غوکون کے شور و غل سے میری آواز تجھ تک نہین پہونچتی لہذا اس کی کوئی تدبیر
کرنا چاہیے۔ مینڈک بولا کہ ای دوست تو ہی اس کی کوئی فکر کر چوہے نے کہا کہ میرے ذہن
مین یہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ایک رشتۂ دراز کہین سے مہیا کر کے ایک سرا اسکا تیرے
پانؤن مین اور دوسرا سرا اس ڈورے کا اپنے پیر مین باندھ لون جب مجکو لب چشمہ آنے کی
ضرورت ہو تو مین اس تاگے کو جنبش دے دون تاکہ میرے آنے کی خبر تجھ کو ہو جاے۔
القصہ یہی راے قائم ہو گئی اور دونون ہمیشہ ایک دوسرے کے حال سے خبردار رہنے لگے
ایک روز موش کنارۂ آب آیا تاکہ مینڈک کو بلاے ناگہان ایک زاغ نے اسے دیکھ لیا
اور ایک ہی جست مین چوہے کو اٹھا کر جنگل کی طرف لے اڑا۔ وہ تاگا جونکہ دونون کے
پانؤن مین مضبوط بندھا ہوا تھا اسوجہ سے مینڈک بھی چشمہ کے باہر کھنچ آیا۔ اور
اسی ڈورے مین الٹا لٹکا ہوا چلا گیا دیکھنے والون نے یہ حالت عجیب دیکھکر کہا کہ
عادت کے خلاف یہ بات دیکھنے مین آئی ہی کہ کوّے نے مینڈک کا شکار کیا ہو خلاصہ
یہ کہ مینڈک شومی مصاحبت موش سے گرفتار بلا ہوا۔ الغرض چوہے نے اس قصہ کو
بلی کے گوش زد کر کے کہا کہ تجھپر مجھکو ہرگز اعتماد نہین ہی۔

قطعہ

ہر آن کسے کہ کند پیروی اہل خرد — بہیچ وجہ ملامے بحال او نرسد
باآب تجربہ چون گرد فتنہ بنشاند — غبار نفس بروے کمال او نرسد
بناے رفعت اگر بر اساس حزم نہاد — خلل بہ رتبۂ جاہ و جلال او نرسد

باب آٹھوان

کینہ ورون کی چاپلوسی پر اعتماد نکرنیکے بیان مین

راے داشلیم نے بید پاے برہمن سے استفسار کیا کہ بنی نوع انسان مین سے جو کوئی
متنفس بدباطنی و بدخوئی مین گھر جائے تو اُسے کسطرح سے اپنی زندگی بسر کرنا چاہیے اور
اگر اہل کینہ مین سے کوئی تملق یا چاپلوسی سے پیش آئے تو اُسپر اعتماد کرنا کیسا ہی۔ برہمن نے
جواب دیا کہ جو شخص روح القدس اور عقل کل کے فیض سے بہرہ یاب ہو اُس کو اُس گروہ
کے کردار و رفتار پر ہرگز ہرگز بھروسہ کرنا نچاہیے اور اہل خرد کبھی اس بات کو جائز
نرکھین گے کہ کینہ ورون کی خوشامدانہ گفتگو پر اعتماد کیا جاے یہ لوگ کبھی لائق اعتبار
نہین ہوتے ان کی باتون مین آجانا سراسر حماقت اور نادانی ہی چنانچہ بادشاہ اور
چکاوک کے داستان اس کی پوری پوری مصداق ہی۔ راے نے پوچھا کہ وہ کسطرح سے ہی
برہمن نے بیان کیا۔

حکایت ایک شاہ جمجاہ چکاوک نامے ایک مرغ کو ہی سے بہت الفت و محبت
رکھتا تھا اور اکثر اُس سے باتین کیا کرتا اور اُس کے کلماے شیرین اور جوابہاے
برجستہ سے محظوظ ہوتا تھا حسب اتفاق اُس چکاوک نے قصر شاہی مین انڈا دے کر
بچہ نکالا اور اُسی دن مشکوے سلطانی مین بھی فرزند خوش رو فرخندہ خو پیدا ہوا بادشاہ کو
نہایت مسرت ہوئی۔ چند عرصہ مین جب شاہزادہ مین قوت آئی اور کھیلنے کودنے لگا

ادھر چکاوک کا بچہ بھی بڑا ہوا اور شاہزادے کے پاس لہو ولعب مین مشغول رہنے لگا
شاہزادہ اسکو بہت چاہتا تھا اور نہایت الفت ومحبت سے دونون کھیلا کرتے تھے
چکاوک کا بچہ بہت ہل گیا تھا اور ہر وقت شاہزادہ کے پاس رہتا تھا چکاوک کا یہ
معمول تھا کہ ہر روز دو پھل میوہ کے لاتا تھا۔ اُن مین سے ایک شہزادہ کو دیتا تھا
اور دوسرا اپنے بچہ کو کھلاتا تھا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ چکاوک کسی کام کے لیے کہین
چلا گیا تھا اور اُسکا بچہ اپنی جگہ سے نکلکر شاہزادہ کے ہاتھ پر کودا اور اپنے پنجہ سے اُسکے
ملائم ہاتھ کو زخمی کرڈالا۔ شاہزادہ کو غصہ آیا اور بچہ کو زمین پر پٹک دیا کہ وہ فوراً ہلاک ہوگیا
چکاوک جب کہ واپس آیا اور اُسنے اپنے بچہ کو مرا ہوا دیکھا کیا حرکت کی کہ جھنجلا کر فی الفور
شہزادہ کی آنکھین پھوڑ ڈالین اور وہان سے پرواز کرکے ایوان شاہی کے کنگورہ پر
جا بیٹھا بادشاہ کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اُسنے چاہا کہ چکاوک کو کسی حیلے سے دم دلاسا
دے کر دام فریب مین گرفتار کرکے سزاے معقول دے اس خیال سے خود بذات خاص زیر
قصر شاہی آیا اور چکاوک سے کہا کہ اے انیس غمگسار دا ی مونس دلدار اُتر آ اُسنے کہا کہ
اے جہان پناہ خطا وار کو آرام سے زندگی بسر کرنے کی امید کہا ایسا خیال محال دل مین
لانا سراسر بے عقلی پر محمول ہے شاید حضور نے داستان نادل اور چودن کی نہین سماعت فرمائی
بادشاہ نے پوچھا کہ وہ کسطرح پر ہے بیان کر چکاوک نے کہا

حکایت ایک درویش ریاضت کیش تھا جسکو انادل کے نام سے منسوب کرتے تھے
اس عابد شب زندہ دار نے محض بارادہ رضا جوئی خالق وخوشنودی درگاہ الٰہی سفر
دور ودراز اختیار کیا اتفاقاً اثناے راہ مین کئی دزد اُس سے دوچار ہوے اور اس
گمان سے کہ اسکے پاس زر و جواہر ہو اُسکے قتل پہ آمادہ ہوے درویش بیچارہ اُس

اُس صحراے ہول خیز مین حیرت زدہ و پریشان حال ہوکر چارون طرف نظر کرتا تھا کہ ناگاہ جانوران کلنگ جوق جوق وہان سے گذرے اُن کو دیکھکر زاہد دانا دل نے آواز دی کہ اے کلنگو مین ان ظالمون کے پنجے مین گرفتار ہو گیا ہون اور کوئی دم مین قتل ہوا چاہتا ہون تم حسبتہً للہ میرے خون کا قصاص اِن ستمگارون سے لے لینا چورون نے زاہد کے اس کلام پر خندہ زنی کر کے کہا کہ نام تیرا کیا ہے اسنے بتلایا کہ دانا دل ہے بہت ہنسے اور کہا کہ سواے نام کے اور کوئی دانائی کی بات تجھ مین پائی نہین جاتی اس لحاظ سے اگر بے خردون کو قتل کرین تو مباح ہے غرضکہ چورون نے زاہد سادہ لوح کو تہ تیغ کیا جب اس قتل کی خبر اہل شہر کو معلوم ہوئی تو ساکنان شہر کمال متحیر و متفکر ہوے اور بالاتفاق کل اہل شہر نے قاتلون کی سراغرسانی مین کوئی دقیقہ سعی و کوشش کا فروگذاشت نہین کیا اور تفتیش قاتلون کی بیشتر نظر رکھی چنانچہ بعد مدت دراز کے عید کے روز اکثر باشندگان شہر عیدگاہ مین مجتمع ہوے اُن مین قاتلان دانا دل بھی موجود تھے اتنے عرصہ مین کلنگ بھی اُس مقام پر کہین سے آئے اور چورون کے سرون پر اُڑتے ہوے شور و شغب کرنے لگے ان مین سے ایک چور نے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ کہین یہ وہی کلنگ نہون جو کہ ہنگام قتل دانا دل موجود تھے حسب اتفاق ساکنان شہر مین سے ایک شخص اُن لوگون کے پاس بیٹھا ان کی گفتگو سن رہا تھا اس نے اس واقعہ کی خبر حاکم شہر کو کر دی حاکم بھی چونکہ قاتلون کے تجسس مین تھا مطلع ہوتے ہی فوراً سب کو گرفتار کر کے تحقیقات شروع کی اور بعد ثبوت جرم کے سب کو بسزاے قتل عمد قصاص کا حکم دیا اس داستان کے بیان کرنے کی علت غائی یہ تھی کہ بادشاہ کی راے زرین پر واضح و مبرہن ہو جاے کہ حالت موجودہ پر نظر کر کے رہنماے خرد ہدایت

نہین کرتا کہ مین تیرے فرمانے پر اعتماد کرون بادشاہ نے کہا استغفراللہ مین حاشا وکلا
کسی قسم کا آزار تجکو نہ پہونچاؤن گا اور جس قدر الفت و محبت تیرے ساتھ ہی ویسی
دلبستگی مجکو اپنی اولاد کے ساتھ نہین ہی مین تجکو فرزندون سے زیادہ عزیز رکھتا ہون
چکاوک بولا کہ انسان حوادثات زمانہ کے باعث بعض اوقات اپنی اولاد
کے ساتھ کیا کچھ سلوک نہین کرتا مگر بادشاہ نے بڑھیا اور مہتی کی داستان نہین
گوش گذار فرمائی ہی بادشاہ نے دریافت کیا کہ وہ کس طرح پر ہی چکاوک
نے عرض کیا۔

حکایت ایک پیرزال کہن سال کی ایک دختر تھی جس کا نام مہتی تھا اتفاقاً وہ
علیل ہو گئی بڑھیا لڑکی کی بیماری سے نہایت پریشان و مضطر تھی اور ہر روز ہنگام سحر
یہ دعا کرتی تھی کہ بار الٰہا تو اس نوجوان ناکتخدا کے حال پر رحم کر اور مجھ بڑھیا کو
جو اپنی زندگی سے سیر ہی اسپر نثار کر دے اتفاق سے اُس عورت کی ایک گاے جنگل
سے واپس آئی اور باورچی خانہ مین شوربے کی بو پاکر ایک پتیلے مین منھ ڈال دیا اور
بہت چاہا کہ دیگچی سے سر نکالے مگر یہ بات ممکن نہوئی اُسی طرح پتیلے کو اپنے سر پر
لیے مطبخ سے باہر آئی بڑھیا گاے کو اس مہیب اور خوفناک ہیئت مین دیکھکر ڈر گئی
اور خیال کیا کہ یہ فرشتہ قابض الارواح یعنی ملک الموت ہی جان تو بڑی پیاری
ہوتی ہی گھبرا کے کہنے لگی کہ اے ملک الموت مین مہتی نہین ہون مجھے چھوڑ دے
لہذا اُس کی جان لے۔ پس یہی قرین صواب معلوم ہوتا ہی کہ مین اس ورطۂ ہلاکت
سے برکنار رہون بادشاہ نے فرمایا کہ اے چکاوک قصہ میرا تیرے ساتھ مثل
قصہ اس بادشاہ اور مطرب خوش الحان کے ہی چکاوک نے عرض کیا حضور

۱۲۴۰

ارشاد فرمایئن وہ کیونکہ یہی بادشاہ نے اپنی زبانِ فیض ترجمان سے بیان
کرنا شروع کیا کہ۔
حکایت ایک بادشاہ کی سرکار مین ایک مطرب خوش نوا ملازم تھا بادشاہ اکثر
اُسکے نغمہ ہاے طرب انگیز سے محظوظ ہوا کرتا تھا اور یہ مطرب ایک غلام کو جو بڑا ذہین
اور طباع تھا موسیقی کی تعلیم دیتا تھا اور ساز وغیرہ بجانا سکھاتا تھا الغرض وہ غلام زیرک
عرصۂ قلیل مین اپنے استاد پر بھی فوقیت لے گیا اور بڑا صاحب کمال ہوگیا بادشاہ کو
جب غلام کا یہ حال دریافت ہوا تو اُسکو اپنا مقرب خاص بنایا اُستاد کے دل مین آتش
حسد مشتعل ہوئی آخرالامر موقع پاکر غلام باکمال کو ہلاک کر ڈالا۔ جب شاہ اس واقعے سے
مطلع ہوا تو مطرب کو طلب کیا تاکہ سزاے معقول دے جب مطرب حاضر ہوا بادشاہ نے
ازروے عتاب اُس سے کہا کہ کس چیز نے تیرے نفس کو اس بات پر آمادہ کیا کہ تو نے غلام
کو بے قصور مار ڈالا کیا تو چاہتا ہی کہ مین اسوقت ایسا حکم نافذ کردن کہ جسطرح تو نے
شربت اجل پلاکر غلام کو ہلاک کیا وہی جام مرگ تجکو بھی پلایا جاے۔ مطرب نے کہا کہ
ای شہریار کامگار فی الواقع مجھسے خطاے عظیم سرزد ہوئی ہی جس سے بادشاہ کی آدھی
عشرت و دلبستگی غم و رنج سے مبدل ہوگئی ہی لیکن بادشاہ اگر مجکو بھی اُسکے انتقام
مین قتل کرنے کا حکم دین گے تو پورا عیش و نشاط اپنا تلف کردین گے بادشاہ نے یہ
بات پسند فرمائی اور اُسکے قتل کا عزم فسخ کردیا۔ یہ داستان اس غرض سے بیان کی تاکہ
معلوم ہو کہ میری نصف خوشی و خورمی تو فرزند کی بصارت زائل ہوجانے کے سبب
سے میرے ہاتھ سے جاچکی ہی اور تو بھی جو صداے فراق سناتا ہی تو وہ آدھی مسرت
و شادمانی جو باقی رہ گئی ہی وہ بھی برباد ہوجائے گی بس انجام کیا ہوگا۔ چکاوک نے کہا

کہ مین اُن اشخاص مین سے نہین کہ جنکو طبیب درد قولنج کے مریض کو کہتا تھا کہ بمقابلہ درد شکم کے علاج کے آنکھونکی دوا کرنا زیادہ تر مفید ہوگی بادشاہ نے پوچھا مفصل اسکا حال بیان کر چکاوک نے عرض کیا کہ۔

حکایت ایک شخص طبیب کے پاس آیا کہ درد شکم سے بیتاب ہوکر زمین پر تڑپتا تھا اور دوا طلب کرتا تھا طبیب نے ہمراہیان مریض سے دریافت کیا کہ آج اسنے کیا کھایا تھا جواب دیا کہ ایک ٹکڑہ جلی ہوئی روٹی کا۔ حکیم نے اپنے ملازم سے کہا کہ دوائے ترقی روشنی چشم سے آؤ تا کہ اس کی آنکھون مین لگا دی جاے کہا کہ ای طبیب یہ وقت تمسخر و مذاق کرنے کا نہین ہی مین درد شکم مین جان سے عاجز ہون اور آپ داروے چشم طلب کرتے ہین اس سے اُسکو کیا مناسبت ہی طبیب نے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تیری آنکھین روشن ہو جائین اور تجھکو سیاہ وسفید مین تمیز ہو سکے اور بارِ دگر نان سوختہ کھانے سے احتراز کرے غرض اس مثل کے بیان کرنے سے یہ تھی کہ بادشاہ کا خیال اس طرف نہ رجوع ہو کہ مین اُس زمرے مین سے نہین ہون کہ جو ساختہ اور سوختہ مین شناخت نہ کر سکے بادشاہ نے کہا کہ دوستون کے مابین اِس قسم کے بہت سے ماجرے پیش آتے ہین لیکن جو شخص زیور دانش سے آراستہ و پیراستہ ہوتا ہی وہ آتش غضب کو آب تحمل سے بجھا دیتا ہی اور جب عفو ہونا ممکن ہی تو انتقام نہین لیتا۔ چکاوک نے کہا کہ اکثر بزرگون کا مقولہ ہی کہ بعض اوقات جب کوئی شخص کسی کام کو سہل خیال کرکے گذرتا ہی تو وہ دشوار ہو جاتا ہی اور یہ کام تو ازحد دشوار ہی پھر آسان کیونکر ہو سکتا ہی۔ ای شہریار شاید حضور نے شاہ طبرستان کا پیغام نہین سنا ہی بادشاہ نے فرمایا کہ وہ کیونکر ہی

چکاوک نے کہا کہ۔

حکایت بادشاہ طبرستان کے ارکان دولت مین سے ایک رکن سلطنت سرتابی پر آمادہ ہوکر درپے فتنہ وفساد کے ہوا بادشاہ نے شفقت کی نظر سے چند نصایح دلپذیر لکھکر اُسکے پاس بھیجدیے مگر اُس کو رنمک کے دل پر اصلا مؤثر نہ ہوے اور بادشاہ کے حضور مین بطور جواب یہ پیغام کہلا بھیجا کہ ہم اور تم مثل شیشہ وسنگ کے ہین اگر سنگ کو شیشہ پر خواہ شیشہ کو سنگ پر مارین تو دونون صورتون مین شیشے ہی کا ضرر ہوگا ای ملک مین بھی شیشہ کے حکم مین داخل ہون بادشاہ نے فرمایا کہ ہرچند مین سنے مہربانی مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا لیکن تو نے وہی کجروی قائم رکھی در راہ راست پر قدم نہ مارا ایسے شخصون کو نصیحت کرنا بے سود ہی جیسے کہ زاہد نے بھیڑیے کو نصیحت کی تھی چکاوک مستفسر ہوا کہ حضور وہ کس طرح پر ہی بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ۔

حکایت ایک زاہد عزلت گزین کا گذر صحرا کی جانب ہوا اُس سنے ایک بھیڑیے کو دیکھا کہ شکار کی تلاش مین چپ و راست نظر دوڑا رہا ہی زاہد نے زبان نصیحت کھولی اور کہا کہ خبردار کسی بکری وغیرہ کے مارنے کا قطعًا ارادہ نہ کرنا کیونکہ اسکا انجام بہتر نہین ہوتا بھیڑیے نے کہا کہ آپ اپنے پند ونصایح کو تہ کر رکھیے اور فہمائش سے درگذر کیجیے دیکھیے اس بلندی کے نیچے بکریون کا گلہ چر رہا ہی مجھے اندیشہ ہی کہ آپ کی باتون مین موقع شکار کا ہاتھ سے جاتا رہے اس مثل کے بیان کرنے سے مقصد یہ ہی کہ ہرچند مین تجھکو پند ونصیحت کرتا ہون مگر تو ایک ہی بات پر قائم ہی چکاوک نے کہا کہ مین بہ مقتضاے دور اندیشی یہان سے جاکر ایسے مقام پر جاتا ہون کہ جہان سے مجھے کوئی گرفتار نہ کرسکے گا۔ بادشاہ نے

لاچار ہوکر پوچھا کہ اگر جاتا ہی تو پھر کب تک آئے گا چکاوک بولا کہ حضور میرے واپس آنے کی امید ہرگز نہ کیجیں اور یہ افسانہ میرا عرب اور نان پز کی داستان سے مشابہ ہی بادشاہ نے دریافت کیا کہ وہ کیونکر ہی چکاوک نے کہا۔

حکایت ایک عرب صحرائی یعنی بدّو بھوکا پیاسا شہر مین آیا اور نانبائی کی دوکان پر روٹیون کا ڈھیر دیکھ کر بے قرار ہو گیا شدت گرسنگی سے ازبس بیتاب تھا نانبائی کے پاس جا کر کہنے لگا کہ مین پیٹ بھر روٹیان کھالون تو کسقدر دینار تو لے گا۔ نانبائی نے خیال کیا کہ یہ اگر بہت ہی بھوکا ہوگا تو تین چار روٹیون سے زیادہ نہ کھا سکے گا کہا کہ ای مسکین تو نیم دینار دے عرب نے نیم دینار دیا اور دجلہ کے کنارے بیٹھکر کھانا شروع کیا نانبائی روٹیان دوکان سے لاتا تھا اور عرب اُن کو پانی مین بھگو بھگو کر نوش جان کرجاتا تھا یہان تک کہ روٹیون کی قیمت ایک دینار سے بھی زیادہ تجاوز کر گئی جب تو نانبائی سے صبر نہو سکا کہا کہ کہان تک کھائے جائے گا عرب نے جواب دیا کہ جب تک دجلہ کا پانی جاری رہے گا تب تک کھاتا رہون گا میری غرض اس قصہ کے بیان کرنے سے یہ ہی کہ جب تک چشمۂ جسم مین آب زندگانی قائم ہی اُسوقت تک بیم و ہراس سے ہرگز باز نہ ہونگا اور بار دگر میرے آنے کے لیے کوئی صورت متصور نہ ہوگی بس اس آخری جملہ پر اپنے کلام کو ختم کر کے کنگورہ قصر بادشاہی سے پرواز کر گیا۔

رباعی

خواہی کہ نہ باشی بہ غم و رنج حزین	بشنو سخن پاک تراز درِّ ثمین
از دشمن آزردہ تغافل منماے	وز صاحب کبر و کینہ ایمن منشین

باب نوان

عفو جرائم کے بیان مین جو بادشاہون کے لیے سب سے بہتر صفت ہی

راے دابشلیم نے بید پاے برہمن سے کہا کہ اب بیان فرمائیے کہ جب بادشاہ اپنے مقربان درگاہ مین سے کسی اہل کار کو کسی خطا کی پاداش مین نظر انداز کر دے تو دوبارہ اسکو بحال کرنا چاہیے یا نہین۔ برہمن نے جواب دیا کہ اگر بادشاہ جہان پناہ عفو پیشہ نہو تو جملہ کار و بار دنیوی معطل اور بے کار ہو جائین گے اور انتظام ملکی مین خلل واقع ہو گا اور اس حال کے مناسب شیر اور گیدڑ کی داستان ہی راے نے پوچھا کس طرح برہمن نے بیان کیا۔

حکایت ہندوستان مین ایک گیدڑ مسمی بہ فریشہ تھا جس نے ترک حیوانات کر کے خونریزی کو قطعًا چھوڑ دیا تھا اور گوشۂ تنہائی اختیار کر کے تارک الدنیا ہو گیا تھا۔ احباب و اعزا اسکو اپنا پیشوا اور بزرگ سمجھ کر اس کی پیروی کیا کرتے تھے اور اسکی ہدایت پر عمل کرتے تھے جس مقام پہ وہ رہتا تھا اُسی قرب و جوار مین ایک بیشۂ دلکشا و فرحت افزا تھا اور کامجوے نامے ایک شیر اُس بیشہ کا حاکم تھا ایک روز حضار مجلس اور ندیمان شاہی نے فریشہ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کی از حد تعریف کی یہان تک کہ بادشاہ کو فریشہ کی ملاقات کی تمنا ہوئی ایک ملازم خاص کو اُسکے طلب کرنے کے لیے بھیجا چنانچہ حسب الارشاد شہریار فریشہ حاضر ہوا اور بادشاہ کی ملاقات سے شرف اندوز ہوا

بادشاہ کو بھی اسکی مصاحبت اور آداب شناسی بہت پسند آئی اور مجلس شاہی مین ندیم وجلیس
رہنے لگا۔ چند روز کے بعد ایک دن خلوت خاص مین طلب کرکے فریشہ سے کہا کہ میری
راے اس امر کی مقتضی ہوتی ہی کہ انتظام وانصرام جملہ مہمات ملکی ومالی ونگہبانی کشور
سب تیری راے صواب اندیش پر چھوڑ دون اور تمام کاروبار تیرے سپرد کردیے جائین۔ فریشہ نے
عرض کیا کہ جب کسی بے غرض اور مدبر شخص نے عنان حکومت اپنے قبضۂ اقتدار مین لی ہی تو
ضرور اُسپر دیگر ہم جنسون کو رشک وحسد پیدا ہوجاتا ہی اور یہان تک اُسکی نوبت پہونچتی ہی
کہ غرض گویون کے اقوال کی تاثیر سے بادشاہ کا دل بھی پھر جاتا ہی اے جہان پناہ نہ میری طبیعت
مین مکر وفریب ہی اور نہ مین خوشامدانہ کارروائی پسند کرتا ہون لہذا حضور اس خدمت سے خاکسار
کو معاف رکھین تو بہت مناسب ہی ورنہ میری وہی حالت ہوگی جو مکھیون کی ہوئی کابجوی نے
استفسار کیا کس طرح فریشہ نے عرض کیا۔

حکایت ایک درویش خدا پرست بازار مین چلا جاتا تھا ایک حلوائی نے اُس سے خواہش
کی کہ تھوڑی دیر میری دوکان پر تشریف رکھیے تاکہ آپ کے کلمات موعظت آمیز سے مین اور
دیگر سامعین بہرہ مند ہون۔ مرد عارف حسب درخواست حلوائی کے اسکی دوکان پر بیٹھ گیا
حلوائی نے بطور تواضع ایک طشت پر از شہد درویش کے روبرو رکھدیا طشت رکھتے ہی مکھیان
بکثرت اُسپر بیٹھ گئین حلوائی نے پنکھا جھلا کہ مکھیان اُڑ جائین جو مکھیان کہ طشت کے کنارون پر
بیٹھی تھین وہ تو فوراً اُڑ گئین اور جو درمیان مین بیٹھی ہوئی تھین اُن کے پر وبال شہد مین
آلودہ ہوگئے اور اُس مین چمٹ کر رہ گئین یہ حال دیکھکر درویش نے حلوائی کو مخاطب کرکے
کہا کہ اے برادر اس طشت کو دنیا اور اس شہد کو نعمت دنیا اور ان مکھیون کو نعمت خواران حریص
وشکم پرور خیال کرنا چاہیے وہ مکھیان جو کنارے بیٹھی ہوئی تھین تھوڑے پر قانع تھین

پنکھے کو جنبش ہوتے ہی بآسانی اُڑ گیئین اسی طرح جب کہ بادکش اجل متحرک ہوگا وہ لوگ
جو اپنے دلون کو مکروہات دنیا مین مشغول کیے ہوئے نہین ہین اور کنارہ کش ہین وہ سہولت
سے نجات پائین گے اور وہ لوگ جو اپنی تمام کوششون کو دنیاوی کاروبار مین منہمک
کیے ہوئے ہین اُن کا انجام کار ذلت و خواری ہی اے بادشاہ یہ داستان اس غرض سے
بیان کی ہی تاکہ معلوم ہو کہ دنیا مین مصروف رہنا اور آزادانہ زندگی بسر کرنا مجھ ہی جیسے
بادشاہ کا حق ہی ہم کھیون سے کیونکہ رستگاری ہو سکتی ہی پس لازم یہ ہی کہ مجھکو مادام الحیات
گوشۂ تنہائی مین بسر کرنے دیجیے اس بار گران کے نیچے نہ دبائیے۔ کامجوے نے کہا کہ اے
فریشہ با بدولت کو تیری فہم و فراست کا خوب اندازہ ہو گیا ہی اور اُسپر اعتماد و اعتبار ہی
پس اگر خردمند ہی دمندان کارپرداز کو کاروبار ملکی و مالی مین دخیل نکرونگا تو سراسر بے انتظامی
پھیل جائے گی اور مہمات سلطنت مین خلل واقع ہوگا فریشہ نے کہا کہ حضور کا فرمانا درست
و بجا ہی لیکن جو کوئی شخص بادشاہی کامون مین مداخلت کرتا ہی اُسپر کل ارکان سلطنت
حسد کرنے لگتے ہین اور دشمن ہو جاتے ہین شیر نے جواب دیا کہ جب تو نے ہماری رضاجوئی
اختیار کی اور تابع حکم اور مترصد فرمان شاہ رہا تو اورون کی عداوت سے کیا باک ہی اُن
لوگون سے تو ہرگز کسی طرح کا خوف و ہراس نہ کر فریشہ نے عرض کیا کہ جہان پناہ اگر
پروردگار عالم کی قسم کھائین کہ غرض گویون کے اقوال کی ہرگز نہ سماعت فرمائین گے
تو خیر حضور کے حکم کی تعمیل کرونگا چنانچہ شیر نے عہد و پیمان کیا اور کل امورات ملکی و
مالی کو فریشہ کے سپردگی مین دیدیا آخر الامر وہی صورت درپیش ہوئی جسکا اندیشہ تھا
یعنی مصاحبون کو یہ معاملہ ناگوار گذرا اور کل ارکان دولت و کارپردازان سلطنت بالاتفاق
اس امر پر آمادہ ہوے کہ فریشہ کو خیانت کی تہمت سے متہم کر کے بادشاہ کے مزاج کو

اُسکی جانب سے برہم کر دین تا کہ وہ بادشاہ کے دل سے اُتر جاے پس موقع پاکر ایک شخص کو تعلیم کیا کہ
گوشت جو شیر کی چاشت کے لیے رکھا ہوا ہی چُراکر فریشہ کے مسکن مین جاکر رکھ دے اُس نے
اسیطرح عمل کیا جب صبح ہوئی اور کل حکام امرا وزرا اپنے اپنے معمول کے مطابق حاضر دربار
ہوے فریشہ اُسوقت کسی کام کے لیے گیا ہوا تھا اور شیر اُسکے آنے کا منتظر تھا جب کہ چاشت کا
وقت آیا اور شیر پر اشتہا غالب ہوئی جو گوشت چاشت کے لیے رکھا گیا تھا اُسکی تلاش
ہونے لگی ہر چند ڈھونڈھا کہین نہ پایا شیر برہم ہوا دشمنون کو موقع ملا اُنھون نے عرض کیا
کہ وہ گوشت جو جہان پناہ کی چاشت کے لیے رکھا گیا تھا فریشہ مخفی طور پر اپنے گھر لیگیا
ہی الغرض تمام خورد وکلان جانورون نے متفق اللفظ ہوکر تہمت لگائی اور بادشاہ کا دل
فریشہ کی طرف سے منحرف کر دیا پس اسنے حکم دیا کہ فریشہ کو حاضر کرین وہ بیچارہ حاسدون
کے مکر وفریب سے غافل تھا دلیرانہ آگے آیا شیر نے پوچھا جو گوشت چاشت کے لیے کل
کے روز تیرے سپرد کیا گیا تھا کہان ہی جواب دیا کہ مطبخ شاہی مین داخل کر دیا گیا تھا
کہ بوقت چاشت حضور مین پیش کیا جاے مطبخی بھی منکر ہو گیا شیر نے چند جانورون کو بھیجا کہ
فریشہ کے مقام پر جاکر خانہ تلاشی کرو چونکہ انھین لوگون نے یہ چالاکی کی تھی کہ گوشت خود
چُراکر وہان رکھدیا تھا فوراً گئے اور گوشت لاکر حاضر کر دیا فریشہ متحیر ہو گیا اور سمجھا کہ جس
بات کا اندیشہ تھا وہی سامنے آئی۔ شیر کے وزراے سلطنت مین سے ایک گرگ بھی تھا جو
ہمیشہ فریشہ کے ساتھ لاف زنی محبت والفت کی کیا کرتا تھا جب گوشت اُس کے گھر سے
نکلا تو وہ بادشاہ کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ حضور والا بہت جلد اسکے قتل کا حکم صادر کیا
جاے شیر بڑے سوچ مین پڑ گیا اتنے مین ایک سیاہ گوش جو بہت منہ چڑھا تھا سامنے حاضر
ہوا اور عرض کیا کہ باوجود ثبوت ایسے جرم سنگین کے اس کام مین غور وتامل کی کیا ضرورت ہی

جو صاحب حکومت رضاے الٰہی کا طالب ہو اُسکو فرض ہو کہ مجرم کو سزا دے جیسا کہ بادشاہ بغداد نے اپنی محبوبہ خاص کو فلاح دنیوی کے لیے سزا دی تھی کا مجوسے نے دریافت کیا کیونکر سیاہ گوش نے بیان کیا۔

حکایت شاہزادہ چین کو سفر دریا کی خواہش پیدا ہوئی باپ سے اجازت حاصل کر کے اپنے ملازمون کے ہمراہ کشتیون پر سوار ہو کر دور و دراز ممالک کا سفر اختیار کیا بعد طی مراحل سفر شہر بغداد مین پہونچا۔ فرمانرواے بغداد نے نہایت عمدگی سے لوازم مہمانداری ادا کیے اور موافق اُسکے مرتبہ کے قدر و منزلت سے پیش آیا بوقت رخصت شہزادہ چین نے ایک ماہ پیکر کنیزک خلیفہ بغداد کے محل مین بھیجی۔ فرمانرواے بغداد اُسکے حسن جمال کو دیکھکر مفتون ہوا اور ہر روز چند عرصہ کے کمال محبت و الفت بڑھ گئی اور ایسا اُس کے حسن زاہد کش و عابد فریب مین دلدادہ ہوا کہ بالکل انتظام ملکی سے غافل ہو گیا ایک شب بادشاہ نے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہی کہ ای بادشاہ تجھے کیا ہو گیا ہی جلد ہوشیار ہو اور انتظام کار و بار سلطنت مین مشغول ہو چنانچہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہو کر انتظام مملکت اور دادرسی رعایا مین مصروف ہوا اور حکم دیا کہ یہ کنیزک ہماری خلوت سرا مین نہ آنے پائے لونڈی ایک روز فراق شاہ مین بیتاب ہو کر بارگاہ شاہی مین چلی آئی بادشاہ اُسکو دیکھکر پھر شیفتہ جمال بے مثال کنیزک ہو گیا لیکن معًا اسکو خیال آیا اور یہ حکم نافذ کیا کہ یہ لونڈی قتل کر دی جائے پس اپنے محرم راز کو حکم دیا کہ اس کنیز کو لیجا کر دجلہ مین غرق کر دے وہ شخص حسب الحکم شاہ لونڈی کو محل سے باہر لایا اور دل مین خیال کرنے لگا کہ یہ لونڈی معشوقہ و منظور خلیفہ ہی شاید کل بادشاہ اپنے حکم سے پشیمان ہو کر پھر اسکو یاد کرے اور مجھ سے طلب فرمائے تو مین کیا جواب دونگا اس خیال سے اسنے تجویز کیا کہ اپنے مکان پر

سے جاکراسے پوشیدہ رکھون تو مناسب ہی الغرض چندروز کے بعد بادشاہ کے دل مین پھر کنیزک کی یاد آئی اور اپنی حرکت سے منفعل ہوکر نہایت ملول و رنجیدہ خاطر رہنے لگا اور پریشانی ہنگی منجر بہ آشفتگی مزاج ہوگئی ایک روز اُس ندیم و محرم راز نے بادشاہ کی سراسیمگی دیکھکر اُس کنیز کو حاضر کیا بادشاہ بتقاضائے محبت بہت خوش ہو کر ہم صحبت ہوا لیکن پھر اسے کچھ خیال آیا اور حکم قتل دیا مگر تعمیل حکم مین تاخیر کی گئی چونکہ بادشاہ کو آبادی خلق اللہ اور رفاہ رعایا کا بہت خیال رہتا تھا اور امور سلطنت کے انتظام مین ازبس ساعی تھا مگر معشوقہ کے حسن و جمال کی محویت سے کام بگڑے رہتے تھے اس لحاظ سے بادشاہ نے خود اُس جھگڑے کا فیصلہ ہی کر دیا یعنی ایک روز بادشاہ معشوقہ کے ساتھ لب بام دریا کی سیر مین مصروف تھا کہ ایک مرتبہ لونڈی کا ہاتھ پکڑ کر دریا مین پھینک دیا کہ وہ غریق بحر فنا ہوگئی اور بادشاہ بدستور دادگستری خلائق مین مصروف رہنے لگا۔ سیاہ گوش نے کہا کہ ای بادشاہ اس قصہ کے بیان کرنے سے مطلب یہ تھا کہ حاکم بغداد نے آسائش خلق کے لحاظ سے اپنی محبوبہ دلنواز کو اگرچہ وہ محض بے قصور تھی قتل کر دیا تو کیون مجرمون کی سزا دہی مین کمی کرتا ہی شیر ان فہم آمیز باتون سے آشفتہ خاطر ہوا اور فریشہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر اس جرم کے متعلق کوئی عذر ہو تو بیان کر چونکہ فریشہ بے قصور تھا اس خیال مین اسکی زبان سے جواب سخت نکل گیا اور کچھ اور بڑھاکر درنداژون نے اس کی سخت کلامی کی خبر بادشاہ کے حضور مین عرض کر دی الغرض فریشہ کی درشت گوئی اور دشمنون کی خوشامدہاے مکرآمیز اور شیر کی گرسنگی ان سب امور نے بادشاہ کے مزاج کو نہایت برہم کر دیا اور آئین خردمندی سے برگشتہ ہو کر شیر فریشہ کی عمدہ خدمات اور اپنے عہد و پیمان سب فراموش کر گیا اور فریشہ کو حکم قتل دیدیا مخبرون نے اس خبر کو جب مادر شیر کے سامنے بیان کیا تو وہ عاقلہ تھی سمجھ گئی کہ اس کام مین

شیر نے شتابی کی ہی پس اس نے بہ عجلت تمام تر کسی شخص کے ذریعہ سے جلاد کے پاس کہلا بھیجا
کہ تھوڑی دیر اس مجرم کے قتل کرنے مین تاخیر کر دینا کہ مجھ کو اس کے بارے مین شیر سے
کچھ گفتگو کرنا ہی بعد ازان خود شیر کے پاس آئی اور کہا کہ ای قرۃ العین فریشہ کے مقدمہ
مین ذرا غور و تامل کرنا چاہیے شیر نے کہا کہ مین نے کسی کے کہنے پر فریشہ کے قتل کا حکم
نافذ نہین کیا ہی بلکہ اُسپر جرم سرقہ کا ثابت ہو گیا ہی اُس کی پاداش مین اُس کو سزا دینا
لازم ہوا ماد رشیر نے کہا ای نور نظر بادشاہون کو مناسب ہی کہ بجز یقین کامل کسی سے کبیدہ خاطر
نہ ہون اور فریشہ کی خوش نیتی زمانۂ ملازمت مین مشاہدہ ہو چکی ہی شاید تجھ کو فراموش
ہو گئی ہو مگر مجھکو خوب یاد ہی اور اس مین کوئی شک نہین کہ دشمنون نے اُسپر ضرور تہمت
لگائی ہی اور اگر یہ الزام اُسپر صحیح بھی مانا جائے تاہم یہ جرم ایسا سنگین نہین ہی کہ اوس کو
حکم قتل دیا جائے ای بادشاہ تو نے اسکی خدمات کو پسند کر کے خود مرتبۂ اعلی پر سرفراز کیا
ہی اگرچہ اُس سے کوئی قصور بھی سرزد ہو گیا ہو معاف کر دینا چاہیے اور غور کا مقام ہی کہ
ایسے متدین شخص سے اتنی بڑی خیانت کیونکر ہو سکتی ہی اس وجہ سے کہ فریشہ نے تو عرصۂ دراز
سے گوشت کھانا بالکل ترک کر دیا ہی اسلیے حتی الامکان تم خود اپنے رہنمونی عقل پر غور کر کے
اس مقدمہ مین سوچو کہ وہ گوشت چرا کر کیا کرتا اگر فرض کیا جائے کہ وہ کھاتا بھی ہی تو کچھ
ایسا نادار بھی نہین تھا کہ بادشاہ کا ناشتہ جانتے چرا کر لیجاتا مجھکو یقین کامل ہی کہ اُس کے
حاسدون نے از راہ بغض و عداوت گوشت کو لے جا کر اُس کے مکان مین چھپا دیا تاکہ
خواہ مخواہ اُس پر جھوٹی تہمت لگا کر بادشاہ کے دل کو اُس کی طرف سے پھیر دین اور ایسے
مکر و فریب کا حاسدون سے جانب سے بر روی کار آنا کچھ عجب کی بات نہین ہی ایسے
خبث طینتی کے واقعات اکثر گذرے ہین یہان تک کہ لوگون نے غیر کی ضرر رسانی کیلیے

اپنے نفس کو ہلاک کرڈالنا پسند کیا ہی جیسا کہ اُس خواجہ نے غلام کو قتل کرنے کا حکم دیا
شیر نے پوچھا کسطرح مادر شیر نے کہا کہ۔

حکایت شہر بغداد مین ایک شخص حاسد رہتا تھا جسکے ہمسایہ مین ایک مرد عبادت گذار
اور شب زندہ دار کا مکان تھا اہالیان بغداد اس کی بہت عزت و توقیر کرتے تھے حاسد اپنے
ہمسایہ کی تواضع و تکریم دیکھکر دل مین جلتا تھا اور اُس کے آزار پہونچانے کی فکر کیا کرتا تھا
لیکن اُسکی کوئی تدبیر مفید مطلب نہوتی تھی آخرکار اُسنے ایک غلام خرید کیا اور اُس کی
تربیت و شائستگی مین سعی بلیغ کرتا تھا اور اکثر اوقات تنہائی مین اُس سے کہا کرتا تھا کہ
تیری غور و پرداخت مین خاص ایک ضرورت کی وجہ سے کر رہا ہون جب کہ ایک عرصہ دراز
گذر گیا اور غلام کو حق الخدمت اور نمک حلالی مین ثابت قدم پایا تو اپنا دلی مدعا اُس سے
ظاہر کیا اور بیان کیا کہ مین اس ہمسایہ سے نہایت تنگ آگیا ہون اور بارہا مین نے
چاہا کہ کوئی بلا اسپر نازل ہو مگر کوئی صورت اُسکی ظہور مین نہین آئی اسوجہ سے میری زندگی
تلخ ہوگئی ہی اور تجکو مین نے خاص اسی غرض سے پرورش کیا ہی کہ آج کی رات مجھے
اس ہمسایہ کے کوٹھے پر ذبح کرکے ڈالدے ہنگام طلوع آفتاب جب لوگ مجکو کشتہ دیکھینگے
توضرور اُسکو خون کے الزام مین ماخوذ کرینگے جسکی وجہ سے اُسکی عزت و آبرو بلکہ جان و
مال کو سخت نقصان پہونچیگا غلام بولا کہ ای خواجہ اگر تیرا مطلب زاہد کے دفع کرنے پر
ہی تو مین اُسکے قتل کرنے پر آمادہ ہون خواجہ نے کہا کہ تیرا خیال بالکل غلط ہی شاید تو
اُسپر قادر نہوسکے تو دوبارہ تاب مقاومت باقی نرہے اُٹھ اور جلد خدمت کو بجالا اور
مجکو خوشنود کر مین تیری آزادی کا نوشتہ تجھے دیے دیتا ہون اور یہ روپون کی تھیلی
بھی لیلے اور کسی ملک مین جاکر تمام عمر عیش و آرام سے بسر کر۔ غلام نے کہا کہ ای خواجہ

کوئی عاقل اس تجویز کو پسند نہ کرے گا جو تو نے سوچی ہی اس لیے کہ دشمن کی ہلاکی اپنی
حیات میں انسان کو مطلوب ہوتی ہی اور جب کہ تو خود ہی دائرہ زندگانی سے خارج ہو گیا
تو تجکو دشمن کی ہلاکی سے کیا فائدہ پہونچا۔ پس از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد۔ غرضیکہ
غلام نے اسی قسم کی بہت سی نصیحتیں پیش کین مگر کچھ بکار آمد نہوئین اور اُسکے دلپر اُن کے
پند و نصائح نے کچھ تاثیر نکی الغرض غلام سادہ لوح نے دیکھا کہ خواجہ کسی طرح نہین مانتا
اور اصرار اُسکا بڑھتا جاتا ہی لاچار سر اُسکا کاٹ کر ہمسایہ کے بام پر ڈال دیا اور پروانہ آزادی
مع روپیون کی تھیلی کے لیکر وہان سے اصفہان کی طرف چلا گیا۔ جب دوسرا دن ہوا
تو اہل شہر نے خواجہ کو اس بزرگ منش عابد و زاہد کے سقف پر کشتہ دیکھکر اُسکو ماخوذ
کیا اور کوتوال شہر کو اس واقعہ کی اطلاع کی کوتوال آیا اور تفتیش حال کر کے زاہد کو پا بجولان کر
زندانخانہ بھیجدیا اتفاقاً چند دنون کے بعد ایک تاجر بغداد نے جوکہ شہر اصفہان کی
جانب گیا ہوا تھا اس سوداگر نے اُس غلام کو دیکھکر پہچانا اور اُس غلام نے بھی تاجر کو
دیکھتے ہی خواجہ کا احوال اور شخص ہمسایہ کی کیفیت استفسار کی سوداگر نے تفصیل وار
کل حالات کو بیان کرنا شروع کیا یعنی خواجہ کا مارا جانا اور اُس مرد ہمسایہ کا گرفتار
ہونا محبس مین جانا شروعًا کہہ سنایا۔ غلام ان حالات کو سن کر کہنے لگا کہ عجب قسم
کا ستم اُس زاہد بے گناہ پر واقع ہوا ہی اور اصل حقیقت اس معاملہ کی یہ ہی کہ خواجہ
کے حکم کے مطابق خود مجھسے یہ فعل سرزد ہوا ہی اور وہ مرد صالح اس واقعہ سے محض لاعلم
ہی پس اُسنے رفتہ رفتہ کل کیفیت مشروحًا گذشتہ حادثہ کی تاجر سے بیان کر دی اور تاجر
نے قافلہ کے لوگون کو شاہد و گواہ کر کے اس ماجرے کو خلیفہ بغداد کے حضور مین پیش
کیا وہان سے بعد تحقیقات وہ درویش بے قصور ثابت ہوا اور بند غم سے رہائی پائی

اس داستان کے بیان کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بادشاہ کو واضح ہو کہ اہل حسد نے اب تک
کیسے کیسے ناشائستہ کام کیے ہین اس لیے تجکو چاہیے کہ دیدۂ عقل سے بغور و تامل اس
مقدمہ پر نظر کر اور عجلت کرنا اس مین اچھا نہین ہی شیر نے اپنی مادر مہربان کی فہمائش
و تفہیم سے متنبہ ہو کر فریشہ کو خلوت خاص مین طلب کر کے کہا کہ مین نے یہ حملہ کارروائی
بمقتضاے مصلحت وقت کی تھی اب تو کسی طرح کا اندیشہ نہ کر اور بیدل نہ ہو اور بدستور
اپنے کام متعلقہ کی انجام دہی مین مصروف رہ فریشہ نے عرض کیا کہ تا وقتیکہ حضور والا
اس مقدمہ کا فیصلہ قطعی اور تدارک واقعی نہ فرمائین گے اس تہمت کا رنج میرے لیے
سوہان روح رہے گا کا مجو سے نے فرمایا کہ دوبارہ تفتیش اس مقدمہ کی کس طریقہ سے ہونا
چاہیے فریشہ نے کہا کہ جس گروہ نے میری بدطینتی اور خیانت پر اتفاق کیا ہی بادشاہ
ان مین سے ہر ایک کو فرادا فرادا طلب فرمائین اور ہر ایک سے بنظر لطف و قہر پیش
آئین اور اس عنوان سے اس کی تحقیقات فرمائین تو یقین کلی ہی کہ ہر ایک کی مختلف
گفتگو سے اصلی حقیقت واقعہ کی منکشف ہو جائے گی چنانچہ بادشاہ نے حسب تجویز فریشہ
ہر ایک کے جرمون کو معاف کر کے بخوشی خاطر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ طلب کیا اور مہربانی
اور قہر سے اس ماجرے کا حال دریافت کیا ان مین سے بعض نے جو زیادہ تر فتنہ پرداز
نہ تھے حقیقت حال سے بادشاہ کو من وعن آگاہ کر دیا بعد ازان باقی ماندہ شخصون نے بھی
بہ نظر مصلحت وقت اپنی خطاؤن کا اقبال کر کے کل سرگذشت ظاہر کر دی شیر نے
برہم ہو کر چاہا کہ تہمت لگانے والون کو سزاے معقول دے لیکن مادر شیر نے کہا کہ ای بادشاہ
جب کہ تو نے ان سب کو اپنے ظل عاطفت مین پناہ دی ہی تو پھر انکو قتل کرنا فرمانروائی
کے قواعد سے کوسون دور ہی لیکن اس خلاق عالم کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرنا لازم ہی کہ

تجکو اس کام مین بخوبی تجربہ حاصل ہو گیا اسکو خوب یاد رکھ اور دوسری بار کلمات مکر آمیز سماعت نہ کر بادشاہ نے اپنی مان کا شکریہ ادا کیا اور فریشیہ کو حضور مین طلب کر کے ارشاد فرمایا کہ اپنے کام مفوضہ کو بدستور انجام دے فریشیہ نے کہا بادشاہ کو ہمیشہ اپنے قہر و غضب پر قادر رہنا چاہیے اور عفو جرائم مین ہمت عالی رکھنا ضرور ہی جیسا کہ بادشاہ یمین نے باوجود ایک گناہ عظیم کے ارتکاب کے اپنے دربان کو فضیحت نہ کیا بادشاہ نے پوچھا کہ وہ کیونکر ہی فریشیہ نے کہا کہ۔

حکایت شاہ یمین نے اپنے دربان کو کسی وجہ سے معتوب کر کے معطل کر دیا تھا آخر کار اُس نے اپنی تنگدستی سے مجبور ہو کر ایک تدبیر سوچی کہ اس مین چاہے جان جاتی رہے یا اپنی مراد پر فائز ہون اس کو کر گذرون لہذا نوروز کے دن بوقت جشن پر بہار اپنے کسی دوست سے گھوڑا اور پوشاک عاریۃً مانگ لیا اور سوار ہو کر دربار شاہی مین حاضر ہوا اور دربان اسے دیکھ کر سمجھے کہ شاید بادشاہ سے اس کا قصور معاف کر دیا ہی اس خیال سے کسی نے اُسے نہین روکا۔ غرض کہ دربان مجلس عیش و نشان شاہی مین آیا دیکھا کہ شاہ عالی جاہ بزم فرحت و انبساط مین جلوہ افروز ہی اور مہمانون کے ساتھ صحبت عیش و طرب مین مصروف ہو کر نشاط و شادمانی مین محو ہی اور بہت خوشی و خرمی کے ساتھ تخت نشاط پر رونق افروز ہی مگر بادشاہ نے دربان کو دیکھ لیا چاہا کہ سزا کا حکم دین لیکن پھر خیال آگیا کہ ایسی خوشی و مسرت کی حالت مین غصہ مین آنا اپنے عیش و عشرت کو منغص کرنا ہی اور یہ علو مرتبے کے شایان نہین ہی۔ جب کہ دربان نے بادشاہ کے بشرے پر آثار خوشی و انبساط کے نمایان دیکھے تو اِس نے جانا کہ میرا یہان آنا

بادشاہ کے خاطر مبارک پر گران نہین گذرا ہی لیکن اسنے بھی کمر خدمت مستحکم کی اور
ہر کام مین بلا تامل دخیل ہوناشروع کیا اور موقع پاکر ایک طبق طلائی چھپا کر اپنے
گھر لے گیا بادشاہ سلامت نے اس حرکت کو بچشم خود ملاخطہ فرمایا لیکن اس خیال سے کہ
تنگدستی اور شکستہ حالی سے یہ بہت عاجز ہورہا ہی اس مجبوری سے اس نے یہ جرأت
کی ہی جب صحبت عیش برخاست ہوئی طبقچیون نے بہت لوگون کو اس طبق کے گم ہوجانے
پر متہم کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ان لوگون سے کیون مزاحمت کرتے ہو چھوڑ دو۔ دوسرے
سال جشن نوروزی مین دربان مذکور پھر مجالس عیش و سرور مین حاضر ہوا جب کہ
بادشاہ کی نظر اسپر پڑی اسکو بلاکر آہستہ سے پوچھا کیا وہ طبق زرین صرف ہوگیا
ہی دربان نے تسلیم کرکے عرض کیا کہ اے بادشاہ مین نے یہ فعل دیدہ ودانستہ کیا تھا
اس وجہ سے کہ کثرت اہل وعیال کے باعث نہایت تنگدست ہورہا تھا جان سے
دست بردار ہوکر یہ حرکت ظہور مین آئی۔ غلام نے خیال کیا تھا کہ اگر یہ کام میرا پوشیدہ
رہا تو چندروز باطمینان تمام زندگی بسر کرون گا جہان پناہ اگر یہ امر ظاہر ہوگیا ہو
تو قتل کا حکم صادر فرمائیے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تو نے راست راست کہدیا اسوجہ سے
تیرا حال قابل ترحم ہی پس اسکو سرفراز کرکے پھر عہدۂ قدیم پر معزز وممتاز فرمایا۔ میری
غرض اس داستان کے ایراد سے یہ ہی کہ بادشاہون کی ہمت عالی ہونا چاہیے اور
خطاوارون کے سنگین جرائم سے چشم پوشی کرنا عمدہ صفت ہی پس بادشاہ نے فریشتہ
کو پھر سرفراز فرمایا۔

باب دسوان

پاداش افعال کے بیان مین

راے دابشلیم نے بیدپاے برہمن سے کہاکہ اب اُن اشخاص کی داستان بیان کیجیے جو اپنے نفع کی غرض سے دوسروان کو ضرر پہونچانے سے باز نہین رہتے بیدپاے برہمن نے کہاکہ نیکی اور بدی کی پاداش اس دار فانی مین حاصل ہو جاتی ہی جو شخص جیسا تخم بوتا ہی تھوڑے ہی عرصہ مین اُسکا نتیجہ پالیتا ہی ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو ۔ از مکافات عمل غافل مشو

اور یہ شعر مطابق حال ہی ؎

کلجگ نہین کرجگ ہی یہ یان دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہی اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

چنانچہ اسکے حسب حال ایک شیر صف شکن اور مرد شیر افگن کی داستان ہی راے نے پوچھا کہ کس طرح بیدپاے نے بیان کیا۔

حکایت ولایت حلب کے اطراف و جوانب مین ایک صحرا تھا جس مین ایک شیر تخت حکومت پر بیٹھا ہوا مدام خون ناحق مین مشغول رہتا تھا ایک سیاہ گوش اُس کا ملازم تھا مگر اُس کے ظلم و جور سے بددل ہو کر اس امر کا خواہان رہتا تھا کہ ترک ملازمت کردے اسی خیال مین صحرا کے ایک سمت جا رہا تھا ناگاہ ایک چوپا اس کو نظر پڑا جو

نہایت کوشش و جانفشانی سے ایک درخت کی جڑ کاٹ رہا تھا وہ شجر زبانِ حال سے کہتا تھا کہ ای ظالم اظلم کس لیے میری بناءِ حیات کو برباد کر رہا ہی چوہے نے اس کی جزع و فزع پر مطلق توجہ نہ کی اور بدستور جفا شعاری مین مشغول رہا ناگاہ ایک افعی خونخوار پھنکارین مارتا ہوا کمین گاہ سے باہر آیا اور ایک ہی لمحہ مین چوہے کو نگلگیا اور زیرِ درخت کنڈلی مار کر بیٹھ رہا اتنے مین ایک خارپشت آیا اور سانپ کی دم کو منھ مین دبا کر اپنا سر پیرون مین چھپالیا۔ سانپ نہایت بیقرار ہوگیا اور اپنا سر خارپشت کے کانٹون پر مارا حتی کہ اُسکا تمام جسم چھلنی چھلنی ہوگیا اور نہایت تکلیف سے جان نکلی جب سانپ کا کام تمام ہوگیا تو ایک روباہ گرسنہ کا وہان گذر ہوا چاہا کہ خارپشت کا شکار کرے جو اسکا ایک لقمہ لذیذ تھا مگر وہ اپنا سر اندر کیے ہوے تھا اس وجہ سے لومڑی کا قابو نہ چلا اور اُسکو پلٹا دے کر چند قطرے پیشاب کے اُس پر کیے خارپشت سمجھا کہ اسیر مینھ برستا ہی اس لیے اُس نے اپنا سر پیرون سے باہر نکالا لومڑی تو لگی ہوئی تھی ہی فوراً سر کاٹ کر کھا گئی ابھی لومڑی کھا ہی رہی تھی کہ ایک کتا وہان وارد ہوا اور لومڑی کو پھاڑ چیر ڈالا۔ ناگاہ ایک چیتا آیا اور کتے کو چیر ڈالا دفعتہً ایک صیاد اُس مقام پر آپہونچا اور ناوک دلدوز اُس کی جانب چلایا وہ اُسکو فگار کر کے ایک پہلو سے دوسرے پہلو کی طرف نکل گیا صیاد نے کھال کھینچی تھی کہ اُسی وقت ایک سوار آپہونچا اور اُسنے چاہا کہ کھال صیاد سے بجبر لے لون صیاد نے کھال دینے مین انکار کیا اور لڑنے پر آمادہ ہوگیا سوار نے شمشیر آبدار سے صیاد کے سر کو تن سے جدا کیا چیتے کا پوست اُس سے لیکر روانہ ہوگیا چند گام چلا تھا کہ اُسکے راہوار نے سکندری کھائی اور سوار زمین پر گر پڑا اس ضرب سے اُسکی گردن شکست ہوگئی سیاہ گوش ان حالات کو دیکھکر متاثر ہوا

اور شیر کی خدمت گذاری سے علیحدہ ہونے کا قصد صمیم کر لیا اور اس ارادہ سے حاضر ہو کر اس صحرا سے چلے جانے کی رخصت کا خواستگار ہوا شیر نے سبب علیحدگی دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ اگر حضور والا اپنی ہمت شاہانہ سے عہد و پیمان کریں تو بطور خیر خواہی حقیقت حال کو معرض بیان میں لاؤں شیر نے اسکو امان دی اور قسم کھائی سیاہ گوش نے کہا کہ جہان پناہ ہمیشہ آپ کی نیت جانورون کی ضرر رسائی کیطرف مائل رہتی ہی نہ آپ خود کچھ خیال فرماتے ہین نہ آپ کی سرکار مین کوئی شخص اس قسم کا موجود ہی کہ پند و نصائح سے آپکو ان افعال ناشائستہ سے باز رکھے۔ شیر اس گستاخی سے برہم ہو گیا مگر عہد و پیمان کر چکا تھا لہذا اس خیال سے صبر اختیار کر کے خاموش ہو رہا اور کہا کہ جب تجکو کسی طرح کا آزار نہین پہونچا تو پھر کیون تو بد دلی و کنارہ کشی کرنے پر آمادہ ہوتا ہی سیاہ گوش نے کہا کہ اسکے دو سبب ہین ایک یہ کہ ظلم و ستم دیکھنے کی برداشت مجھ سے نہین ہو سکتی اور نہ مروت اسکی مقتضی ہوتی ہی کہ مظلومون کے زار نالے سنتا ہون دوسرے یہ کہ شاید تجھے ان حرکات کی پاداش تجھ پر عائد ہو تو گیہون کے ساتھ گھن بھی پس جاے اور تیری مصاحبت کے باعث مین بھی آتش عقوبت مین سوختہ ہو جاؤن شیر نے فرمایا کہ نہ تو نے جہان کی سیر کی ہی نہ گرم و سرد زمانہ سے کچھ تجربہ تجکو حاصل ہوا ہی پس تو افعال بد کی سزا کیونکر سمجھا اور عمل نیک کا بدلہ نیک تجھکو کس سے معلوم ہوا۔ سیاہ گوش نے جواب دیا کہ عقل خداداد سبکی رہنمون ہوتی ہی اسی کی مدد سے مجکو یہ راز منکشف ہو گیا ہی اور آج مین نے بچشم خود مکافات اور پاداش مشاہدہ کیا ہی پس سیاہ گوش نے قصہ موش و خارپشت اور روباہ اور لومڑی اور کتے اور چیتے اور صیاد اور سوار کا جو معائنہ کیا تھا مشرح شیر سے بیان کیا

چونکہ شیر کا دماغ ہوا نخوت وپندار سے بھرا ہوا تھا اس لحاظ سے اُس نے سیاہ گوش
کی نصیحت کو ایک افسانہ دروغ خیال کیا جب اس نے دیکھا کہ میرا افسانہ کچھ شیر
کے دل پر اثر پذیر نہوا تو وہ اُس کے پاس سے دبے پانون باہر آیا اور شیر غضبناک
ہو کر اُسکا متلاشی ہوا سیاہ گوش یہ حالت دیکھ کر ایک جھاڑی مین مخفی ہو گیا اور
شیر اپنی رو مین اُس جھاڑی کے قریب سے گذرا مگر اس کی نظر سیاہ گوش پر نہ پڑی
جب شیر اس کی جستجو مین آگے بڑھا تو اُسکو دو ہرن کے بچے دکھائی دیے جو جنگل
مین چر رہے تھے اور ان کی مادر مہربان پاسبانی کر رہی تھی شیر نے ان کے شکار کا ارادہ
کیا تو ہرنی چلا کر بولی کہ اے بادشاہ مجھ ناتوان کی آنکھین ان بچون کی جدائی مین
گریان نکر ہرنی کمال رنج والم کی حالت مین دیوانہ وار ہر طرف صحرا مین دوڑتی
پھرتی تھی کہ ناگہان اُسکو سیاہ گوش نظر پڑا جس سے ہرنی نے اپنا کل حال زار بیان
کیا سیاہ گوش نے اسکو بہت دلاسا اور تسلی دی اور کہا کہ تو اس قدر رنج وغم نہ کر
کیونکہ تھوڑے ہی عرصہ مین شیر کو اسکا بدلہ ضرور مل جائے گا چنانچہ اس شیر کے
دو بچے تھے جسوقت شیر نے اُدھر ہرنی کے دونون بچون کا شکار کرنا چاہا تھا اِدھر ایک
صیاد نے شیر کے مسکن پر آکر اُسکے دونون بچون کو مار ڈالا اور اُن کے پوست کھینچکر
لے گیا جب شیر شکار کر کے اپنے جاے قیام پر آیا تو اُس نے اپنے دونون بچون کو
دیکھا کہ ایک گوشہ مین مرے ہوے پڑے ہین اور کھال بھی کوئی ان کی کھینچ لے گیا ہے
شیر بچون کا یہ حال دیکھکر ڈاڑھین مار کر رونے لگا اور اس قدر اس نے گریہ وبکا کیا
کہ اس جنگل کے تمام وحوش وطیور اسکی یہ حالت دیکھکر مغموم ہو گئے شیر کے ہمسایہ
مین ایک گیدڑ پارسا اور عزلت گزین مقیم تھا وہ بھی یہ حال پر ملال سنکے برسم تعزیت

شیر کے پاس آیا اور کہا کہ صبر اختیار کر اور ہوش و حواس اپنے بجا رکھ تا کہ چند باتین
جو خدا تعالیٰ کے قدرت کاملہ سے مجھے معلوم ہوئی ہین تجھ سے بیان کرون اور
زمانہ کی بے وفائی اور نامساعدت کا حال کہون شیر نے بکمال توجہ گیدڑ کے پند و
نصائح گوش ہوش سے سنے جن کے سننے سے اس کے دل کو کچھ تسکین ہوئی جب گیدڑ
نے دیکھا کہ شیر خواب غفلت سے کچھ بیدار ہوا اور میری باتون کو بتوجہ سنا تو وہ اور
بھی جسارت کر کے کہنے لگا کہ ہر ابتدا کے لیے ایک انتہا ضروری ہی پس ہر غم کے
بعد خوشی کی امید رکھنا چاہیے اور بعد ہر سوز کے ساز کا متوقع رہنا مناسب ہی شیر
نے کہا اے خردمند روزگار جو بلا کہ نازل ہوتی ہی اُسکی کوئی وجہ ضرور ہوا کرتی ہی
پس آپ مجھے سمجھا وین کہ یہ بلا میرے جون پر کس سبب سے عائد ہوئی شغال نے کہا
کہ یہ تیرے افعال ذمیمہ کا نتیجہ ہی کیونکہ جو کچھ صیاد تیرافگن نے یہ تیرے ساتھ کیا ہی اُس سے
ہزار درجہ بڑھکر تو نے اور مظلومون کے ساتھ برابرتاؤ کیا ہی اور تیرا قصہ ہو بہو اُس
ہیزم فروش کے قصے سے مشابہ ہی شیر نے پوچھا کسطرح گیدڑ نے بیان کیا۔

حکایت گذشتہ زمانہ مین ایک شخص ظلم شعار تھا جو درویشون کی ہیزم کو ظلم
و جور کے ساتھ ارزان مول سے لیتا تھا اور مالدارون کے ہاتھ گران قیمت سے فروخت
کرتا تھا ایک دن اُس نے ایک درویش کی لکڑیون کو بجبر چھین لیا اور اُس محتاج
کو ایک کوڑی بھی قیمت مین نہ دی۔ درویش بے چارہ رونے لگا اتفاقاً اُس وقت
ایک صاحب دل کا بھی گذر ہوا اور اُس نے اس ستمگر کو نصیحت کرنا شروع کی وہ ظالم
اپنے غفلت کے نشہ مین مخمور تھا کبیدہ خاطر ہو کر اپنے مکان کی سمت چلا گیا
قضارا اُسی شب کو ایک آتشزدگی ہوئی جو بڑھتے بڑھتے اس ظالم کے مکان تک پہونچگئی

اور اُس کا کل سرمایہ بضاعت مال و متاع سب جلکر خاکستر ہو گیا صبحکو وہ ستم پیشہ اپنی
حالت اور سرمایہ کی تباہی پر افسوس کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ آگ میرے انبار ہیزم
مین کس طرح لگ گئی اتفاقاً وہی حق پرست طالب رضاے الٰہی پھر وہان پہونچ گئے
جنہون نے پہلے نصیحت کی تھی اور اُس سے کہا کہ ای ظالم اظلم کیا ابھی تک تجھ کو یہ معلوم
نہین ہوا کہ یہ آگ وہ دود دل مظلومان ہی جن کے جلے دل کو تو نے ستایا ہی یہ اُسی کا نتیجہ
ہی - ظالم کو خدا شناس کی اس نصیحت سے تنبہ ہوا اور اپنے افعال ناشائستہ سے دستبردار
ہوا - شیر سے گیدڑ نے کہا کہ اس داستان کے بیان کرنے سے میری غرض یہ ہی کہ تجھکو معلوم
ہوجاے کہ جو بلا تیرے فرزندون پر نازل ہوئی ہی یہ انھین مظالم کی پاداش ہی جو تو نے
اورون کے بچون کے ساتھ کیے ہین شیر نے کہا ای شغال زیرک اس معاملہ کو بالتفصیل
بیان کر گیدڑ نے پوچھا کہ آپ کی عمر کس قدر ہوگی اس نے کہا کہ چالیس سال کی گیدڑ
نے کہا کہ اتنے زمانے تک تیری خوراک کیا تھی اس نے کہا کہ غذا میری جانورون کے گوشت
سے تھی اُسنے کہا کہ جن جانورون کو تو اتنی مدت تک کھایا کیا ہی کیا اُن کے والدین
نہ تھے جو اپنی اولاد کے رنج و الم مین جزع و فزع کرتے اگر تو شروع
ہی سے اُن کے رنج و ملال پر اپنا خیال رجوع کرتا اور خونریزی ترک کر دیتا تو
آج کے دن تجھ پر یہ مصیبت نہ پڑتی شیر کو شغال کے یہ سخنان نصیحت آمیز بہت پسند
آئے اور اپنے حال پر افسوس کرنے لگا کہ حیف ہی مین نے اپنی عمر گرانمایہ نشۂ جاہ و منزلت
اور خوشامدگویون کی مصاحبت مین تباہ و برباد کی اب کہ بہار جوانی گذر گئی اور پیری کی
خزان نے اپنا رنگ جمایا لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہی کہ طالب رضاے الٰہی رہون
پس شیر نے خونریزی کرنے اور گوشت کھانے سے توبہ کی اور میوۂ صحرائی پر اپنا قوت

منحصر رکھا جب گیدڑ نے دیکھا کہ شیر نے میوے کھانا شروع کیے اگر ہمیشہ اپنی غذا یہی رکھیگا تو کیا عجب ہی کہ یہ جنگل میوون سے بالکل خالی ہو جائیگا اس وجہ سے کہ جو ہم چھوٹے جانورون کی ایک برس کی غذا ہی وہ قوی الجثہ ہی اسکو دس ہی روز مین کھا جائیگا پس وہ گھبرا کر دوبارہ شیر کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُس سے کہا کہ ای بادشاہ اب آپ کیا تناول فرماتے ہین شیر نے جواب دیا کہ فی الحال میوہ ہای تر و خشک پر قناعت اختیار کی ہی گیدڑ نے کہا کہ یہ بھی کچھ ٹھیک نہین ہی اب زیر دستون کی ایذا پہلے سے بھی زیادہ ہو گئی ہی شیر نے کہا اس کی وجہ کیا ہی گیدڑ نے عرض کیا کہ تو نے اس صحرا کے میوے کھانا شروع کیے ہین جو آذوقہ جانوران صحرائی کا ایک سال کا تھا وہ تو دس روز مین صاف کر دیتا ہی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بھوکون مر جاینگے اور اِس کا وبال تیری گردن پر ہوگا اور یقیناً اُس کا بدلہ تجھ کو بہت جلد مل جائیگا پس یہ کام تو پہلے سے بھی خراب نتیجہ پیدا کریگا اور مجھ کو اندیشہ ہی کہ تیرا حال اُس بندر کا سا نہو جسنے کہ بندرون کے میوون پر زبردستی قبضہ کر لیا تھا شیر نے پوچھا کس طرح گیدڑ نے کہا۔

حکایت اگلے زمانہ کا تذکرہ ہی کہ ایک بندر نے تارک الدنیا ہو کے صحرا مین گوشہ نشینی اختیار کی تھی اُس جنگل مین انجیر کے چند درخت تھے ان کے سوا اور کسی قسم کا میوہ نہ تھا بندر نے خیال کیا کہ اگر کل انجیر کھا لیے جائینگے تو موسم سرما مین بالکل بے توشہ و برگ رہنا پڑیگا اس لیے بندر نے اپنے دل مین یہ تجویز قرار دے لی کہ اس سے بہتر کوئی صلاح نہوگی کہ ہر روز انجیر کے ایک درخت کو جھاڑ کر ضرورت کے موافق اُس مین سے کھا لیا کرون اور باقی کو خشک کر کے ذخیرہ کر رکھون

کہ موسم سرما مین بفراغت بسر اوقات ہو سکے اسی طرح سے وہ روز چند درختون کو ہلاتا اُن مین سے جسقدر پھل گرتے کسی قدر اُس مین سے کھا لیتا اور باقی جمع کرتا جاتا تھا کہ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ بندر حسب معمول درخت پر بیٹھا ہوا انجیر نیچے گرا رہا تھا اور کچھ کھاتا بھی جاتا تھا کہ ناگاہ ایک خوک شکار کے پھندے سے نکلکر اُس مقام پر وارد ہوا اور وہ جس درخت کو دیکھتا تھا میوون سے خالی پاتا تھا رفتہ رفتہ اُسی درخت کے نیچے آیا جسپر بندر بیٹھا ہوا انجیر کھا رہا تھا بندر نے جب سور کو دیکھا خوف کے مارے سہم گیا اور دل مین کہنے لگا کہ یہ کالی بلا کہان سے نازل ہوئی ہے۔ سور نے بندر کو دیکھکر سلام کیا بندر نے بھی بغض باطنی سے جواب دیا کہ مرحبا آپ کا قدوم میمنت لزوم اس کلبۂ احزان مین ایک نعمت غیر مترقبہ شمار کرنا چاہیے لیکن پیشتر سے آپ کی رونق افروزی کی کیفیت معلوم ہوتی تو نوازات مہمان داری کے مہیا کرنے مین کچھ دقت نہوتی کیونکہ وہ یہان موجود نہین ہین اور آپ کی شان کے لائق اُس سامان کا جلد فراہم نہونا باعث شرمندگی نیازمند ہے۔ سور نے کہا کہ تکلیف اُٹھانے کی کچھ ضرورت نہین ہے مین بھی دور و دراز مقام سے آنے مین نہایت خستہ ہو رہا ہون لہٰذا جو کچھ موجود ہو ازراہ عنایت مرحمت فرمائیے۔ بندر نے لاچار ہو کہ اُس درخت کے انجیر گرا دیے جسپر بیٹھا تھا اور سور نے کمال رغبت سے پسند کر کے کھانا شروع کیے یہان تک کہ درخت مین اور زمین پر کوئی پھل باقی نہ رہا پھر بندر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے میزبان جلیل القدر مین بہت گرسنہ ہون ایک درخت اور جھاڑ دے بندر نے طوعاً و کرہاً دوسرا درخت جھاڑ دیا تھوڑے ہی عرصہ مین سور نے اُس کو بھی صاف کر دیا بعد ازان اُس نے تیسرے درخت کی طرف دانت لگایا اور اشارہ کیا

تب تو بندر گھبرایا اور کہا کہ ای مہمان عزیز رشتۂ محبت نہ توڑ کیونکہ اب تک جو تجھے مین نے
پیشکش کیا ہی وہ میرا ایک مہینہ کا آزوقہ تھا اب مجھ مین زیادہ طاقت مہانداری کی نہین ہی
سور نے کمال غضبناک ہو کر کہا کہ یہ جنگل ایک مدت تک تیرے قبض و تصرف مین رہا آج سے
اب یہ میری ملک ہی۔ بندر نے کہا کہ یہ غیظ و غضب آپ کی شان کے لائق نہین ہی کیونکہ کمزور دن
کے رنجیدہ کرنے سے نتیجہ نیک نہین نکل سکتا۔ اس جواب سے خوک اور بھی غصہ مین آیا اور
جست کر کے درخت پر چڑھ گیا کہ بندر کو درخت سے نیچے گرا دے ہنوز پہلی ہی شاخ پر
چڑھنے نپایا تھا کہ اس کے بوجھ سے شاخ ٹوٹ گئی اور خوک بادیہ ضلالت مین اوندھے منھ گر کر
جہنم واصل ہوا۔ یہ داستان اس لحاظ سے بیان کی کہ تو بھی اسیطرح دوسرون کے حصہ کا میوہ
بجبر و ظلم کھا لیتا ہی جب کہ یہ گروہ شدت گرسنگی سے بھوکون مرینگے تو اُن کا وبال تیری گردن پر
ہو گا یہ کیسی درویشی و قناعت ہی جس مین دوسرون کا نقصان شامل ہی یہ نصیحتین سن کر
شیر نے میوہ ہاے تر کا کھانا ترک کر دیا اور صرف آب و گیاہ پر قناعت کر کے رضاے الٰہی
کی جستجو مین مشغول ہوا۔

باب گیارھوان

حرص کے نقصانات کے بیان مین

راے دابشلیم نے بیدپاے برہمن سے کہا کہ اب یہ بیان فرمایئے کہ جو کوئی شخص قدم
اپنے حد اعتدال سے باہر رکھے یا اپنی بساط سے زیادہ کوشش کرے تو اُسکا کیا حال

ہوتا ہی۔ برہمن نے کہا کہ اے بادشاہ ایک درویش گوشہ نشین اور مہمان ہوس پیشہ کی داستان اس حال کی نظیر ہی۔ راے دابشلیم نے پوچھا کہ کس طرح بیدپاے برہمن نے بیان کیا۔

حکایت ایک مرد گوشہ نشین اور صاحب تقوے وطہارت تھا ایک روز ایک مسافر اسکے یہان مہمان ہوا زاہد نے پوچھا کہ کہان سے آتے ہو اور کس طرف جانے کا ارادہ ہی مہمان نے کہا کہ اے درویش مین اہل فرنگ مین سے ہون اور نانبائی کا پیشہ کرتا ہون ایک دہقان کے ساتھ میری الفت ومحبت تھی ایک دن مجھے مہمان کرکے اپنے مکان پر لیگیا اور پوچھا کہ تیری زندگی کیونکر بسر ہوتی ہی اور کسقدر مال ومتاع تیرے پاس موجود ہی اور اسکا منافع کسقدر حاصل ہوتا ہی مین نے جواب دیا کہ میری دوکان کا سرمایہ بیس خروار غلہ جسکی آمدنی سے میرے اہل وعیال کی پرورش بخوبی ہوجاتی ہی دہقان نے کہا کہ مین خیال کرتا تھا کہ تیرے پیشے مین بے حد انتفاع ہی مین نے دریافت کیا کہ تمھارے فکر معیشت کیونکر ہوتی ہی اور تمھارا پیشہ کیا ہی اُس نے جواب دیا کہ میری دوکان کا سرمایہ قلیل اور منافع کثیر ہی مین نے تعجب کیا تو اُس نے کہا کہ یہ حیرت کا مقام نہین دیکھو ایک دانہ خشخاش کا جو کل دانون سے خرد تر ہی جب بویا جاتا ہی اور سرسبز ہوتا ہی تو اسی ایک دانہ سے بیس کے قریب ٹہنیان نکلتی ہین اور ہر ٹہنی مین متعدد بالیان ہوتی ہین جن کے دانون کا شمار غیر ممکن ہی اب اسی پر قیاس کرلو کہ زراعت مین کسقدر محاصل ہی جب مین نے یہ سخنان دلاویز دہقان سے سنے تو نفع کا خیال میرے دل مین پیدا ہوا اور دوکان نانپزی کی بند کرکے زراعت کا سامان بہم پہونچانے مین مشغول ہوا۔ میرے محلہ مین ایک درویش تھا نہایت ہوشیار جب اُسے یہ کیفیت

معلوم ہوئی اُس نے مجھے بلاکر کہا کہ تو اپنا پیشہ ہرگز ترک نہ کر اور زیادہ طلبی کی طمع مین زیادہ ساعی نہ ہو ورنہ تیرا بھی وہی حال ہوگا جو اس کلنگ کا ہوا مین نے پوچھا وہ کیونکر تھا درویش گویا ہوا کہ۔

حکایت دریا کنارہ ایک دھوبی کپڑے دھو رہا تھا اس نے دیکھا کہ ایک کلنگ بیٹھا ہوا کیچڑ مین سے چھوٹے چھوٹے کیڑے چن چن کر کھاتا تھا اور اُسی پر قناعت کرکے اپنے آشیانہ مین چلا جاتا تھا ایک دن ایک باشہ تیز پرواز کا وہان گذر ہوا اور اُسنے ایک تیہو کا شکار کرکے شکم سیر کر لیا اور اُڑکر چلا گیا کلنگ کے دل مین خیال آیا کہ یہ جانور نہایت حقیر اور قلیل الجثہ ہی مگر جانوران بزرگ قامت کا شکار کرتا ہی اور مین باوصف قوی القامت ہونے کے ایک مختصر چیز پر قانع رہتا ہون یہ بے شک میری کم ہمتی کی دلیل ہی پس وہ کیڑون کا کھانا ترک کرکے مترصد شکار کبوتر و تیہو کا ہوا دھوبی کنارے سے یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا اتفاقاً ایک کبوتر آ نکلا۔ کلنگ نے اُڑکر پکڑنے کا قصد کیا کبوتر پرواز کرکے اس کے سامنے سے چلا گیا کلنگ اس کے عقب مین سے آکر دریا کے کنارے گر پڑا اور اُسکے پنجے کیچڑ مین دھنس گئے ہرچند اسنے کوشش کی کہ نکل آئے مگر زور کرنے سے اور بھی زیادہ پھنس گیا اور بال و پر بھی اسکے کیچڑ مین بھر گئے دھوبی نے دوڑکے اُسکو پکڑ لیا اور اپنے مکان پہ لیے چلا گیا اثنا راہ مین اسکا ایک دوست ملا اُسنے پوچھا کہ یہ کیا ہی اور تجھے کس طرح ملا ہی دھوبی نے کہا کہ یہ پرند جانور کلنگ ہی جو باشہ کا کام کرنا چاہتا تھا اور انجام کار نہ کر سکا بلکہ خود اسیر بلا ہوا۔ اس داستان کے بیان کرنے سے یہ مقصود ہی کہ کسی شخص کو اپنا کام ہرگز نہ چھوڑنا چاہیے چونکہ حرص نے مجھپر غلبہ کیا تھا

اسوجہ سے زاہد کی نصیحت نے بجھیر کچھ اثر نہ کیا جو قلیل سرمایہ اندوختہ کیا تھا وہ سب سامان زراعت کے بہم پہونچانے مین صرف کر دیا اور تخم خربورے کا بویا لیکن اب اپنی زندگی اور اہل وعیال کی وبال ہوگئی اسکی یہ وجہ ہو کہ نانبائی کی دوکان سے تو روزانہ محاصل اسقدر رہو جاتا تھا کہ اہل وعیال کے خرچ کے لیے کافی ہوتا تھا اور اب زراعت کے دھندھے مین ایک مدت تک صبر وانتظار درکار ہی اسکے بعد مین نے تصور کیا کہ بڑی غلط فہمی ہوئی جو اس خردمند دیرینہ سال کی ہدایت پر عمل نہ کیا اور اب روزمرہ کے ایحتاج سے عاجز اور درماندہ ہو رہا ہون اس نظر سے اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ کچھ روپیہ قرض لون اور پھر وہی نان پزی کی دوکان جاؤن پس شہر کے ایک تاجر کے پاس گیا اور اُس سے ایک رقم معتد بہ قرض لے کر بار دگر نان فروشی کی دوکان کھولی اور اپنے ایک ملازم کو اُس مقام پر چھوڑ دیا خود کبھی زراعت کی خبرگیری کرتا تھا اور کبھی دوکان کے انتظام کے لیے بازار مین آتا تھا۔ اسی طرح چند مہینے گذر گئے دوکان پر جو نوکر تھا اُس نے اسقدر خیانت کی کہ اصل سرمایہ اور نفع مین کچھ باقی نہ چھوڑا اور جو کچھ باقی رہا تھا اور زراعت مین لگایا تھا آفت ارضی وسماوی کے پہونچنے سے وہ بھی سب برباد ہو گیا اور کچھ بھی ہاتھ نہ آیا انجام کار مین نے سراسیمہ وبے سروسامان ہو کر اُس درویش ناصح سے اپنی سرگذشت بیان کی اُس پیر دانا نے بخندہ پیشانی جواب دیا کہ تیرا حال اس مرد ادھیڑ کے مطابق ہی جس نے اپنی ڈاڑھی کو عورتون کے ہاتھ سے برباد کیا مین نے پوچھا کس صورت سے بیان کیا۔

حکایت ایک شخص کی دو عورتین تھین ایک بوڑھی دوسری جوان تھی اور خود ادھیڑ تھا ایک شبانہ روز ایک عورت کے یہان رہتا تھا اور یہ عادت کر رکھی تھی کہ گھر مین

آتے ہی عورت کے زانو پر سر رکھ کے سوجاتا تھا ایک دن بوڑھی عورت کے گھر آیا حسب معمول
اُس کے زانو پر سر رکھکر سوگیا عورت نے خیال کیا کہ جسقدر بال اس کی ڈاڑھی مین سیاہ ہین
اُسکو چین ڈالون تاکہ اس کی ڈاڑھی بالکل سفید دکھلائی دے اور جوان عورت تنفر کرے اور
اس مرد کا رجحان میری ہی جانب رہے دوسرے دن جب جوان عورت کے یہان جانے کی
باری ہوئی تو وہان گیا اور حسب عادت جاتے ہی سوگیا اُس جوان عورت کو بھی وہی
خیال پیش نظر ہوا جو اُس بوڑھی عورت کو بندھا تھا اس نے سیاہ بال اُکھاڑنا شروع
کیے حتی کہ چندروز مین ایک بال بھی اس شخص کی ڈاڑھی مین باقی نہ رہا درویش نے کہا
کہ تیرا حال بھی مشابہ اُسی کے حال کے ہے کہ کچھ سرمایہ تو اُس نے نان پزی کی دوکان مین
صرف کیا تھا باقی ماندہ زراعت مین تلف کیا۔ جب یہ حکایت مین نے سنی سمجھا کہ بڑی
غلطی ہوئی اور قرضخواہ متقاضی ہونے لگے کوئی شے میرے پاس باقی نہ رہی اس لیے رات
کے وقت منھ چھپاکر اس شہر سے بھاگ نکلا جابجا ہراسان ترسان پڑا پھرتا تھا چندروز
کے بعد یہ خبر معلوم ہوئی کہ میرے اہل وعیال سب فوت ہوگئے اور تمام جائداد اور املاک
قرضخواہون نے لے لی مین یہ کیفیت سن کر وطن جانے سے ناامید ہوگیا اب اس
غرض سے پھر رہا ہون کہ کوئی صاحبدل مل جاے تو اُس سے اپنے درد دل کی کوئی تدبیر
پوچھون اس درویش نے اسکی باتون سے راستی کی بو پائی کشادہ دلی سے پیش آیا اور
کہا کہ اگرچہ تونے بہت تکلیفین اُٹھائی ہین لیکن تجربہ بھی خوب حاصل ہوگیا ہوگا
چندروز یہان قیام کرتاکہ تیرا غم غلط ہو آخرکار مہمان میزبان کے دیدار سے خوش ہوا
مہمان قوم بنی اسرائیل مین سے تھا عبرانی زبان جو اسکی مادری زبان تھی کمال فصاحت
سے بولتا تھا مہمان فرنگی الاصل تھا اگرچہ عبرانی زبان سے ناآشنا تھا لیکن فصاحت اس

زبان کی اسے بہت پسند آئی اور اُسنے زاہد سے اُس کی تعلیم کی خواہش کی زاہد نے کہا کہ زبان فرنگی اور عبرانی مین زمین آسمان کا فرق ہی خدانخواستہ تو اس کے یاد کرنے پر قادر نہو سکا تو مفت مین میری اور تیری اوقات ضائع ہوگی اور محنت و مشقت سب برباد ہوجائے گی مہمان نے کہا کہ جب دل کو محنت پر راغب کرونگا تو ضرور بالضرور فائز المرام ہونگا اور محنت کے بعد راحت پاؤنگا چنانچہ اُس صیاد نے تھوڑی سی محنت اٹھاکر نعمت کلی حاصل کی تھی زاہد نے پوچھا کہ وہ کس طرح تھی اس نے بیان کیا۔

حکایت ایک صیاد مرغ و ماہی کے شکار پر اپنی گذران کرتا تھا ایک روز دام پھیلاکر بڑی کوشش سے تین جانورون کو دام مین لایا اور آپ کمینگاہ مین بیٹھا تھا کہ اس درمیان مین ایک صداے شور انگیز عربدہ آمیز گوش زد ہوئی صیاد اس خیال سے کہ مرغ وحشی مباداً بھڑک نہ جائین کمینگاہ سے نکل آیا دیکھا کہ دو طالب علم آپس مین بحث کر رہے ہین صیاد نے ہرچند منت و سماجت کی کہ شور و غل نہ کرین مگر طلبہ نے صیاد کے عذر پر کچھ خیال نہ کیا اور حجت و تکرار کرتے رہے آخر اُسنے مجبور ہوکر کہا کہ مین وعدہ کرتا ہون کہ تم مین سے ہر ایک شخص کو ایک ایک مرغ دونگا یہ کہکر اُس نے جال لگایا اور تینون جانورونکو گرفتار کرلیا۔ بعد ازان صیاد نے اُن طالب علمون سے بہت التجا کی کہ اگر مرغون مین سے دو مرغ تمھارے حوالہ کرون اور ایک مرغ خود لون تو میرے اہل و عیال کی بسر اوقات کے لیے مکتفی نہ ہوگا طالب علمون نے اس عذر کی کچھ سماعت نہ کی آخرالامر صیاد نے مجبور ہوکر دو مرغ اُن کو دیدیے اور کہا کہ جب کہ تم نے مرغ مجھ سے لیے ہین تو جو کچھ مباحثہ تم کر رہے ہو مجھکو بھی اُس سے آگاہ کردو شاید وہ کسی وقت میرے بکار آمد ہو اُنھون نے جواب دیا کہ ہم لفظ خنثیٰ پر بحث کر رہے تھے صیاد نے پوچھا کہ خنثیٰ کے معنی کیا ہین اُنھون نے کہا

کہ خنثی اُسکو کہتے ہین جو نہ مرد ہو نہ عورت صیاد نے اس لفظ کو یاد رکھا اور اپنے گھر
چلا آیا دوسرے دن جب حسب معمول دریا کنارے جاکر اُس نے جال لگایا قضارا ایک
مچھلی نہایت خوب صورت جال مین پھنس گئی وہ مچھلی ایسی خوشنما تھی کہ اُسکا نظیر کسی کی
نظر سے نہین گذرا تھا صیاد کے دل مین آیا کہ اس مچھلی کو زندہ بادشاہ کے حضور مین
لے جاؤن تو کیا عجب ہی کہ وہ اس کی رنگینی وخوشنمائی دیکھکر خوش ہو اور اُسکے صلے
مین مجکو زر کثیر بطور انعام عطا فرمائے غرضکہ صیاد نے مچھلی کو ایک ظرف مین رکھکر بادشاہ
کے حضور مین پیشکش کیا بادشاہ مچھلی کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ ماہی گیر کو
ہزار دینار انعام مرحمت کیے جائین لیکن بادشاہ کا ایک وزیر جو بہت شوخ و چالاک تھا
اُسنے آہستہ سے بادشاہ کے گوش حق نیوش مین عرض کیا کہ دریا مچھلیون سے معمور ہی
اور صیاد بھی اس ملک مین بتعداد کثیر ہین اگر حضور اسی طرح سے ہر مچھلی کے معاوضہ
مین ہزار دینار بخشش فرمادینگے تو یقین ہی کہ دو ہی روز مین خزانۂ شاہی خالی
ہو جاوے گا بادشاہ نے فرمایا کہ اب میری زبان سے ہزار دینار نکل چکے ہین کیونکر مین
اُس سے منحرف ہو سکتا ہون یہ میری شان کے خلاف ہی وزیر نے عرض کیا کہ اسکے
لیے یہ حیلہ ہو سکتا ہی کہ بادشاہ سلامت اُس ماہی گیر سے استفسار فرمائین کہ مچھلی نر ہی
یا مادہ اگر وہ کہے کہ نر ہی تو حضور فرمائین کہ اس کی مادہ لاؤ اور اگر مادہ کہے تو نر کی فرمائش
اس سے کیجیے تاکہ اُسکے صلہ مین ہزار دینار جن کے دیئے جانے کا مین اقرار کر چکا ہون
تجکو عطا کرون تو کیا عجب ہی کہ وہ اس تدبیر سے عاجز ہو کر قلیل انعام پر خوشنود ہو جائے
پس بادشاہ نے صیاد کی جانب مخاطب ہو کر پوچھا کہ یہ مچھلی نر ہی یا مادہ صیاد بھی
مرد زیرک اور جہاندیدہ تھا اُس نے جواب دیا کہ سلطان عالم یہ مچھلی نہ نر ہی نہ مادہ

بلکہ ففتنئ ہی بادشاہ صیاد کی اس حاضر جوابی پر ہنس پڑے اور یہ کلام اُس کا بہت پسند فرمایا اور دو ہزار دینار دیے جانے کا حکم دیا۔ اس مثل کے ایراد سے یہ غرض ہی کہ تھوڑی سی دانش حاصل کرنے کی بدولت صیاد کو اسقدر زر کثیر مل گیا۔ زاہد نے کہا خیر جب تو اس درجہ مصر ہی تو مین بھی حتی الامکان تیری تعلیم مین کوتاہی نہ کرونگا چنانچہ اُسکو عبرانی زبان کی تعلیم کرنے لگا ہر چند وہ کوشش بلیغ کرتا تھا مگر کسی صورت سے اُس کی زبان عبرانی الفاظ سے آشنا ہی نہین ہوتی تھی ایک روز زاہد نے کہا کہ کسیطرح تجکو عبرانی زبان نہین آسکتی بلکہ زبان فرنگی جو تجکو یاد ہی وہ بھی بھول جائے گا اور تیرا حال اُس چکور کے مطابق ہوگا جسکی چال سیکھنے مین کوا اپنی چال بھی فراموش کر گیا مہمان نے دریافت کیا کیونکر زاہد نے کہا کہ۔

حکایت ایک کوے نے چکور کی خوش رفتاری دیکھی جو کہ نہایت نازدادا سے چل رہا تھا اس کی رفتار کوے کو بہت پسند آئی اس لیے اُسنے چال سیکھنے کی غرض سے چکور کی خدمتگذاری اختیار کی اور اُس دھن مین خواب و خور تک ترک کر دیا۔ ایک روز چکور نے کوے سے کہا کہ تو ہمیشہ جو میرے پیچھے سرگردان و پریشان پھرا کرتا ہی اس سے تیرا مطلب کیا ہی کوے نے کہا کہ تیری خوش رفتاری مجکو از حد پسند آئی تھی اس باعث سے مین خواہش کرتا ہون کہ اُس رفتار مرغوب کو سیکھ جاؤن۔ چکور نے ایک قہقہہ مار کر کہا کہ تو بھی بڑا نادان ہی کہان تو اور کہان مین۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ تیرا خیال بالکل خام اور تصور ناتمام ہی کوے نے کہا کہ مین کسی طرح اپنے اس ارادہ کو فسخ نہ کرونگا۔ چنانچہ بیچارہ زاغ عرصۂ دراز تک چکور کے پیچھے سرگردان رہا مگر کبک دری کی روش کو تو سیکھ سکا بلکہ اپنی رفتار کو بھی بھول گیا۔ زاہد نے کہا کہ

اس داستان کو اس غرض سے بیان کیا ہی تا کہ تو سمجھے کہ تو بے فائدہ کوشش کرتا ہی اور خاص اپنی حالت پر نظر کر کے متاثر نہین ہوتا یعنی تو نے نان بائی کا پیشہ ترک کر کے زراعت کرنا اختیار کیا اور آخر کار دونون کو تباہ و برباد کر دیا چونکہ طالع اُس کا برگشتہ تھا اس وجہ سے اُس نے زاہد کے کلام نصیحت آمیز کو گوش ہوش سے نہ سنا اور تھوڑے ہی عرصہ مین اپنی مادری زبان کو بھی نسیًا منسیًا کر دیا اور عبرانی لغات کے بھی یاد کرنے پر قادر نہ ہوا۔

باب بارھوان

بادشاہون کو اپنے اُمور مین دور اندیشی کرنیکے بیان مین

راے دابشلیم نے بید پاے حکیم سے کہا کہ بادشاہون کے لیے تمام خصائل مین سے کونسی خصلت پسندیدہ تر ہی بید پاے برہمن نے کہا کہ ای ملک بادشاہون کی صفات مین سے کوئی وصف حلم سے بڑھکر عمدہ نہین ہی اور ہندوستان کے راجہ کا قصہ جو برہمنون کے ساتھ پیش آیا اس حال کی نظیر ہی راے دابشلیم نے پوچھا کہ وہ کسطرح ہی اُس نے بیان کیا۔

حکایت ملک ہند مین ایک راجہ تھا مسمّٰے بہ میلار اس کی سرکار مین چند اشیا نادرہ تھین جن پر کہ وہ فخر و ناز کرتا تھا اول یہ کہ اُسکے دو بیٹے تھے نہایت خوبصورت نیک سیرت ایک سہیل یمن کے نام سے مشہور تھا اور دوسرا ماہ ختن کے نام سے نامزد تھا

دوم ان کی ماں کا نام ایران دخت تھا جس کے حسن عالم افروز اور عصمت وعفت خداداد کا شورہ چارسو تھا - سوم ایک وزیر خوش تدبیر مسمی بہ بلار تھا جس کے معنی ہندی زبان مین مبارک رو کے ہین چہارم ایک منشی عطارد رقم تھا جس کی لیاقت زبان زد خلائق تھی پنجم تین فیل کوہ پیکر تھے جن مین سے ایک سفید اور دو سبز تھے ششم دو شتر بختی نژاد مشہور آفاق تھے جو خوش رفتاری اور تیز روی مین بے مثل تھے ہفتم ایک اسپ صبا دم صرصر قدم بیعدیل ونظیر تھا ہشتم ایک شمشیر آبدار نادر روزگار تھی راجہ ان نایاب چیزون کو نہایت عزیز رکھتا تھا کہ اسکا بیان غیر ممکن ہی - اسکے ملک مین چند برہمن از راہ نادانی جہالت کی باتین پھیلاتے رہتے تھے جسکی وجہ سے لوگ گمراہ ہوتے تھے چونکہ والی ملک محافظ دین وملت بندگان خدا ہوتا ہی اس لیے ہرچند وہ برہمنون کو فہمائش کرتا تھا مگر وہ لوگ اپنی برگشتہ طالعی کیوجہ سے راجہ کی نصیحت پر کچھ خیال نہین کرتے تھے لاچار ہوکر راجہ نے بوجہ حمیت دین ہزارون فرومایگان متعصب المذہب کو تہ تیغ کیا منجملہ انکے چار منافق شخص بظاہر تو اپنے طریق سے منحرف اور حق کے معترف ہوکر راہ راست پہ آ گئے مگر بہ باطن بادشاہ کی ملازمت اختیار کرکے کینہ کشی کا موقع دیکھتے رہے حسب اتفاق ایک شب کو راجہ نے عالم رویا مین سات واقعات خوفناک وہول خیز معائنہ کیے جن کی دہشت سے کبھی چونک اٹھتا تھا اور کبھی متفکر ہوکر آنکھین بند کر لیتا تھا پھر دوسرا واقعہ اسکے پیش نظر ہوتا تھا - پہلی مرتبہ اس نے خواب مین دو سرخ مچھلیان دیکھین جو کہ دم کے بھل کھڑی تھین - دوسری دفعہ یہ دیکھا کہ دو رنگین بطین اسکے پیچھے سے اڑین اور سامنے آکر اترین اور راجہ کو دعا دینا شروع کیا تیسری بار یہ دیکھا کہ ایک زرد سانپ جسپر زرد اور سفید دھاریان تھین اسکے پانون کے گرد پھرتا ہوا لپٹ جاتا ہی

چوتھی مرتبہ کیا دیکھتا ہی کہ خود از سرتا پا خون مین آلودہ ہی پانچوین بار کیا دیکھا ہی کہ وہ شتر سفید پہ سوار ہی اور جانب شرق اکیلا دوڑتا ہوا جارہا ہی اور پھر جانب دوڑاتا ہی لیکن دو دوا فروشون کے سوا اور کوئی شخص اُسکے ہمراہ نظر نہین آتا ہی چھٹی دفعہ خواب مین دیکھا کہ آگ اسکے سر پر روشن ہی اور اُسکی لو ہر طرف پہنچتی ہی ساتوین مرتبہ دیکھا کہ ایک مرغ اس کے سر پہ بیٹھا ہوا اُسکی پیشانی پہ چونچین مار رہا ہی اس اخیری خواب سے راجہ ایسا خوف زدہ ہوا کہ بے اختیار اس کے منھ سے چیخ نکل گئی۔ اس حال کو سنکر خلوت سرا کے ملازم حاضر ہوسے اور خواب کی تعبیر مین غور وفکر کرنے لگے آخرکار راجہ نے بیتاب ہوکر دور اندیشی سے قطع نظر کرکے برہمنان خبث باطن کو طلب کیا جنھون نے ازراہ نفاق اپنے آپ کو خیر خواہ ظاہر کرکے راجہ کے مزاج مین رسوخ پیدا کر لیا تھا اُن سے خواب متوحش کی کل کیفیت شرح بیان کی اور تعبیر چاہی ۔ برہمنون نے راجہ کے بشرے سے آثار خوف دہراس مشاہدہ کرکے کہا کہ اس خواب حیرت خیز کی تعبیر سخت مشکل ہی کچھ مہلت طلب کی اور عرض کیا کہ ہم اس رخصت مین باہم مشورہ کرکے اور اپنی کتابون مین دیکھکر جو تعبیر کہ ہمارے ذہن مین آئے گی حضور مین عرض کرین گے ۔ راجہ نے ان کو مہلت دیدی برہمنون نے وہان سے نکلکے مشورہ کیا اور تخلیہ مین اپنے دیگر ساتھیون سے کہا کہ اب کینہ دیرینہ نکالنے کا موقع مل گیا ہی اب جو چاہین گے وہ منظور کرالین گے چنانچہ کل خوان الشیاطین نے ازراہ خبث باطنی وکور نمکی کے اسی رائے پر اتفاق کرکے راجہ کے پاس جاکر کہا کہ یہ معاملہ بہت ہی مشکل ہی اور سخت اندیشہ ناک ہی لیکن اگر تو ہمارے قول پر عمل کرے گا تو امید ہی کہ یہ مشکل آسان ہوجائے گی ورنہ ملک موروثی پر بہت جلد زوال آجائے گا اور ہاتھ سے نکل جائے گا بلکہ راجہ کی زندگانی بھی معرض خطر مین معلوم ہوتی ہی راجہ ان باتون کو

سن کر ایسا پریشان خاطر ہوا کہ بیہوش ہو گیا تھوڑی دیر مین جب کہ غش سے افاقہ ہوا
تو راجہ نے اُن بے ایمانون سے کہا کہ جو کچھ اس بلائے عظیم کے دفعیہ مین تم لوگون نے تجویز
کیا ہی وہ جلد بیان کرو تا کہ مطابق اُس نسخے کے عمل کیا جاے پس اُن نابکارون نے بیان کیا
کہ وہ دونون مچھلیان جو دم کے بل کھڑی تھین راجہ کے دونون فرزند ہین اور وہ سانپ
جو راجہ کے پانؤن مین لپٹ گیا وہ ایران دخت ہی اور وہ دو بطخین دو سبز ہاتھی ہین اور
وہ قاز بڑا سفید ہاتھی ہی اور وہ شتر راہوار اسپ سمند رفتار ہی اور دونون فراش شتران بختی نر
ہین اور وہ آگ جو راجہ کے سر پر روشن تھی بلار وزیر ہی اور وہ مرغ جو بادشاہ کے سر پر
منقارین مارتا تھا کمال منشی ہی اور وہ خون جس سے کہ بادشاہ کا جسم آلودہ تھا اُس شمشیر سے
مراد ہی جس کو دشمن راجہ کے سر پر مارین گے اور جسم کو خون سے آلودہ کرین گے اور اس بلا کے
دفع کرنے کی یہ تدبیر قرار پائی ہی کہ راجہ دونون بیٹون اور اُن کی مان اور وزیر اور منشی
اور ہاتھیون اور اونٹ اور گھوڑے کو اسی شمشیر سے قتل کرین اور ہر ایک کا تھوڑا تھوڑا خون
ایک ظرف مین لیکر جمع کرین اور شمشیر کو توڑ کر ان تمام کشتون کے ساتھ زمین مین دفن
کرین اور اُس خون کو دریا کے پانی مین ملا کر ایک جگہ رکھین اور بادشاہ کو بٹھا کر افسون
پڑھین اور اسی خون سے راجہ کی پیشانی پر طلسم لکھین اور اُس خون ناب سے شانہ اور سینہ
کو آلودہ کر کے روغن زیتون سے چرب کرین اس تدبیر سے ممکن ہی کہ راجہ کو کوئی ضرر نہ پہنچے
راجہ ان باتون کو سن کے کمال متردد ہوا اور کہا کہ تمھاری اس تدبیر سے میرا ہی مرجانا
بہتر ہی اگر مین اُن چیزون کو جو میری باعث خوشدلی اور سرمایہ میری سلطنت کے ہین
تلف کرونگا تو مجھکو اپنی زندگانی سے بدون ان کے کیا لطف حاصل ہوگا شاید تم نے
حضرت سلیمان اور بگلے کی داستان کو نہین سنا برہمنان بد اندیش نے عرض کیا کہ وہ

ارشاد فرمائیے راحبہ نے بیان کیا۔

حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ملائکہ مقربین مین سے ایک فرشتہ پیالہ مین آب حیات بھر کر لایا اور عرض کیا کہ اسرار ایزدی سے مجکو معلوم ہوا ہی کہ اگر اس جام کو آپ نہ نوش کرینگے تو بہت جلد اس دار ناپائدار سے رحلت کر جائینگے اور اگر پی جائیے گا تو حیات ابدی پائیے گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے خیال کیا کہ اس باب مین دانشمندان زمانہ سے مشورہ کرنا چاہیے چنانچہ حسب الحکم خردمندان دواب و حوش وطیور کے اقسام سے ہر گروہ کے جانور حاضر کیے گئے اور انپر اس راز سربستہ کو ظاہر کیا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ دانشوران مملکت سے کوئی شخص باقی تو نہین ہی جو اس صلاح اور شورے مین حاضر نہوا ہو کسی نے عرض کیا کہ فلان بگلا موجود نہین ہی حضرت نے اُسے طلب فرمایا اور گھوڑے کو بلانے کے لیے حکم دیا گھوڑا حسب الحکم گیا مگر بگلے نے گھوڑے کے کہنے پر کچھ التفات نہ کیا اور اپنے گوشہ سے باہر نہ نکلا بعد ازان کتے کو بھیجا بگلا کتے کے بلانے سے بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوا حضرت سلیمان نے ارشاد کیا کہ تجھکو ایک امر مین مشورہ کرنے کے لیے طلب کیا ہی لیکن پہلے اصلی مقصد ظاہر کرنے کے تو یہ تبلا کہ گھوڑے کے بلانے سے کیون نہین آیا جو بعد انسان کے اشرف الحیوانات کی صفت سے موصوف ہی اور کتا جو کہ سب کے نزدیک ذلیل و خوار ہی اسکے کہنے سے بلا عذر چلا آیا بگلے نے بعد اظہار نادانی و مسکینی کے عرض کیا کہ اے بادشاہ انس و جان اگرچہ گھوڑا بسبب ظاہر خوب صورت و خوشنما ہی لیکن بوے وفا اسکے دماغ مین نہین نہ وہ چشمہ حق شناسی سے آبخوردہ ہی خردمندان پیشین نے از روے تجربہ دریافت کیا ہی اور کہا ہی اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دیدہ از ان سے وفاداری کا امیدوار نہ رہنا چاہیے اور کتا جو کہ ظاہر اذلیل و رذیل ہی مگر وفاداری کا

لقمہ اُس نے کھایا ہی اور حق نمک خواری ادا کرتا ہی اور نہایت درجہ انسان سے موانست رکھتا ہی۔ مین نامساعدت بخت سے ایک گوشہ مین بعالم تنہائی پڑا ہوا تھا اسوجہ سے مین نے اُس بے وفا کے قول پر کچھ خیال نہین کیا جب یہ وفادار کتا بلانے کے لیے آیا تو اُس کے کلام کو صحیح سمجھکر بلاعذر بارگاہ عالی مین حاضر ہوا حضرت نے اسکے کلام کو پسند فرمایا اور آب حیات کا تذکرہ کیا بگلا عرض رسا ہوا کہ آب حیات کو آپ تنہا نوش فرمائین گے یا عزیزون اور دوستون کو بھی اُس مین شریک کرین گے حضرت نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے اس نعمت عظمی کو خاص میرے ہی ذات کے لیے مرحمت فرمایا اور کسی کے واسطے حکم نہین ہی بگلے نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالم پناہ بغیر دوستون اور ہمدمون کے کیا لطف زندگی ہی اگر سب لوگ تیرے روبرو غریق بحر فنا ہو جاوین گے تو تجکو کیا راحت و لذت نصیب ہوگی حضرت نے اُس حق شناس عاقبت اندیش کی راے کو بہت پسند فرمایا اور آب حیات کے پینے سے انکار کر دیا۔ راجہ نے کہا کہ میرا مقصد اس داستان کے بیان کرنے سے یہ ہی کہ اے برہمنو تمپر اچھی طرح واضح ہو جاے کہ مین زندگی بغیر ان اعزا و احباب کے ہرگز پسند نہین کرتا اس نظر سے اس بلاے عظیم کی مدافعت مین اور کوئی تجویز سوچو برہمنون نے عرض کیا کہ بادشاہ کی زندگی مقدم ہی اگر اُس کی حیات باقی ہی تو زن و فرزند بہت سے ہو سکتے ہین اور دو لتخواہ بھی حسب دلخواہ سب ممکن ہو جائینگے مگر عمر رفتہ پھر واپس نہین آ سکتی چنانچہ راجہ برہمنون کی یہ باتین سن کے ایک شبانہ روز اسی فکر و تردد مین غلطان و پیچان رہا کبھی درگاہ باری تعالی مین نالہ وزاری کرتا تھا اور گاہے دفعیہ کی تدبیر مین طرح طرح کے خیالات کرتا تھا۔ بلار وزیر بادشاہ کی یہ حالت اضطراب دیکھکر بیتابانہ ملکۂ ایران دخت کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ملکۂ عالم جب سے کہ فدوی راجہ کے شرف ملازمت سے معزز و ممتاز ہوا ہی اُس وقت سے تا ایندم حضور مدوحہ نے

کوئی امر مجھ سے مخفی نہین رکھا لیکن دو دن سے برہمنان بدنہاد سے خلوتین کیا کرتا ہے اور
مجھ خیر اندیش سے کچھ صلاح و مشورہ بھی نہین کرتا اور آج عالم تنہائی مین نہایت مغموم و
ملول فکر و تردد مین بیٹھا ہوا ہے ایسا نہو کہ برہمنان بدطینت کوئی مکر جدید اختراع کرین
جسکا انسداد غیر ممکن ہو جائے گا اور پھر کوئی تدبیر بن نہ پڑے گی۔ اگر یہ خیر طلب اپنی جانب
سے کچھ پیش قدمی کرتا ہے تو خلاف آداب شاہی ہے مزاج عالی منغض ہو جاے اور کچھ مطلب
بھی نہ نکلے اسوجہ سے حضور راجہ کے پاس قدم رنجہ فرما کر تشریف لے جائین اور فکر و تردد
کی وجہ دریافت کرین تو بہت مناسب ہے۔ ایران دخت بموجب تجویز وزیر کے فوڑا راجہ
کے خلوت سرا مین گئی اور بکرشمہ و ناز دریافت حال کیا راجہ نے ملکہ کی خاطر سے اُس خواب
موحش کا حال جو شب گذشتہ کو اُس نے دیکھا تھا اور برہمنون کی تعبیر اور اس بلا کے دفعیہ
کی تجویز جو برہمنون نے بتائی تھی سب من وعن بیان کی ایران دخت نے از راہ دوراندیشی
و دانشوری اپنے دلکو تھام کر راجہ سے کہا کہ میری سی ہزار جانین آپ پر سے تصدق ہین
جہان پناہ خود اپنی راے جہان آرا سے اس باب مین غور و تامل فرمائین اگر برہمنون کی
باتین درست معلوم ہون تو کوئی فکر و اندیشہ کا مقام نہین ہے ہم سب حضور کیے جان نثاری
کو حاضر ہین اور اگر کچھ بھی شک و شبہ ہو تو فوڑا سوار ہو کر اُس حکیم روشنضمیر کے پاس تشریف
لے چلین جو کہ فلان غار مین بیٹھا ہوا ذکر الٰہی مین مشغول ہے آپ یہ سب واقعات اُس
درویش ریاضت کیش سے بیان فرمائین اگر وہ بھی برہمنون کی راے سے اتفاق ظاہر
کرے تو پھر کچھ شک و شبہ کی بات نہین ہے آپ بے تامل اُس کام کو کیجیے اور اگر اُن کے
خلاف اپنی راے ظاہر کرے تو راجہ کو اپنی رہنمونی عقل سے کام لینا ضرور ہے جو کچھ
آپ کی راے عالم آرا اقتضا کرے اسپر عمل فرمائیے خداوند کریم انجام بخیر کرے گا۔ راجہ کو

ایران دخت کی ان تسلی آمیز باتون سے گونہ تسکین ہوئی اور وہ سوار ہوکر حکیم روشنضمیر کی خدمت مین گیا اور بعد اداے مراسم معمولی کے اپنے خواب پریشان کا حال اور ہمنان بدنہاد کی تعبیر کی کیفیت اور دفعیہ کی تجویز ان جملہ حالات کو مشروحًا بیان کیا۔ حکیم روشن دل نے کل حالات سن کے نہایت اظہار مسرت کیا اور کہا مژدہ ہو آپ کو نہایت مبارک خواب آپ نے دیکھے ہین اور بہت جلد اُن سب کا ظہور ہوگا۔ وہ دو مچھلیان سرخ جو اپنی دم پر کھڑی تھین وہ دونون قاصد ہین جو بادشاہ سراندیپ کے پاس سے آئین گے اور دو بڑے ہاتھی اور چار رطل یاقوت نادر و کمیاب بطور تحفہ اپنے ہمراہ لائین گے اور وہ دو بطین اور قاز جو عقب سے اُڑکر بادشاہ کے پاس آئی تھین وہ دو اسپ عراقی اور ایک شتر راہوار ہون گے جو شہنشاہ دہلی بطور ہدیہ آپ کی خدمت مین بھیجے گا اور وہ سانپ جو بادشاہ کے پاؤن سے لپٹا تھا ایک تلوار ہے جو حاکم چین پیش کش کرے گا اور وہ خون جس سے کہ بادشاہ نے اپنے جسم کو آلودہ دیکھا ہے ایک خلعت گرانبہا برنگ ارغوانی مرصع بجواہر آبدار ہوگا جو دار الخلافت غزنی سے بطور ہدیہ دولت خانہ شاہی پر آئے گا اور وہ شتر سفید جس پر کہ بادشاہ سوار تھا وہ سفید ہاتھی ہوگا جو راجہ پنجاب بادشاہ کے پیس روانہ کرے گا اور وہ آگ جو بادشاہ کے سر پر چمکتی تھی ایک تاج مرصع بجواہر زواہر ہوگا جو سیلون کا راجہ پیشکش کے طریقے سے آپ کی خدمت مین بھیجے گا اور اپنے سر پر مرغ کا منقار مارنا جو دیکھا گیا ہے شاید کہ اس مین کسی قدر ناخوشی ظاہر ہوگی مگر خیریت سے گذرے گی جس کی انتہا یہ ہے کہ چند روز کے واسطے کسی دوست دلپذیر سے کچھ اعتراض کیا جائیگا مگر انجام اسکا نیک ہوگا۔ اور جو آٹھ بار خواب دیکھے ہین اُن کی تعبیر یہ ہے کہ ایلچی مختلف اوقات مین آٹھ دفعہ پیشکش لے کر حاضر ہون گے راجہ اپنے خوابون کی تعبیر زبان معجز بیان

درویش صفاکیش سے سن کے نہایت خوش ہوا اور حکیم سے اُن خوابون کی تعبیر جو برہمنان بدنہاد نے ظاہر کی تھی بیان کی حکیم نہایت متحیر ہوا اور کہا کہ اے بادشاہ یہ برہمنان بد بین موقع غنیمت جان کر اپنے کینہ خواہی کی فکر مین ہین اور دوستی کے پیرایہ مین چاہتے ہین کہ اپنا کینہ نکال لین اسوجہ سے بادشاہ کو مناسب یہ ہے کہ اپنے مرات خاطر کو ان جھوٹی باتون سے مکدر نہ کرے اور اس ملک و مال کے شکرانہ مین کسی ناسزا کو اپنا محرم راز اور مقرب خاص نہ بناے بادشاہ حکیم روشنضمیر کا کمال شکرگذار ہوا اور شادان و فرحان مع الخیر اپنی دارالسلطنت مین واپس آیا چند روز نہ گذرے تھے کہ حکیم روشندل کے فرمودہ کے مطابق ایلچی ہر ایک ملک کے مع تحف دھدایا کے بارگاہ شاہی مین یکے بعد دیگرے آنے لگے راجہ نے ملکہ ایران دخت اور بلار وغیرہ کو طلب کر کے بیان کیا کہ مجھسے بڑی غلطی سرزد ہوئی جو مین نے اپنا مافی الضمیر دشمنون پر ظاہر کیا اگر ملکہ ایران دخت یہ تدارک نہ بتاتین تو تم لوگون کا جو میرے باعث بقاے حیات و سرمایہ خوشدلی ہو بڑی مشکلون سے سامنا ہوتا۔ میری راے اس امر کی مقتضی ہوتی ہے کہ ان تحفون کو تمھین لوگون مین تقسیم کر دون علے الخصوص ایران دخت کو جس نے اس صلاح نیک کی مجھ کو ہدایت کی اور میری جان کو اس تہلکہ عظیم سے بچایا چنانچہ حسب الحکم بادشاہ تاج اور جامہ حرم مین سے ایک کنیز بزم افروز نامے کے ذریعہ سے جو کہ راجہ کی منظور نظر تھی اور اسوقت دہان پر موجود تھی لایا گیا راجہ نے ارشاد کیا کہ ان دونون تحفہ جات مین سے پہلے ملکہ ایران دخت جو چیز پسند کرے وہ لیلے اور باقی دوسری شی بزم افروز کو عنایت کی جاے۔ ایران دخت کی خواہش تاج کی طرف زیادہ راغب تھی اسوجہ سے اُسنے بلار وزیر کی جانب نظر کی مقصود اس اشارہ سے یہ تھا کہ وزیر دونون مین سے جس چیز کیطرف

ادا کرسکے وہ لے لی جاوے۔ بلار اس رمز کو پہلے ہی تاڑ گیا تھا کہ راجہ کا منشا بزم افروز کو تاج مرحمت کرنے کا ہے اس نظر سے اُسنے جامہ کی طرف اشارہ کیا اتنے مین راجہ کی نگاہ بھی وزیر کے اشارہ کرنے پر پڑ گئی کہ وہ آنکھ سے کچھ اشارہ کر رہا ہے ایران دخت نے اس خیال سے کہ راجہ جلد مرحمت آنکا دینو تاج لے لیا اور بلار وزیر بھی گھبرا گیا اور اپنی آنکھ جیسی کہ اشارہ کے وقت رکھی تھی اُسی طرح کج رکھی تاکہ راجہ کو اشارہ کا گمان نہ ہو اس حرکت کو خلقتی خیال کرلیں چنانچہ بعد اس واقعہ کے وزیر چالیس برس تک اس منصب پر مامور رہا مگر جب بادشاہ کے حضور مین جاتا تو آنکھ ویسی ہی ٹیڑھی رکھتا جیسی اشارہ کے وقت تھی القصہ ایران دخت نے تو تاج سے سرفرازی پائی اور خلعت ارغوانی بزم افروز کو عطا فرمایا۔ ایک روز راجہ ملکہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ تاج مرصع زیب سر لیے ہوے طبق زرین پر از شیر ہاتھ مین رکھے ہوے کھڑی تھی اور راجہ اُس طبق مین سے جرعہ جرعہ شیر نوش جان کر رہا تھا کہ اتنے مین بزم افروز جامہ ارغوانی زیب جسم کیے ہوے سامنے سے ایک جھلک دکھا کر نکل گئی راجہ کا دل اُسکا ناز و انداز دیکھکر بے چین ہو گیا کھانے سے ہاتھ کھینچا اور بزم افروز کو طلب کر کے ایران دخت سے مذاقاً کہا کہ یہ تاج تو بزم کے لائق تھا یہ کلام سنکر ایران دخت کو نہایت غیرت آئی اور غصہ کی حالت مین بے خود ہو گئی اور غیظ مین آکر اس طبق شیر برنج کو راجہ کے سر پر ڈال دیا جس سے تمام چہرہ اور داڑھی وغیرہ سب آلودہ ہو گئی۔ راجہ ملکہ کی اس گستاخی پر نہایت غضبناک ہو گیا اور طیش مین آکر بلار وزیر کو حکم دے دیا کہ یہ شوخ دیدہ لائق گردن زدنی ہے جا کر اسے قتل کرو بلار وزیر ایران دخت ملکہ کو وہان سے لے گیا اور اپنے مکان پر لے جا کر پوشیدہ کر دیا اور غمگین صورت بنا کر راجہ کے سامنے آیا تعمیل حکم کی اطلاع حضور مین عرض کر دی تھوڑی

دیر مین راجہ کے دل سے غصہ اُتر گیا اور ملکہ کے حسن بے مثال اور خدمات پسندیدہ کو یاد کر کے
با خاطر غمگین ملول و محزون رہنے لگا اگرچہ وزیر محرم راز تھا مگر مصلحت وقت سمجھ کر خاموش
رہتا تھا راجہ کسی پر اپنا رنج ظاہر نہ کرتا تھا دل ہی دل مین کبیدہ خاطر رہتا تھا وزیر راجہ
کی حالت سے واقف تھا اس سے راجہ کی یہ حالت دیکھی نہ گئی اور ایک روز موقع پا کر عرض کیا
کہ جو مرض لاعلاج ہو اُسکا افسوس کرنا فضول ہی رنج و کاہش سے کوئی فائدہ نہین لازم تھا کہ
حضور حکم دیتے وقت انجام کار پر نظر فرما لیتے اور غصہ پر قابو رکھتے تاکہ بعد کو پشیمانی
اُٹھانا نہ پڑتی جیساکہ بادشاہ ذی الرقاع ازراہ دور بینی اپنے غضب کو مغلوب
کر کے نہایت خوشدلی سے اوقات بسر کرتا تھا راجہ نے پوچھا وہ کس طرح وزیر نے
عرض کیا کہ

حکایت ملک یمن مین ایک بادشاہ تھا جس کو شکار کا نہایت شوق تھا ایک دن
شکار کے لیے گیا بہت دوا دوش کی مگر شکار ہاتھ نہ لگا بادشاہ پریشان خاطر ہو کر ہر طرف دیکھنے
لگا ناگاہ ایک خارکش مفلوک روزگار پوست آہو پہنے ہوئے اُس بیابان مین لکڑیاں
فراہم کر کے محنت کا مارا تھک کر ایک پتھر کے سہارے بیٹھا تھا بادشاہ کو شکار نہ ملنے کی گھبراہٹ
مین دور سے یہ معلوم ہوا کہ ہرن بیٹھا ہی کمان اُٹھا کر ایک تیر مارا جس سے وہ بیچارہ
زخمی ہو گیا جب بادشاہ قریب پہونچا تو اُس غریب کی حالت دیکھکر نہایت افسوس کیا
اور علاج کے لیے ہزار دینار عنایت فرمائے بعد ازان بادشاہ رنجیدہ اور اُسکو ساتھ لیکر
واپس گیا اور اپنے دل مین عہد کر لیا کہ آیندہ جو کام کرونگا بغیر سوچے اور سمجھے ہرگز
نہ کرونگا۔ اُس شہر کے نواح مین ایک عابد تھا جو رضائے الٰہی کی طلب مین رات دن
مشغول رہتا تھا بادشاہ کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ اُس کی خدمت مین چل کر

نصیحت حاصل کرنا چاہیے چنانچہ زاہد ریاضت کیش کے پاس گیا اور استدعا کی کہ آپ مجکو کوئی نصیحت ایسی اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمائیے کہ جو دنیا مین باعث مزید جاہ وجلال اور آخرت مین شفیع گناہان ماضی وحال ہو اُس درویش صافی طینت نے کہا کہ وہ خصلت جو بزرگون کی دولت ظاہری اور سرمایہ باطنی ہی غصہ کو فرو کرنا اور ہنگام غیض وغضب صبر وتحمل اختیار کرنا ہی بمصداق وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْضَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ کے۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ صبر اختیار کرنے کی تدبیر ارشاد فرمائیے درویش نے کہا کہ ارباب دول کو لائق ولازم ہی کہ اپنے ملازمون مین سے جو شخص عقل ودیانت وراستبازی مین ممتاز ہو اُسکو اپنا محرم راز بنائے اور اجازت دے کہ غصہ کے وقت حتی الامکان ناشائستہ حرکات سے باز رکھے جب تک ایسا شخص آپ کو دستیاب ہو مین تین رقعے لکھے دیتا ہون اُنکو آپ کسی معتمد خاص کے سپرد کیجیے کہ وہ ہمیشہ ان پرچون کو اپنے پاس رکھے اور آپکی حالت کا نگران رہے جب وہ دیکھے کہ آپ کے مزاج مین غصہ کے آثار ظاہر ہوتے ہین اور کسی کام مین غیظ وغضب کی علامتین پائی جاتی ہین تو اُن مین سے ایک پرچہ آپ کو ملاحظہ کرادے یقین ہی اگر دل دانا اور بخت رسا رکھتا ہی تو اُسی رقعہ کے دیکھنے سے برہمی مزاج کی رفع ہوجائے گی اور غصہ تھم جائے گا اور اگر اُس پرچہ کا دیکھنا مفید مطلب نہ ہو تو دوسرا رقعہ پیش نظر کرے اور جو نفس سرکش اُسپر بھی مطمئن نہ ہو تو تیسرا رقعہ معائنہ کرائے پس مین امید کرتا ہون درگاہ باری تعالی سے کہ اس آخری رقعہ کے ملاحظہ سے ظلمت غصہ کی نور حلم سے مبدل ہوجائے گی۔ بادشاہ کو زاہد کی اس ہدایت سے نہایت خوشی حاصل ہوئی اور زاہد نے تین رقعہ لکھکر ایک غلام معتمد کے حوالے کیے پہلے رقعہ کا مضمون یہ تھا کہ اقتدار کے وقت عنان اختیار نفس امارہ کے ہاتھ مین نہ دے کیونکہ

اُس کی وجہ سے تجھے ہلاکت ابدی کا سامنا ہوگا دوسرا رقعہ اس مضمون کا تھا کہ غصہ کی
حالت مین زیر دستون پر رحم کر کہ زبردست تجھ پر لطف وکرم کرین تیسرا رقعہ اس عنوان
سے تھا کہ کسی حکم کے اجرا مین حد شرع سے تجاوز نکر اور کسی وقت انصاف سے منحرف نہ ہو
بعد ازان بادشاہ زاہد سے رخصت ہوکر اپنے دولت خانہ پر آیا اور ہمیشہ خلوت جلوت
مین اور حکمرانی اور خشمناکی کے اوقات مین ملازم لوگ اُن رقعون کو پیش کر دیتے تھے اور
اسی مناسبت سے اُس بادشاہ کو ذوالرقاع کہتے تھے۔ اس بادشاہ کے حرم سرا مین ماہ پیکر
نام ایک کنیز تھی بادشاہ اُس کے حسن دلفریب پر ایسا دلدادہ تھا کہ خاص محل سے ملتفت
نہ ہوتا تھا بادشاہ بیگم ہمیشہ آتش رشک وحسد مین جلتی رہتی تھین اور لونڈی کے نکالنے
کے لیے بہت سی تدبیرین اور حیلے سوچتی تھین مگر کوئی معقول تجویز خیال مین نہین آتی
تھی۔ القصہ ایک روز مشاطۂ حرم سرا سے اس حال کو ظاہر کیا اور برگشتگی طالع سے
بادشاہ کے قتل اور لونڈی کے نکالدینے کے لیے اعانت کی خواستگار ہوئی مشاطہ بدکار
بولی کہ مین اسکی تدبیر کیے دیتی ہون کہ تھوڑا سا زہر ہلاہل تیل مین آمیز کرتی ہون
اور لونڈی کے یہان جاکر اس کی زنخدان پر ایک خال بنا دیتی ہون جسوقت بادشاہ
اُسپر منھ رکھے گا سم قاتل کے اثر سے فوراً ہلاک ہوجائے گا اور جب کہ بادشاہ خود زندہ
نرہے گا تو پھر کنیز کا نکالدینا کیا چیز ہی خاتون برگشتہ قسمت اس تدبیر کے سننے سے
بہت خوش ہوگئی حسب اتفاق یہ کل سرگذشت ایک غلام شاہی پس پردہ کھڑا ہوا
سُن رہا تھا اس نے ہر چند کوشش کی کہ اس آفت ناگہانی سے بادشاہ کو مطلع کردے
یا لونڈی کو یہ خبر پہونچا دے لیکن غلام کو اس راز کے بیان کرنے کا موقع نہ ملا آخرکار
بادشاہ جب لونڈی کے پاس گیا اور حسب معمول اُسکے بستر پر آرام فرمایا تو غلام نمک حلال

اپنی جان سے ہاتھ دھو کر لونڈی کے قریب آیا اور اپنی آستین سے خال پونچھنے لگا بادشاہ کی آنکھ کھل گئی غصہ مین شمشیر آبدار لے کر غلام کی طرف جھپٹا اور خلوت سرا سے باہر نکلکر دوڑتا ہوا چلا آیا۔ عرض بیگی نے فوراً تینون رقعے پیش نظر کرکے بادشاہ کے غصے کو روکا بادشاہ نے صبر اختیار کر کے غلام سے اس گستاخی کی وجہ دریافت کی تو اس نے کل حال پوست کندہ بیان کر دیا بادشاہ ملکہ پر از حد غضبناک ہوا اور بلا کر بہت سختی سے پوچھا اُس نے انکار کیا اور اُلٹی تہمت لگائی کہ یہ غلام شوخ دیدہ اس کنیز سے تعلق رکھتا ہی اگرچہ مین عرصہ سے واقف تھی مگر اب بادشاہ نے بچشم خود ملاحظہ فرمایا ہی اب اس کے قتل مین تاخیر کی کیا ضرورت ہی۔ بادشاہ نے غلام کی طرف دیکھا اس نے عرض کیا کہ حضور کسی کو زہر کی آزمائش کا حکم فرمائین اور یقین کامل ہی کہ بقیہ حصہ اس روغن کا مشاطہ کی ڈبیا مین موجود ہوگا اُس کو اپنے سامنے منگوائیے اور تحقیقات کر لیجیے چنانچہ تلاشی مین مشاطہ کے پاس سے ڈبیہ برآمد ہوئی ذرا سا روغن اُسے چکھایا گیا تو فوراً وہ مرگئی ملکہ کو مقید کر دیا اور غلام کی جان بخشی کر کے مرتبہ اعلی پر ممتاز کیا۔ اس داستان کے بیان کرنے سے فائدہ یہ ہی کہ بادشاہ نے تحمل اور غصہ کے ضبط کرنے کی بدولت اس بلا سے نجات پائی پس راجہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ اے بلار فی الواقع مجھ سے بڑی غلطی اس کام مین ہوئی مگر تجھ ایسے ہوش گوش کے آدمی سے بہت تعجب ہی کہ تو نے بھی کچھ غور و فکر اس امر خاص مین نہ کی وزیر نے عرض کیا کہ غلامون کی بھی یہ مجال ہی کہ حکم شاہی کی تعمیل مین سرتابی کرین راجہ کو یقین آگیا کہ رانی جہان فانی سے عالم باقی کو سدھاری ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور کہا کہ افسوس رانی کی ہلاکت نے مجھکو سخت غمناک کر دیا ہی اور تیری جلد بازی نے اور بھی پریشانی مین ڈالا ہی اب اسکا علاج کیونکر ہو سکتا ہی

وزیر نے عرض کیا کہ تین شخص ہمیشہ غم والم مین آلودہ رہتے ہین ایک وہ جو ہمیشہ بدکاری مین مصروف رہتا ہی دوسرے وہ شخص جو اپنے زمانہ فرمانروائی مین نیک کام انجام نہین دیتا تیسرا وہ شخص جو بے فکر وغور کے بلا سمجھے بوجھے کام کر گذرتا ہی اور انجام کا کچھ خیال نہین کرتا ؏ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ﴿ اب اس حالت مین سوائے صبر کے اور کچھ چارہ نہین ہی جو شخص آغاز مین انجام پر نظر نہین کرتا اسکا وہی حال ہوتا ہی جو اس کبوتر کا ہوا راجہ نے پوچھا کہ وہ کس طرح سے ہی وزیر نے بیان کیا۔

حکایت ایک کبوتر کے جوڑے نے شروع سرما مین تھوڑے تھوڑے دانہ فراہم کیے تھے بخیال موسم گرما کے اور ایک گوشہ آشیانہ مین وہ دانہ بطور ذخیرہ جمع تھے اور نمی کیوجہ سے بہت معلوم ہوتے تھے لیکن جب فصل زمستان ختم ہوئی تو گرمی کی حدت سے خشک ہوکر دانے کم دکھائی دینے لگے۔ کبوتر چند روز کے لیے کہین چلا گیا تھا جب وہ واپس آیا تو اُسے وہ دانے تھوڑے سے معلوم ہوے اپنی مادہ کو مارنے پیٹنے لگا کہ یہ دانہ مین نے گرمی کے لیے رکھا تھا تو نے سب کھا لیا ہرچند مادہ نے انکار کیا مگر نر کو کسی طرح یقین نہ آیا انتہا یہ کہ مارتے مارتے نر نے مادہ کو بالکل ختم کر دیا بعد ازان جب فصل بہار آئی تو دانون مین پھر نمی پیدا ہوگئی اور مثل سابق وہ زیادہ معلوم ہونے لگے اُس وقت کبوتر نے جانا کہ دانون کی کمی کا باعث خشکی ہی اپنی عجلت پر بہت نادم ہوا اور مادہ کے فراق مین زار زار مثل ابر نوبہار روتا تھا ہجر مین جان کھوتا تھا۔ غرض اس داستان کے بیان کرنے سے یہ تھی کہ مرد عاقل کو کسی کام کے انجام دینے میں شتابکاری نکرنا چاہیے پھر آخر مین مبارک بندہ لیست راجہ نے کہا کہ بلا ریب شک وشبہہ مین نے جلد بازی کی لیکن تو نے مجھ سے بھی زیادہ عجلت کی حالانکہ تو میرے مزاج سے واقف تھا کہ مین بہت جلد بے صبر ہو جاتا ہون تو تو زیرک ودانا تھا

تجھے اسقدر جلدی کرنا کیا ضرور تھی ذرا تامل کر جاتا تو کچھ ہرج نہ تھا الغرض جب بلار کے دلکو یقین کامل ہوگیا کہ راجہ کو بےحد رنج و ملال ہی اور بیقراری اُسکی اپنی حد سے تجاوز کرگئی ہی اور اپنی غلطی اور جلدی پر اسکو نہایت انفعال ہی تو اُسنے آہستہ سے عرض کیا کہ حضور ایران دخت زندہ ہی مین تو حضور کی عادت جانتا تھا اسوجہ سے مین نے قتل نہین کیا راجہ یہ مژدہ جان بخش سنکے بہت خوش ہوا اور درگاہ قادر مطلق مین سجدہ شکر بجالایا اور وزیر سے کہا کہ ای بیرحم تونے پہلے میرے سامنے اس عنوان سے بیان کیا کہ مجھے یقین واثق ہوگیا کہ ایران دخت کو اسنے ضرور قتل کرڈالا ہی اب یہ بتا کہ تونے میری رنجیدگی اور کاہش کیون جائز رکھی مجکو تیری عقل و دین پر اعتماد تھا یا نہ تھا لیکن الحمدللہ کہ نتیجہ حسب دلخواہ ظاہر ہوا بلار نے جواب دیا کہ حضور یہ سب حجت و تکرار دلیل و تقریر محض اس مصلحت سے تھی کہ جہان پناہ کے مزاج کا معیار صحیح طور پر معلوم ہوے کہ حضرت اس حکم سے منفعل ہین یا نہین تب عرض کرون۔ القصہ بادشاہ نے بلار کے فہم و فراست کی بہت تعریف کی اور تحسین و آفرین کے کلمات زبان فیض ترجمان پر جاری فرمائے القصہ بلار نے حسب الارشاد ملکہ ایران دخت کو نہایت تعظیم و توقیر سے ملازمت مین حاضر کیا ایران دخت شرائط بندگی و شکر گذاری بجالائی اور لبہاے نازک کو منت گذاری مین واکیا راجہ نے فرمایا کہ زیادہ تر بلار کا شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ جس نے اپنی دانشمندی سے تمھاری جان بچائی۔ بلار نے عرض کیا کہ غلام کو اگر حضور کے فہم و فراست پر اعتماد نہ ہوتا تو اس طرح کی مبادرت فدوی سے کب ہوسکتی اور فرمان قضا جریان کی تعمیل مین تاخیر ہونے کی وجہ سے زندہ کیونکر بچتا پس ہر طرح پر حضور کا شکر کرنا لازم ہی مجھ ذرہ بےمقدار کی کیا حقیقت ہی راجہ نے بلار کی سنجیدگی طبع اور دوراندیشی پر شاد کام ہوکر اُس کو مرتبہ اعلیٰ پر فائز کیا۔

باب تیرھوان

بیوفاؤن کے اقوال سے پرہیز کرنے کے بیان مین

راے دابشلیم نے کہا کہ ای واقف اسرار خردمندی اب یہ ارشاد فرمائیے کہ بادشاہ امور سلطنت کے انصرام مین کس قسم کے اشخاص کو دخیل کرے کیونکہ اکثر لوگ نیکون کے پیرایہ مین ظاہر ہوتے ہین بیدپاے حکیم نے کہا کہ ای بادشاہ انسان کی طبع شناسی بہت مشکل ہی تاوقتیکہ مختلف کامون مین چندمرتبہ اُن کا امتحان نہ کیا جاے اُن پر اعتماد کرنا نچاہیے چنانچہ ایک سنار اور ایک سیاح کی داستان اس کے مناسب حال ہی راے دابشلیم نے پوچھا کہ وہ کسطرح ہی برہمن نے بیان کیا۔

حکایت فرمانروا ے حلب اپنی دختر کے لیے زیور بنوا رہا تھا اُس نے ایک سنار کی تعریف سنی کہ وہ بڑا تیز دست اور صناع بے مثل ونظیر ہی پس بادشاہ نے اُس زرگر کو طلب کر کے حکم دیا کہ ہمارے پیش نظر بیٹھ کر زیور تیار کرے۔ سنار بڑا زبان آور وشیرین کلام تھا تھوڑے ہی دنون مین اپنی چرب زبانی سے منظور نظر سلطانی ہوگیا اور اسقدر رسوخ بڑھا کہ محرم راز ہوگیا ملازمان بارگاہ شاہی مین سے ایک خردمند نے بنظر خیر اندیشی عرض کیا کہ جہان پناہ نے اسکے اعزاز واکرام مین ازحد مبالغہ کیا ہی سلاطین ضیہ بازاری اشخاص اور پیشہ ورون سے بہت کم مصاحبت رکھتے تھے اور اُن کے مرتبہ کو حد سے زیادہ نہین بڑھاتے تھے بادشاہ نے فرمایا کہ ای خیرسگال مین خوب سمجھتا ہون کہ تو نے یہ بات خیرخواہی

کی نظر سے کبھی ہو لیکن یہ جوان نیک صورت ہو اور پاکیزہ روئی دلیل نیک سیرتی کی ہی بدلیل اَلظَّاھِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ اُس خیر طلب نے جواب دیا کہ ای ظل اللہ عاقل لوگ ظاہری صورت پر کبھی اعتماد نہین کرتے چنانچہ کسی حکیم نے ایک خوبرو شخص کو دیکھ کر محبت پیدا کی لیکن جب محک امتحان پر اسکو کسا تو کھوٹا پایا فی الفور اُس سے علحدگی اختیار کی بادشاہ نے کہا یہ کوئی بات نہین ہی نیک صورتی خوبی سیرت کی دلیل ہی اور اگر اُسکی تربیت کی جاے تو یقیناً اخلاق پسندیدہ بھی اُس مین پیدا ہو جاوینگے جواب دیا کہ ای ملک نااہل کو اگر ہزار بار بھی تربیت کی جاے تب بھی اُس سے سواے بدی کے آثار نیک ظاہر نہ ہون گے اور نتیجہ عمدہ نہ نکلے گا جیسا کہ ملکزادہ کو پیش آیا بادشاہ نے دریافت کیا کیونکر اس نے بیان کیا۔

حکایت بادشاہ فارس کے یہان فرزند متولد ہوا جس کے شانے پر مثل کف دست ایک خال سیاہ تھا بادشاہ اُسے دیکھکر نہایت رنجیدہ ہوا اور حکماے عصر سے خاصیت اُس داغ کی دریافت کی اُنھون نے عرض کیا کہ ہم نے کتب نجوم مین دیکھا ہی کہ جس شخص کے جسم مین اس قسم کا نشان ہوتا ہی وہ بالضرور ملک گیری اور کشور کشائی مین ضرب المثل ہو جاتا ہی یعنی یہ علامت کمال سعادت کی ہی مگر ساتھ ہی اس وصف کے ایسے شخص کو خطرات بھی بہت پیش آتے ہین بادشاہ یہ حال سن کے بہت خوش ہوا مگر خطرہ کے سننے سے کچھ غمگینی بھی لاحق ہوئی۔ شہزادے کے زیر محل ایک بدسیرت چمار کا بھی مکان تھا جہان یہ کہ شاہزادہ جب چار برس کا اُسکا سن ہوا کھیلا کودا کرتا تھا اسوجہ سے اُس سے اور چمار کے لڑکے سے نہایت الفت و محبت پیدا ہو گئی تھی۔ وزیر نے عرض کیا کہ ای جہان پناہ شاہزادہ کو چمار کی صحبت سے علحدہ رکھیے ورنہ نتیجہ بہتر نہ ہوگا۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر اسکو ابھی منع

کرونگا تو کیا عجب ہی کہ شہزادہ محزون و کبیدہ خاطر ہو جاے اور اُسکی باعث سے کوئی مرض اُسکو لاحق ہو اسلیے چند روز کے بعد جب وہ سن تمیز کو پہونچے گا اور ہوش سنبھالے گا اُس وقت تھوڑی ہی نصیحت کرنے سے وہ خود بخود اُس کی صحبت سے نفرت کرنے لگے گا وزیر خاموش ہو رہا بادشاہ نے چمار کو طلب کیا اور فرمایا کہ تو ہمارا ہمسایہ ہی اور میرا فرزند دلبند تیرے لڑکے سے الفت رکھتا ہی اس لیے تجھ کو چاہیے کہ ہر وقت شاہزادہ کا نگہبان و محافظ رہا کر چنانچہ چمار شاہزادے کی خدمت گذاری و نگرانی مین بہت کچھ سعی و کوشش کرتا تھا اور شاہزادہ کو بھی اُس کے لڑکے سے اسدرجہ محبت بڑھ گئی تھی رفتہ رفتہ اکثر اوقات اُس کے گھر مین رات کو بھی رہنے لگا اور روز بروز چمار کی عمدہ خدمات کی وجہ سے بادشاہ کا اعتبار بھی زیادہ بڑھتا گیا۔ اتفاقًا بادشاہ کسی ضرورت سے سفر کو گیا تھا اور خادم و خدمتگار شہزادہ کو کسی جشن یا میلے کی تقریب مین جواہرات بیش بہا پہنا کر باغ کی سیر کو لے گئے تھے۔ چمار نے دیکھا کہ یہ جواہرات ہزارون تاجرون کے سرمایہ سے بڑھے ہوے بلکہ خراج ملک کے برابر ہین اور فی الحال بادشاہ بھی موجود نہین ہی میدان خالی ہی اس لیے بہتر معلوم ہوتا ہی کہ اس لڑکے کو دور و دراز فاصلے پر کسی شہر مین لیجاکر فروخت کر ڈالون اور ان جواہر گران بہا سے بعیش و عشرت زندگی بسر کرون یہ خیال اس کمینہ بداصل کے دل مین پیدا ہوا آخر کار اس کم بخت نے خدمتگارون اور خادمون اور خود شاہزادہ کو دارو بے ہوشی پلائی کہ سب حلق سے اُترتے ہی بے ہوش ہو گئے پس اُسنے شہزادہ کو ایک بڑے صندوق مین بند کر کے ایک شتر تیز رفتار کی پشت سے باندھ دیا اور راستہ کے لیے کچھ توشہ ہمراہ لے کر باغ سے روانہ ہوا تھوڑے ہی عرصہ مین اُس بادشاہ کی عملداری سے گذر کر دوسرے ملک کی سرزمین مین داخل ہوا اور یہان باغ مین خادم و خدمتگار وغیرہ دو پہر تک

اسی طرح بیہوش تختہ بنے ہوے پڑے رہے جب داروغہ باغ آیا اور ان سب کو بیہوشی کی حالت مین دیکھا تو روغن بادام کو پُرانے سرکہ مین ملاکر ان کی ناک مین ٹپکا یا اب وہ لوگ ہوش مین آئے شاہزادہ اور حمایہ کو بہت کچھ ڈھونڈھا لیکن دونون مین سے کسی کا سراغ نہ پایا آخرکار اُنھون نے ملکہ کی خدمت مین جاکر یہ تمام سرگذشت سنائی بلکہ تمام رات اپنے فرزند کے غم مین گریہ وزاری کرتی اور اپنا سر زمین پر ٹکراتی رہی یہانتک کہ صبح طلوع ہوتے ہی طائر روح اُسکا قفس عنصری سے پرواز کر گیا جب کہ بادشاہ نے اپنی دار السلطنت مین مراجعت کی زن و فرزند کی مفارقت مین آہ و زاری کرنے لگا۔ اشک حسرت دیدۂ خونبار سے بہاتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ جو شخص ہوا خواہان اہل دانش و خرد کی نصیحت گوش ہوش سے نہین سنتا وہ ہمیشہ اسی قسم کے رنج و غم مین گھرا رہتا ہی آخر الامر اُسنے صبر اختیار کیا اُدھر حمایہ کا حال سنیے کہ وہ شہزادہ کو ملک شام مین لیگیا اور ایک مسافر تاجر کے ہاتھ زر و جواہر کے بدلے فروخت کر ڈالا سوداگر نے لڑکے کو دس سال تک اپنی غلامی مین رکھا اور تعلیم و تربیت مین اسکی پرورش کرتا رہا جب شاہزادہ حسن خدمت اور آداب شناسی مین خوب ماہر ہوگیا تو تاجر تحفہ کے طور پر بادشاہ فارس کے حضور مین لے گیا چونکہ شاہزادہ اپنے والدین سے صغر سنی مین علیحدہ کر دیا گیا تھا اس باعث سے بادشاہ اُس کی شناخت نہ کر سکا اور سوداگر سے بیش بہا قیمت پر خرید کر کے اپنے خدام خاص مین داخل کیا اس درمیان مین اس لڑکے کو ایک جوہری سے جس کے سپرد جواہر خانہ شاہی تھا محبت پیدا ہوگئی اس بدگہر جوہری نے شاہزادے کو جو اور ملازمون کی بہ نسبت معزز و ممتاز ہوگیا تھا از راہ مکر و فریب یہ دم دیا کہ تو جب بادشاہ خواب راحت مین مصروف ہو انگشتری ان کی اُنگلی سے نکالکر مجھے لا دے تاکہ مین نیک ساعت دیکھکر

تیرے زیب انگشت کردون بشرطیکہ تو عہدۂ وزارت پر مجھے سرفراز کرے کیونکہ اس انگوٹھی پر ایسا نقش کندہ ہی جس کی تاثیر یہ ہی کہ جو کوئی شخص اُسکو ساعت سعید مین اپنی انگلی مین پہن لے تو وہ لامحالہ بادشاہ ہفت کشور ہو جاتا ہی۔ شاہزادہ بیچارہ کم عمر نشیب و فراز دنیا سے ناواقف اُس بداصل جوہری کے فریب مین آگیا اور بوقت شب بادشاہ کی خوابگاہ مین گیا جب بادشاہ آرام خاص مین مصروف ہوا اور غفلت طاری ہوئی لڑکے نے آہستہ آہستہ اپنا ہاتھ بڑھاکر انگوٹھی اُتارنا شروع کی بادشاہ اچانک بیدار ہو گیا اور اس حرکت ناشائستہ سے نہایت غیظ و غضب مین آکر اس کے قتل کرنیکا حکم جلاد کو دیدیا جلاد نے قاعدہ کے مطابق اُس کے جسم سے پوشاک علیحدہ کی تو بادشاہ کی نظر اُس خال سیاہ پر پڑگئی جو شاہزادہ کے شانے پر تھا بس دیکھتے ہی وہ بے ہوش ہو گیا جلاد نے یہ سانحہ عجیب دیکھکر اُس کے قتل کرنے مین قدرے تاخیر کی اتنے عرصہ مین بادشاہ کو غش سے افاقہ ہوا تو فوراً اس نے پہچان لیا کہ یہ تو میرا نورنظر ہی پس جلدی سے اپنے فرزند جگر پیوند کو سینے سے لگایا دیدہ بوسی کی اور نہایت پیار اور شفقت سے کہا کہ اے نور بصر مین نے وزیر کی بات نہ مانی اور تجکو چار کی صحبت مین رہنے دیا یہ اُسیکا خمیازہ ہی کہ تو بھی ذلت و خواری کی تکلیف مین گرفتار رہا اور مین بھی مدتون تیری مفارقت کے رنج والم مین پریشان خاطر رہا۔ شاہزادہ نے بہت عذر و معذرت کی اور عرض کیا کہ جوہری کی دوستی نے اغوا کرکے مجکو اس گستاخی پر آمادہ کیا تھا بادشاہ نے جوہری کو سخت سزادی اور فرزند کو نصیحت کی کہ بندہ بداصل اور کمینون کی صحبت سے اجتناب کیجے اور ہرگز اُنکی دوستی پر اعتماد نکرے اس قصہ کے بیان کرنیسے فائدہ یہ ہی کہ بدطینت اور رذیل کی صحبت آزاد کو بندہ اور بندہ کو سرافگندہ کر دیتی ہی۔ اور یہ زرگر بھی اُسی قبیل سے ہی اسلیے اُسکی صحبت سے پرہیز رکھنا فرض ہی بادشاہ نے فرمایا کہ سلاطین با عزو تمکین

بغیر الہام الٰہی و القاے غیبی کسی کام مین مبادرت نہین کرتے اسی نظر سے جب کہ مین نے
اُسکو منتخب کر کے اعزاز خاص سے مشرف و ممتاز کیا ہی تو اُمید ہی کہ انجام بھی بخیر ہو
وزیر خردمند نے دیکھا کہ میری عرض سمع قبول تک نہین پہونچتی تو بے سود سمجھکر خاموش
ہو رہا حسب اتفاق ایک روز سنار کو شاہزادی کے زیور کے لیے جواہرات کی ضرورت ہوئی
ہر چند اسنے تلاش کیا مگر اُس میل کے کہین دستیاب نہ ہوے آخر کار جب اُسکو یہ معلوم
ہوا کہ فلان جوہری کی دختر کے پاس اس قسم کے جواہر موجود ہین سنار نے اسکو طلب کیا
دختر جوہری نے ہر چند عذر و انکار کیا کہ میرے یہان اس طرح کے جواہر نہین ہین لیکن
ظالم سنار نے کچھ سماعت نہ کی اور بجبر اُسکو شہزادی کے پاس بھیجدیا۔ اس بیچاری نے
لاکھ لاکھ انکار کیا کہ ہرگز اس قسم کے جواہر میرے پاس نہین ہین مگر کچھ سود مند نہوا اسلیے
زرگر نے شاہزادی سے اُسکے قید کرنے کی اجازت لی چنانچہ وہ قید ہی کی حالت مین جان
بحق تسلیم ہو گئی جب یہ خبر بادشاہ کو معلوم ہوئی کہ فلان جوہری بھی بے گناہ ہلاک کی گئی
تو شہزادی پر عتاب شاہی نازل ہوا یہ خبر پاتے ہی سنار خوف کے مارے مفرور ہو کر
روپوش ہو گیا ملکہ نے بنظر مصلحت یہ مناسب سمجھا کہ چندے بیٹی کو لے کر شہر سے باہر ایک
باغ مین اوقات گزاری کرے جبتک کہ شہریار کا غصہ فرو ہو جاے الغرض اس خیال سے
وہ باغ مین مقیم ہوئی سنار کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی وہ بھی وہان پہونچا شہزادی نے اسکو
دیکھکر کہا کہ او تباہ کار ظالم و مکار تو یہان بھی آ پہونچا کیا کوئی اور آفت تازہ لایا چاہتا ہی
اور فتنہ خوابیدہ کو جگانا منظور ہی جا دور ہو یہان سے ورنہ تیرا آنا پھر وبال جان ہو جائیگا
سنار نے وہان سے پریشان ہو کر صحرا کی راہ لی جب آفتاب غروب ہو گیا اور تاریکی شب
محیط عالم ہوئی تو اس نے رات بسر کرنے کے لیے ہر سمت جگہ ڈھونڈھی لیکن اندھیری

سات مین اسکو کوئی مقام نہ مل سکا قضارا اُس جنگل مین شکاریون نے شکار پکڑنے کی غرض سے ایک غار کھود رکھا تھا اور اُس مین ایک بندر ایک سانپ ایک شیر یہ تینون جانور پہلے ہی سے بوجہ تاریکی کے گر چکے تھے سنار بھی سیاہی شب مین اُسی گڑھے مین جا پڑا یہ موذی جانور خود ہی اپنی اپنی مصیبت مین گرفتار تھے کوئی کسی سے خبر دار نہوا کہ کسی نے کسی کو آزار پہونچایا غرضکہ چند روز اسی صورت سے گذر گئے اتفاقات روزگار سے ایک مسافر جہاندیدہ جو بعزم سیاحت شہر سے باہر نکلا تھا اُسکا گذر بھی اُس غار پر ہوا اور ان سب کا یہ حال دیکھکر پریشان خاطر ہوگیا۔ اس مرد مسافر نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اگرچہ یہ انسان اپنے کیفر کردار کے باعث سے اس مصیبت مین مبتلا ہوا ہوگا لیکن شرط مروت مقتضی اسکی نہین ہی کہ اس کو اسی حالت گرفتاری مین چھوڑ دون پس اُسنے ایک رسی گڈھے مین لٹکا دی پہلے بندر اُس سے لپٹ گیا مسافر نے اسکو کھینچ لیا دوسری بار پھر رسی غار مین ڈالی تو اب کی مرتبہ سانپ لپٹ گیا اس نے اسکو بھی باہر نکالا۔ تیسری بار شیر پنجہ سے رسی پکڑتا ہوا چڑھ آیا جب کہ یہ تینون جانور باہر نکلے تو اپنی اپنی زبان حال سے مسافر کو دعائین دینے لگے اور شکریہ ادا کرکے کہا کہ اگر ہم سے ہو سکا تو ہم اس احسان کا بدلہ ضرور دین گے ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ بندر نے کہا کہ مین اس پہاڑ پر جو کہ شہر کے متصل ہی مسکن گزین ہون اگر آپ وہان قدم رنجہ فرمائین گے تو مین ضرور حق خدمت ادا کرونگا شیر نے کہا کہ مین فلان صحرا مین مقیم ہون جو کہ فلان شہر کے اطراف مین واقع ہی اگر آپ وہان تکلیف فرمائین گے تو مین شرائط نیازمندی بجالانے مین دریغ نہ کرونگا۔ سانپ نے کہا کہ شہر کے قریب فلان مقام پر میرا مسکن ہی اگر آپ کا کبھی اُسطرف گذر ہوا تو مین بجاآوری خدمت سے قاصر نہ ہونگا لیکن فی الحال اس نیکی کے بدلے مین تجکو نصیحت کرتا ہون

کہ اس آدمزاد کو گڈھے سے باہر نہ نکالنا ورنہ خطا اُٹھاؤگے اور بہت کف افسوس ملوگے
کیونکہ اس شخص کا اور ہمارا ساتھ چند ہی روز رہا گر اُسکے بشرے سے راستبازی اور آشناپرستی
کے آثار نہین ظاہر ہوے مرد سیاح نے اُنکا کہنا نہ مانا اور اُس سنار کو بھی گڈھے سے باہر نکالا ۔
سنار نے بعد بہت سی سپاسگذاری کے عرض کیا کہ اگر آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائینگے
تو مجکو نہایت عزت و توقیر حاصل ہوگی اور لوازم حق الخدمت دل و جان سے بجا لاؤنگا مسافر
نے کہا کہ مین نے اس قصد سے اپنا وطن چھوڑ کے سیاحی اختیار کی ہی کہ دنیا کی سیر سے نیک
بد مین تمیز کر سکون اگر حیات مستعار باقی ہی تو پھر ملین گے اگر خدا لایا یس یہ اقرار کر کے
سب سے رخصت ہوا اور آپ آگے چل نکلا اور ایک سال کی مدت مین اکثر اقطاع عالم
کی سیر کر کے تین سو دینار سرخ اِس نے پیدا کیے اُن کو لیے ہوے یہ اپنے وطن کو واپس
جاتا تھا کہ قریب شہر کے اُس دامن کوہ کے نزدیک پہونچا جہان کہ بندر کا مسکن تھا شام
ہوگئی تھی یہ وہین اُتر پڑا رات کے وقت چورون نے اس کا زر نقد سب لوٹ لیا اور اُس
بیچارے کے ہاتھ پاؤن باندھکر اُسی غار مین ڈالدیا جو کہ شاہراہ سے فاصلہ پر تھا ناگاہ
بندر کا اسطرف گذر ہوا اس نے پہچانا اور اپنے محسن کو گرفتار بلا دیکھکر از راہ ترحم دریافت
حال کیا اور قید اسکی کاٹ کر اپنی جاے سکونت پر لے گیا جو خس و خاشاک وغیرہ سے بنائی
تھی اور میوہ تر و خشک بطور ماحضر پیشکش کیا اور کہا کہ آج یہین قیام کیجیے تا کہ مین چورون
کی سراغرسانی کر کے مال گم گشتہ کے ملنے کی کوشش کرون بس بندر چورون کی تلاش مین
اُن کے پیرون کے نشان پر روانہ ہوا چور تمام رات کے چلنے سے تھک کر ایک چشمہ کے
کنارے اسباب رکھ کے سو رہے تھے قریب صبح بندر بھی وہان جا پہونچا اور پشتارے کو
کھولکر روپیون کی تھیلی نکال لی اور ایک گوشہ مین لے جا کے اوسکو مخفی کر دیا اور دوبارہ چالاکی

باقی ماندہ اسباب کو اور کسی مقام پر پوشیدہ کر آیا الغرض بندر نے مسافر کے اسباب کے علاوہ چورون کا مال بھی اُٹھا کر چھپا دیا اور آپ ایک درخت پر جاکر بیٹھ رہا کہ دیکھون سرگذشت چورون کی کیا ہوتی ہی۔ چور جب خواب غفلت سے بیدار ہوے تو اُنھون نے اپنے مال و اسباب کا کہین پتا نہ پایا نہ کوئی انسان وحیوان اُن کو اُس مقام پر دکھائی دیا آپس مین کہنے لگے کہ پرانے افسانہ گویون نے جو جنات و پری زاد کے قصے بیان کیے ہین شاید یہ ویرانہ مقام انھین کا مسکن ہی یہان سے جلد بھاگنا چاہیے بس چور اپنی جان بچ جانا غنیمت جان کر جنون کی دہشت سے شہر کی طرف بھاگ گئے اب بندر بہت خوشی کے ساتھ مسافر کے پاس آیا اور اُس مقام پر لے گیا جہان کہ مال پوشیدہ کر آیا تھا مسافر نے اپنا مال لے لیا اور جو اسباب کہ چورون کا تھا وہین چھوڑ دیا اور بندر کا نہایت شکر گذار ہو کر رخصت ہوا اور آگے کا رستہ لیا۔ ناگاہ اب مسافر کا گذر اُس صحرا مین ہوا جہانکہ شیر مقیم تھا شیر کو دیکھتے ہی مارے خوف کے زہرہ ان کا آب ہوگیا لیکن شیر نے ازراہ مہربانی ان کی تسکین کی اور کہا کہ خوف نہ کھاؤ مین وہی شیر ہون جسپر تمھارا احسان ہی ابھی تک میری گردن سے وہ باراحسان اُترا نہین ہی اور مین بھول نہین گیا ہون آپ ایک لمحہ توقف فرمائین تاکہ مین کچھ شرائط میزبانی و خدمتگذاری باحسن وجوہ ادا کرون چنانچہ شیر چارون طرف گشت لگاتا ہوا میوہ جات کی جستجو مین اُس باغ مین پہونچا جہان پر کہ راجہ کی بیٹی رہتی تھی۔ اسنے دیکھا کہ شہزادی زیور موتیون اور جواہرات کا مرصع پہنے ہوے لب حوض تنہا بیٹھی ہی۔ بس شیر نے جاتے ہی ایک ہی طمانچہ مین اُسکا کام تمام کیا اور زیور بیش بہا لیکر مرد مسافر کے پاس آیا اور کہا کہ معاف فرمائیے گا اسوقت سوا اسکے اور کوئی شی از قسم فواکہات دستیاب نہین ہوئی ورنہ حاضر خدمت کرتا۔ الغرض مسافر نے زیور خوشی سے لیا اور شہر کیجانب

روانہ ہوا اپنے دل مین اِس نے خیال کیا کہ جب غیر جنس درندہ جانور نے اسقدر وفاداری
کی اور اس طرح خاطرداری سے پیش آیا تو کیا عجب ہی کہ ہم جنس زرگر سے جب ملاقات ہوگی تو وہ
میرے احسانات کا نعم البدل بعنوان شائستہ ادا کریگا اور اسکے ذریعہ سے مین اس زیور کو جو
گنجینہ جواہر آبدار ہی عمدہ قیمت پر فروخت کرسکون گا اس خیال باطل سے وہ صبح کو شہر
مین وارد ہوا بادشاہزادی کی ہلاکت کا چرچا تمام شہر مین پھیلا ہوا تھا اور تمام رعایا برایا
ساکنان شہر سراسیمہ و مضطرب ہوکر در دولت سلطانی کیجانب جارہے تھے اور سنار بھی اِس
حال کی تفتیش کے لیے اپنی قیامگاہ سے باہر نکلا تھا کہ اثنا رراہ مین اس مرد جہاندیدہ
سے ملاقات ہوئی سنار نہایت گرمجوشی سے ملا اور بہت کشادہ پیشانی سے پیش آیا اور اپنے
مکان پر لایا بعد ادائے مراسم مہمان نوازی تمام اپنا افسانہ بینوائی و پریشانی کا اِس سے
بیان کیا مسافر نے کہا کہ برادر کچھ تشویش نکرو اس زیور کو لو اور اسکو فروخت کرکے جس شئی کی
احتیاج ہو اُسے بے تکلف خرید کرلو اور ان رقومات مین سے جو چیز تم بیکار تصور کرو
وہ مجھے دیدینا سنار نے جب زیور کو دیکھا تو فوراً پہچان گیا کہ یہ تو شہزادی کا زیور ہی اسنے
ظاہر ابعد خوشنودی کہا کہ اچھا مین اس زیور کو بیش قیمت پر فروخت کردونگا اور بقدر
ضرورت اُسمین سے کچھ لیکر اپنا سرمایہ روزگار بنا لونگا بس سنار زیور لیے ہوے اپنے گھر سے
باہر نکلا اور اپنے دل مین خیال کیا کہ اگر اس زیور کو لیے ہوے بادشاہ کے پاس چلا جاؤن
اور اسکو دکھا کر شاہزادی کا قاتل اس شخص کو بتادون اور اسکو مقید کرادون تو امید ہی کہ
بادشاہ میری عفو تقصیرات کردے اور عہدہ جلیل عنایت فرمائے چنانچہ اپنے دل مین منصوبہ
سوچکر براہ راست بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ خانہ زاد نے شاہزادی کے
قاتل کو مع ثبوت کے گرفتار کیا ہی پس حسب الحکم بادشاہ کے سپاہیون کو لے گیا اور مسافر کو

زیور سمیت ماخوذ کر کے بادشاہ کے حضور مین حاضر کر دیا مرد سیاح نے جب سنار کی یہ بیوفائی
دیکھی تو کہا کہ یہ بدلا میرے احسان کا ہی جو مین نے اسکے ساتھ کیا تھا۔ بادشاہ نے گمان
کیا کہ شاید اپنی بریت جرم کے لیے اس قسم کی گفتگو کرتا ہی اور زیور بھی مزید ثبوت کے لیے
دلیل کافی ہی بس یقینی یہی قاتل ہی پس اسنے حکم تشہیر دیدیا کہ آج اس مجرم کو ہر کوچہ و
بازار شہر مین پھرا کر پا بجولان کیا جاے کل اسکو قصاص کا حکم دیا جاے گا اور اپنی اعمال بد
کے پاداش مین سزاے موت کا مستوجب ہوگا قضا را الٰہی سے سانپ بھی پھرتا پھرتا اسطرف آنکلا
دیکھا کہ مرد مسافر جس نے مجھپر احسان کیا تھا گرفتار بلا ہو گیا ہی میرا کہنا نہ مانا آخر کو وہی
خرابی پیش آئی جسکا گمان تھا یہ مسافر پر بکتا جھکتا ہوا ملامت کنان قریب آیا مسافر نے
کہا کہ اب برا بھلا کہنے سے تو کچھ حاصل نہو گا ہان اگر کوئی تدبیر میری رہائی کی ہو سکتی ہی تو
کرو اور ایسے وقت بد مین میری جان بچاؤ۔ سانپ نے کہا کہ مین نے جاکر بادشاہ کی والدہ
کو کاٹا ہی اور تمام شہر کے اطبا اُسکے علاج سے عاجز ہو کر بیٹھ رہے ہین تو اس بوٹی کو لے اور
بادشاہ کے پاس جب جانا تو پہلے اپنی کل سرگذشت بیان کر دینا بعد ازان اس بوٹی کو بادشاہ
کی مان کو کھلوا دینا کیا عجب ہی کہ بادشاہ خوش ہو کر اسکے معاوضہ مین تیری جان بخشی
کر دے جسوقت کہ بادشاہ مان کے بالین پر بیٹھا ہوا بیٹی کے غم مین اور مان کو سانپ کے کاٹنے
کے صدمہ سے رنج و فکر مین مبتلا تھا سانپ نے اپنی سوراخ سے باہر نکلکر آواز دی کہ علاج
مار گزیدہ کا اس بے گناہ کے پاس موجود ہی جو پابزنجیر حوالات مین مقید ہی بادشاہ نے ملازمون
سے کہا کہ دیکھنا کو ٹھے پر کون ہر چند لوگون نے تلاش کیا مگر کسی کا پتہ نپایا جس سے
بادشاہ کو یقین ہوا کہ بیشک یہ سروش غیبی کی صدا تھی پس مسافر کو محبس سے بلا کر حاضر
کیا اور مار گزیدہ کی دوا کے لیے اس سے خواہش کی مسافر نے کہا کہ علاج اس زہر کا میرے

پاس موجود ہی لیکن پہلے میری پریشانی کا حال بادشاہ سلامت سماعت فرمالین
کیونکہ میری سرگذشت عجیب وغریب ہی بعد ازان مین مارگزیدہ کی دوا حاضر کرونگا
پس بادشاہ نے اُس کو اپنے حضور مین طلب کیا اور تمام قصۂ دردانگیز اُس کا سماعت
فرمایا ابتدا سے انتہا تک جو کچھ سوانحات اس مرد سیاح پر گذرے تھے اور یہ استعجاب امور
جو اسکی چشم عجائب بین کے معائنہ مین آئے تھے سب مشرح اور مفصل بیان کیے بادشاہ کو
اس کی تقریر فصاحت آمیز اور ہاتف غیبی کی صدائے تعجب انگیز سے اسکی راست بیانی کی
صداقت ہوگئی بعد ازان مسافر نے بوٹی نکالی اور دودھ مین گھول کر مار بادشاہ کو پلادی
حلق سے اُترتے ہی اُسکو شفا حاصل ہوئی بادشاہ نے مسافر کو خلعت بیش بہا اور انعام سے
سرفراز فرمایا اور سنار مردم آزار محسن کش کو دار پہ چڑھانے کا حکم دیا اور آخر کار وہ
اپنے کردار مکافات کو پہونچا۔ سچ ہی

اس دار مکافات مین سن ای غافل
بیداد کرے گا آج کل پائے گا

باب چودھوان

انقلاب روزگار پر التفات نہ کرنے کے بیان مین

رائے داشلیم نے یہ داستان سن کر حکیم روشن رائے و دانائے فراست پیرا سے کہا
کہ اب میری استدعا یہ ہی کہ آپ اس امر مین کچھ تقریر فرمائین کہ اکثر عاقل و رسخی لوگ

کیونکہ گرفتار رنج والم اور زخمی تیغ ستم ہو جایا کرتے ہین اور جاہل و تنگ دل کس باعث سے بعیش وعشرت زندگانی بسر کرتے ہین۔ برہمن دانش آموز نے جواب دیا کہ وہی انسان برگزیدۂ خلائق ہی جو کارخانۂ قضا و قدر مین کچھ مداخلت نہین کرتا ہر کام کو رضائے الٰہی سے وابستہ جانتا ہو تدبیر کو مقدم تقدیر پر نہین سمجھتا جیسا کہ ایک شہزادہ نے شہر نسطور کے دروازے پر یہ عبارت لکھوادی تھی کہ اسباب اور وسائل ظاہری نمائش کے ذریعے ہین چندان وقعت وعظمت نہین رکھتے اور تمثیل اس کی ایک دلچسپ داستان کے ساتھ نہایت موزون ہی راے نے دریافت کیا کہ وہ کس طرح پر ہی برہمن دانشور نے گوہر آبدار سخن کو درج دہان سے نکالکر یون تقریر کرنا آغاز کیا کہ۔

حکایت شاہ یونان دو فرزند جگر پیوند رکھتا تھا جو نہایت خوبصورت اوصاف ظاہری اور سیرت باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے جب کہ اُس بادشاہ کو پیغام اجل پہونچا تو بڑے بھائی نے اپنی چرب زبانی اور شیرین کلامی سے ارکان سلطنت کو مسخر کرکے اپنی طرف مائل کرلیا اور تخت سلطنت پر رونق بخش ہوا چھوٹے بھائی کے دل مین یہ خیال متمکن ہوا کہ ایسا نہو مجھپر کوئی شخص حملہ آور ہو کر ہلاک کرڈالے عزم سفر کیا اور یکہ و تنہا بنفس نفیس بے زاد و راحلہ مسافت دور و دراز طے کرنے لگا ناگاہ ایک جوان حسین و قبول صورت بھی اس شہزادہ کے ہمراہ ہولیا جو گردش زمانۂ ناہنجار سے عازم سفر ہوا تھا شہزادہ اس جوان رعنا کی ہمراہی سے بہت خوش ہوا اور نہایت شگفتگی خاطر سے دونون قطع راہ کرنے لگے۔ دوسری منزل مین ایک سوداگر بچہ نہایت ذکی و خردمند جس نے خانمان ترک کرکے صعوبت سفر اختیار کی تھی ان دونون سے آکر ملاقی ہوا اور اسنے بھی معیت پسند کی تیسری منزل مین ایک پسر دہقان جو فن زراعت کا بڑا ماہر اور کشاورزی مین

پاس موجود ہی لیکن پہلے میری پریشانی کا حال بادشاہ سلامت سماعت فرمائین کیونکہ میری سرگذشت عجیب وغریب ہی بعد ازان مین مار گزیدہ کی دوا حاضر کرونگا پس بادشاہ نے اُس کو اپنے حضور مین طلب کیا اور تمام قصۂ دردانگیز اُس کا سماعت فرمایا ابتدا سے انتہا تک جو کچھ سوانحات اس مرد سیاح پر گذرے تھے اور پر استعجاب امور جو اسکی چشم عجائب بین کے معائنہ مین آئے تھے سب مشرح اور مفصل بیان کیے بادشاہ کو اس کی تقریر فصاحت آمیز اور ہاتف غیبی کی صداے تعجب انگیز سے اسکی راست بیانی کی صداقت ہوگئی بعد ازان مسافر نے بوٹی نکالی اور دودھ مین گھولکر بادشاہ کو پلا دی حلق سے اُترتے ہی اُسکو شفا حاصل ہوئی بادشاہ نے مسافر کو خلعت بیش بہا اور انعام سے سرفراز فرمایا اور سنار مردم آزار محسن کش کو دار پر چڑھانے کا حکم دیا اور آخر کار وہ اپنے کردار مکافات کو پہونچا۔ سچ ہی

اس دار مکافات مین سن ای غافل
بیداد کرے گا آج کل پائے گا

باب چودھوان

انقلاب روزگار پر التفات نہ کرنے کے بیان مین

راے دابشلیم نے یہ داستان سن کر حکیم روشن راے و داناے فراست پیر اسے سے کہا کہ اب میری استدعا یہ ہی کہ آپ اس امر مین کچھ تقریر فرمائین کہ اکثر عاقل و سخی لوگ

کیونکہ گرفتار رنج والم اور زخمی تیغ ستم ہو جایا کرتے ہین اور جاہل و تنگ دل کس باعث سے بعیش و عشرت زندگانی بسر کرتے ہین۔ برہمن دانش آموز نے جواب دیا کہ وہی انسان برگزیدۂ خلائق ہی جو کارخانۂ قضا و قدر مین کچھ مداخلت نہین کرتا ہر کام کو رضائے الٰہی سے وابستہ جانتا ہو تدبیر کو مقدم تقدیر پر نہین سمجھتا جیسا کہ ایک شہزادہ نے شہر نسطور کے دروازے پر یہ عبارت لکھوا دی تھی کہ اسباب اور وسائل ظاہری نمائش کے ذریعے ہین چندان وقعت و عظمت نہین رکھتے اور تمثیل اس کی ایک دلچسپ داستان کے ساتھ نہایت موزون ہی راے نے دریافت کیا کہ وہ کس طرح یہ ہی برہمن دانشور نے گوہر آبدار سخن کو درج دہان سے نکالکر یون تقریر کرنا آغاز کیا کہ۔

حکایت شاہ یونان دو فرزند جگر پیوند رکھتا تھا جو نہایت خوبصورت اوصاف ظاہری اور سیرت باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے جب کہ اس بادشاہ کو پیغام اجل پہونچا تو بڑے بھائی نے اپنی چرب زبانی اور شیرین کلامی سے ارکان سلطنت کو مسخر کرکے اپنی طرف مائل کرلیا اور تخت سلطنت پر رونق بخش ہوا چھوٹے بھائی کے دل مین یہ خیال متمکن ہوا کہ ایسا نہو مجھپر کوئی شخص حملہ آور ہو کر ہلاک کر ڈالے عزم سفر کیا اور یکہ و تنہا بنفس نفیس بے زاد و راحلہ سافت دور و دراز طی کرنے لگا ناگاہ ایک جوان حسین و قبول صورت بھی اس شہزادہ کے ہمراہ ہولیا جو گردش زمانۂ ناہنجار سے عازم سفر ہوا تھا شہزادہ اس جوان رعنا کی ہمراہی سے بہت خوش ہوا اور نہایت شگفتگی خاطر سے دونون قطع راہ کرنے لگے۔ دوسری منزل مین ایک سوداگر بچہ نہایت ذکی و خردمند جس نے خانمان ترک کرکے صعوبت سفر اختیار کی تھی ان دونون سے آکر ملاقی ہوا اور اسنے بھی معیت پسند کی تیسری منزل مین ایک پسر دہقان جو فن زراعت کا بڑا ماہر اور کشاورزی مین

کامل تھا ان تینون مسافرون کی مصاحبت مین شامل ہوا جب کہ یہ چارون ہمدم وہم خیال مل گئے تو سفر کی صعوبات عزیز و اقارب کی مفارقت چندان دشوار معلوم ہوئی نہایت خوش دلی سے قطع منازل و طی مراحل کرنے لگے القصہ دور دراز مسافت طی کر کے شہر نسطور مین داخل ہوے اور حوالی شہر مین آسائش و آرام کے لیے ایک عمدہ مقام تجویز کر کے استقامت اختیار کی۔ ان چارون کے پاس کچھ سامان خورد و نوش یا محتاج ضروری کا باقی نہ رہا تھا کہ ان مین سے ایک شخص نے کہا کہ اب وہ وقت آ پہونچا ہی اور مقتضی اس کا ہی کہ ہر ایک اپنا ہنر دکھلائے اور محنت و مشقت سے نعمت حاصل کرنے کی کوشش کرے تاکہ چند روز اطمینان کے ساتھ اس شہر مین اوقات بسر کرین شہزادہ نے کہا کہ کل امور دنیوی تقدیر الٰہی کے ساتھ وابستہ ہین انسان ضعیف البنیان کی جد و جہد سے انصرام نہین پا سکتے پس عاقل کو مناسب ہی کہ خواہشات نفسانی اور اُمورِ دنیا کی خواستگاری مین چندان کوشش و فکر نہ کرے کارخانہ قضا و قدر پر پورا بھروسا رکھے خوب صورت جوان نے کہا کہ دولت و زر حاصل کرنے کے لیے حسن صورت ایک عمدہ ذریعہ ہی جس جگہ کہ جسیم جمال جلوہ افروز ہوتا ہی وہان مال کی کمی نہ ہونا ظن غالب ہی سوداگر بچہ بولا کہ سرمایہ حسن و جمال معاملات دنیوی کے بازار مین دیر تک قیام نہین کر سکتا تھوڑے ہی زمانہ مین اصل سرمایہ و سود مین کچھ بھی باقی نہین رہتا یعنے بہت جلد اُس کو زوال ہو جاتا ہی حصول دولت کے واسطے کارشناسی اور معاملہ فہمی کا وسیلہ بہت ہی فائدہ مند ہی دہقان زادہ نے کہا کہ عقل اور تدبیر سے ہر وقت اور ہر جگہ کام نہین نکلتا مین نے اکثر دیکھا ہی کہ بہت سے اہل خرد در ماندہ اور ناکام رہتے ہین اور نادان کامیاب اور فاضل المرام ہو جاتے ہین بلکہ کسب و ہنر کی برکت سے انسان دولتمند ہوتا ہی

جب شاہزادہ کے کلام کی مکرر نوبت آئی تو اُس نے کہا کہ مین تو اپنے اُسی عقیدہ پر قائم ہون جو کہ ابھی بیان کیا تھا اور تم دوستون کی باتین بھی لائق تسلیم اور بجا ہین ہرگز مین اُن سے منحرف نہین ہون لیکن میرا مقصد اُن سے یہ ہی کہ ہم پابند سلسلۂ قضا و قدر ہین حکم الٰہی کے مطیع اور تسلیم و رضا پر گردن خم کیے ہوے پیشانی خط تقدیر پر رکھکر حکم الٰہی کے منتظر رہتے ہین جس نے ہم کو خاک سے پیدا کیا اُسنے سامان روزی کا پہلے مہیا کر لیا ہی **بیت**

غم روزی مخور بر ہم مزن اوراق دفتر را
کہ پیش از طفل ایزد پر کند پستان مادر را

جس طرح کہ اُس پیر دہقان نے اپنا کام مرضی الٰہی کے اعتماد پر سپرد کیا تھا اور تھوڑے ہی عرصہ مین اپنی دلی مراد پر کامیاب ہو گیا تینون رفیقون نے پوچھا کہ اُسکا قصہ کس عنوان سے ہی شاہزادہ نے کہا کہ۔

حکایت ایک دہقان کی آمدنی مصارف سے زائد تھی تھوڑے ہی زمانہ مین تین سو دینار سُرخ اُس نے جمع کر لیے اور یہ ورد تھا کہ ہر روز دینارون کی بھری تھیلی کو پیش نظر رکھتا تھا اور اُن کو شمار کر کے دل اُس کا فرحناک اور بشاش ہو جاتا تھا ایک دن حسب معمول دینارون کو گنکر تھیلی مین رکھتا تھا کہ اس اثنا مین دروازے پر کسی کے پانون کی آہٹ معلوم ہوئی دہقان نے اس خوف سے کہ مبادا اِس کیفیت سے کوئی واقف ہو جاے اس اندیشہ سے اشرفیون کی تھیلی کو ایک گڑھے مین ڈال دیا اور باہر آکر اس دوست کے ساتھ کسی کام کی ضرورت سے ایک قصبہ مین چلا گیا اور جاتے وقت اپنی اہلخانہ سے کہتا گیا کہ کھانا طیار کر رکھنا دہقان تو اُدھر روانہ ہوا اور عورت نے

کھانا پکانے کا بند و بست کرنا چاہا لیکن جب کہ اُس نے گھڑے کو پانی سے خالی پایا تو اُسکو گھر سے باہر لائی اور انتظار کرنے لگی کہ کوئی شناسا نظر آئے تو اُس سے پانی منگوالون قضارا اُس قریہ مین ایک قصاب شہر سے گائین خریدنے کی غرض سے آیا ہوا تھا وہ گایون کو لیے ہوے دہقان کے مکان کے سامنے سے گذرا دہقان کی عورت اس قصاب کو خوب پہچانتی تھی اُس سے پکار کے کہا کہ از راہ مہربانی تکلیف کر کے ایک گھڑا پانی کا مجھے لا دے قصاب نے منظور کیا اور عورت نے وہی سبوجہ جس مین اشرفیان دہقان نے جلدی مین ڈال دی تھین پانی کے لیے قصاب کو اُٹھا دیا قصاب نے گھڑا اُٹھا لیا اور کندھے پر رکھ کر کنوین کی طرف چلا راستے مین گھڑا جو ہلا اُس کی حرکت سے اس کو معلوم ہوا کہ گھڑے مین کوئی چیز ہی گھڑا کاندھے سے اُتار کر جو دیکھا تو اُس مین اشرفیون کی تھیلی پائی یہ نہایت خوش ہوا اور تھیلی صاف اُڑالی دل مین خیال کرنے لگا کہ ان دینارون کو فضول خرچی مین صرف نہ کرنا چاہیے اور نہ اپنے پیشہ کو ترک کیا جاے الغرض وہ پانی کا لانا بھی اس نعمت غیر مترقبہ کی خوشی مین بھول گیا اور اپنے گھر کی راہ لی اور اس مال سے اُس نے چند فربہ اور قوی گائین خریدکین جب گانوُن کے باہر قدم رکھا تو اُس کے دل مین یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اسقدر روپیہ جو اس وقت میرے قبضہ مین ہی کہین غارت گر مجکو لوٹ نہ لین دیکھیے کیونکر اُن کے ہاتھ سے بچ سکتے ہین اگر کسی مقام پر ان کو دفن کر دیتا ہون تو یہ اندیشہ ہوتا ہی کہ مبادا نشان بھول نہ جاؤن اور اگر کسی کے پاس بطور امانت سپرد کرتا ہون تو کون میرا دوست ایسا ایماندار ہی کہ پھر مجھے واپس دے دیگا - ان سب امور پر نظر کر کے یہ انسب دادلی ہی کہ کسی حکمت عملی سے اس تھیلی کو گاے کے حلق مین اُتار دون یہ تجویز سوچکر قصاب نے اس بیچاری گاے کو اس بلا مین مبتلا کیا اور

اپنے مکان کی جانب روانہ ہوا قضارا اثنا رراہ مین اس کا بیٹا مل گیا اُس نے چند کا مون کے لیے جو اسے در پیش ہو گئے تھے باپ سے کہا قصاب اُن امور کے سرانجام کرنے کو پھر قریہ کی طرف پلٹا اور گاے کو اپنے پسر کے حوالہ کر دیا لیکن اسنے اشرفیون کا ذکر کچھ لڑکے سے نکیا تھا اس عرصہ مین دہقان مع اپنے دوست کے قریہ کو واپس آرہا تھا اس نے نذر مان رکھی تھی اور مدت سے یہ منت مانی تھی کہ ایک فربہ اور توانا گاے جو مل جاے تو راہ خدا مین اُسے قربانی کرون جب کہ اس نے اس گاے کو موٹا تازہ دیکھا تو اُس نے مول لینے کی خواہش کی اور جسقدر قیمت قصاب کے لڑکے نے مانگی اُس سے زیادہ دے کر گاے کو اپنے گھر لایا اب اسکو اشرفیون کی تھیلی یاد آئی اس نے ارادہ کیا کہ اسکو گھڑے مین سے نکالکر اور کسی محفوظ جگہ مین رکھدون ہر چند اسنے گھڑے مین تلاش کیا لیکن کہین اُسکا پتہ نہ پایا بی بی سے دریافت کیا کہ گھڑا کیا ہوا عورت نے کل کیفیت بیان کی دہقان نے خیال کیا کہ سوا مرضی الٰہی کے اور چارہ کار کیا ہو سکتا ہے پس وہ سنگ صبر سینہ پر رکھکر خاموش ہو رہا اور بجز تسلیم و رضا کے اور کوئی تدبیر اسکے ذہن مین نہ آئی۔ بعد از ان گاے ذبح کی گئی اور آلائش اس کے شکم سے صاف کرنے کے لیے پیٹ چاک کیا تو تھیلی اشرفیون کی اُسمین سے نکل آئی۔ دہقان شادی مرگ کی حالت مین فرط مسرت سے بیہوش ہو گیا۔ جب کسیقدر غش سے افاقہ ہوا تو اس نے تھیلی کو دھو کر اشرفیان اُسمین سے نکالین اور بار بار آنکھون سے تھیلی کو لگاتا اور بوسے دیتا تھا اور دل مین اپنے اسنے مصمم ارادہ کر لیا کہ آیندہ اس تھیلی کو اپنی کمر کے سوا اور کسی مقام پر نہ رکھون گا پس اُسدن سے دہقان اشرفیون کو اپنی کمر سے جدا نہ کرتا تھا اُسکی زوجہ اکثر کہا کرتی تھی کہ یہ فعل تو بالکل طریقۂ توکل کے برخلاف ہے دہقان اُس کے جواب مین کہتا کہ اے عورت دنیا عالم اسباب ہے

اس مین تدبیر اور وسیلہ شرط ہی سوا اسکے اور کوئی کام مفید مطلب نہین ہوتا ظاہری
اعتبار سے اپنے سرمایہ کی حفاظت کرنا ضروریات سے ہی اور بنظر باطن کل امور کو توکل کے
سپرد کرنا بہت مناسب اور پسندیدہ ہی۔ عورت یہ کلام شوہر کا سن کے خاموش ہو رہی
ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ دہقان نہانے کی ضرورت سے چشمے پر گیا اور تھیلی کمر سے
کھولکر کنارہ آب پر رکھدی اور چشمہ مین غوطہ لگایا جب غسل سے فارغ ہوا تو کپڑے پہنکر
راہی ہوا تھیلی کا اٹھانا خیال سے اتر گیا حسب اتفاق ایک چرواہا اپنی مویشی کو پانی
پلانے کے لیے لب آب آیا اور ایک تھیلی چشمے کے کنارے پر رکھی ہوئی دیکھی فوراً اسنے
تھیلی اٹھالی اور نہایت خوش وخرم تھیلی لیے ہوے گھر آیا تھیلی کھولکر اشرفیان
گنین تو پوری سو تھین اسنے اپنے دل مین تصور کیا کہ یہ تین سو اشرفیون کے برابر ہین
اگر ان مین سے کچھ بھی صرف مین لاؤنگا تو تعداد مین کمی ہوجائے گی اور شاید
کہ پھر ان کے پورے ہونے مین دشواری ہو اس نظر سے لائق ولازم یہ ہی کہ ان اشرفیون
کو اپنی غریبی اور محتاجی کے وقت کے لیے بجنسہ رہنے دون پس اس سادہ لوح نے کسی
مقام پر اشرفیون کو پوشیدہ طور پر محفوظ رکھدیا اور کسی سے اس کا تذکرہ درمیان مین نہ لایا
اور معمول کے موافق اپنی گلہ بانی مین مصروف رہا جب دہقان نہا دھوکر اپنے گھر پہونچا اور
اسکو تھیلی یاد آئی تو بادل غمگین اور خاطر حزین چشمہ پر آکر چارون طرف تلاش کرنے لگا کہین
اسکا پتہ نہ ملا آخر کار لاچار ہوکر بحالت مایوسی و پریشانی گھر مین واپس آیا اور کل حال
پوست کندہ ابتدا سے انتہا تک عیال و اطفال سے کہنا شروع کیا عورت نے اسکو بہت
لعنت وملامت کی اور کہا کہ تونے اس مال کے فراہم کرنے مین کسقدر محنت وکوشش
کی تھی اور بخل وتنگدلی سے ہماری معیشت مین تنگی وتکلیف جائز رکھی تھی آخر اب

اشک خونین دیدۂ خونچکان سے بہاتا ہی اور اُس کی حسرت مین آٹھ آٹھ آنسو روتا ہی
دہقان نے زوجہ سے کہا کہ بیشک تیری طعن و تشنیع بہت درست و بجا ہی افسوس صد افسوس
کہ مین زر کی فراہمی مین ایسا منہمک ہوا اور فضول سعی و کوشش مین رائگان وقت صرف
کیا اور تکلیف پر مصارف اہل و عیال کی کچھ خیال نکیا یہ سب باتین بیکار ہوئین اور کوئی
نتیجہ نیک ظاہر نہوا وہ سب مال تلف ہو گیا اور کچھ حظ نفس اس شے ملا نہ کار خیر مین صرف
ہوا اب مین نے عہد کر لیا ہی کہ کبھی روپیہ پیسہ جمع نکرونگا جو کچھ میسر ہوگا عیال و اطفال
مین خرچ کرونگا عسرت و تنگدستی اُن کی روا نہ رکھونگا بس مجبور ہو کر اسنے توکل اختیار
کیا اور اپنے کل امور کو کارساز حقیقی کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ ادھر چرواہے کا حال سنیئے کہ
اشرفیون کی تھیلی بغل مین دبائے ہوئے بکریان چرایا کرتا تھا ایک روز قریب ایک چاہ
کے کھڑا تھا کہ چند سوار اسکو دور سے آتے ہوئے نظر پڑے چرواہے کے دل مین یہ خطرہ پیدا
ہوا کہ ایسا نہو یہ سوار مجھسے اشرفیان چھین لین اسنے اس خوف سے تھیلی کو کنوئین مین
ڈالدیا دونون وقت ملتے تھے آفتاب غروب ہو گیا تھا وہ بکریون کو لیے ہوئے اپنے گھر
چلا گیا۔ اتفاقات زمانہ سے اسکے جانے کے بعد اس دہقان کا گذر اس کنوئین پر ہوا اُسوقت
ہوا بہت تیز و تند چل رہی تھی اسکی پگڑی اُڑ کے کنوئین مین جا پڑی اور پانی مین غرق
ہو گئی دہقان آہستہ آہستہ کنوئین مین اُترا اور غوطہ مار کے دستار کو ٹٹولنے لگا کہ ناگاہ وہی
تھیلی اشرفیون کی اسکے ہاتھ مین آگئی شکر کارساز حقیقی بجا لایا اور درگاہ قاضی الحاجات
و مسبب الاسباب مین سپاس گذاری کی اب اشرفیان جو شمار کین تو وہی پوری تین سو تھین
شادان و فرحان مکان پر آیا اور بی بی سے کہا کہ دیکھ خداوند تعالی نے مجکو اسیقدر اشرفیان خزانہ
غیب سے مرحمت فرمائین ہین کہ جسقدر گم ہو گئی تھین پس بموجب اپنے عہد و میثاق کے

اُن کو خرچ کرتا رہا اور اپنے لڑکون بالون کو نہایت عیش و آرام سے رکھنے لگا اُدھر جب چرواہا بکریون کی نگہداشت سے فارغ ہوا تو رات ہی کو یہ کنوئین پر پہونچا اور اُتر کر ہر چند اشرفیون کی تھیلی تلاش کی کہین نہ پائی حسب اتفاق دہقان کے مکان کی جانب سے اُسکا گذر ہوا دہقان نے اُسے بلا کر اپنا مہمان کیا جب اکل و شرب سے فراغت ہوئی تو دونون باہم گفتگو کرنے لگے چرواہے نے اپنی کیفیت بیان کرنا شروع کی اور اثناء کلام مین بار بار چشم پر نم ہو جاتا تھا دہقان نے سبب آب بدیدہ ہونے کا دریافت کیا چرواہے نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا کہ کیونکر دیدۂ خونبار سے اشک حسرت نہ بہاؤن اور با خاطر حزین و دل غمگین کیونکر گریہ و بکا نہ کرون کہ مین خدا کی دین سے تین سو اشرفیون کا مالک ہو گیا تھا اور اُنھین کو مین اپنی حیات کا سرمایہ سمجھے ہوے تھا فلان دن چند سوارون کے خوف سے فلان کنوئین مین اُس تھیلی کو پھینک دیا تھا دوسرے وقت جا کر جب اُن کو تلاش کیا۔ تو کہین پتہ نہ پایا۔ دہقان نے یہ داستان پر الم سنی تو مغموم ہو کر اُٹھا اور اپنی بی بی سے کہا کہ اس زر کو مین مال حلال سمجھے ہوے تھا اور دست تصرف دراز کر کے بیدریغ اسکو خرچ کرتا رہا لیکن اب معلوم ہوا کہ اس مال کا وارث یہ مہمان ہی لہذا بہتر یہی ہی کہ جسقدر اشرفیان اب باقی ہین وہ اس مہمان کی نذر کر دین اور اس راز کو مخفی رکھون تا کہ اُسکا دل ملول نہو عورت نے اسکی راے سے اتفاق ظاہر کیا اور کہا کہ حق کو حقدار تک پہونچا دینا اور طریق صبر و توکل پر قدم رکھنا بہت ہی اولی ہی اور اس تسلیم و رضاے الٰہی کی برکت سے مسبب الاسباب ہمکو اسکا نعم البدل عنایت کرے گا چنانچہ دہقان نے سو اشرفیان جو باقی تھین ہدیہ کے طور پر چرواہے کے سامنے رکھدین چرواہا نہایت ممنون و مشکور ہوا اور اشرفیون کو اُٹھا کر اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ یہ دولت و زر کا مقدمہ ہی امید ہی کہ دو سو جو باقی ہین وہ بھی

مل جائینگی اب ان سو کو تو لو اور بہت حفاظت سے رکھو تاکہ دوبارہ اسطرح کے رنج وغم مین
گرفتاری نہو پس ایک موٹی لکڑی جسمین اندر سے کسیقدر خول تھا اُسے چیر کر اسمین اشرفیان
رکھدین اور اُسی سے لکریان چیرا یا کرتا تھا تاکہ کوئی شناخت نکر سکے ایک دن ایک نہر عمیق کے
کنارے کھڑا تھا کہ وہ چوبدست نہر مین گر پڑی ہر چند اسنے کوشش کی کہ لکڑی پاوے
مگر وہ کسیطرح ملنسکی اتفاقًا وہی دہقان نہر کے کنارہ پر ایک جگہ غسل کر رہا تھا کہ اس نے
دور سے لکڑی دیکھی جو طلاطم امواج سے اسی کی طرف بہتی چلی آتی تھی آتے آتے وہ لکڑی اُسکے
پاس آگئی دہقان نے لکڑی اٹھالی اور نہا کر اپنے مکان پر چلا گیا اسکی عورت اُسوقت روٹی
پکارہی تھی اور ایندھن کم ہوگیا تھا اسلیے دہقان نے اس لکڑی کو چیر ڈالا تاکہ روٹی پکجا
دیکھتا کیا ہی کہ اُس مین اشرفیان ہین اُسنے شمار کیا تو پوری سو تعداد مین تھین
شکر خلاق عالم بجا لایا اور حسب قرار داد وعدہ اسنے دست کرم کشادہ کیا بعد چند روز کے چرواہا
پھر دہقان کے مکان پر آیا بہ نسبت پہلے کے اسکا حال زیادہ ابتر تھا اثنا گفتگو مین دہقان سے
چرواہے نے اپنی لکڑی کے بہ جانے کا حال اور سو اشرفیون کا تذکرہ بیان کیا دہقان نے پوچھا کہ
صحیح طور پر بیان کر کہ پہلے جو تیرے پاس سے اشرفیان گم ہو گئی تھین وہ تجکو کیونکر ملی تھین اور
کسطرح جمع کی تھین چرواہے نے دہقان کو اصل حال سے من وعن مطلع کر دیا کہ فلان وقت فلان
چشمے پر تھیلی ملی تھی جس مین تین سو اشرفیان تھین اور یہ سو اشرفیان خود تم نے مجکو دی تھین دہقان
نے مسکرا کر کہا کہ ای چرواہے اس تھیلی کو چشمہ پر مین ہی بھول آیا تھا اور کنوئین سے بھی مین ہی
نے نکالی تھین جس مین سے خرچ کر کے سو اشرفیان جو اُس وقت باقی رہ گئی تھین
تجھے دیدی تھین اور پھر وہ تیری لاٹھی جس مین تو نے سو اشرفیان رکھی تھین وہ
بھی مجھی کو نہر کے کنارے بہتی ہوئی ملی تھی جن کو ابھی تک مین خرچ کر رہا ہون چرواہیکو

سنکر نہایت حیرت ہوئی کہنے لگا کہ اس عجیب کیفیت سے معلوم ہوا کہ کسی کی روزی کو دوسرا شخص ہرگز نہ کھا نہین سکتا ہی۔ حاصل اس داستان کا یہ ہی کہ آپ سب صاحب منزل قناعت اور دائرہ توکل سے باہر اپنا قدم نہ رکھین کیونکہ خداوند تعالی رزاق حقیقی ہی وہ بغیر روزی کے کسی کو کچھ نہین دیتا فرد۔

	چنان پہن خوان کرم گسترد کہ سیمرغ در قاف قسمت خورد	

الحاصل وہ دن اسی قیل وقال مین تمام ہوگیا دوسرے روز ہنگام سحر دہقان بچہ اُٹھا اور کہا کہ تم لوگ آرام سے بدلجمعی تمام بیٹھے رہو تا کہ مین اپنا تخم ہنر بوؤن اور اسکے ثمرہ سے آپ سب احباب کو فائدہ حاصل ہو جب کہ تم لوگون پر ماندگی سفر کی دور ہو جائیگی تو پھر ہر شخص اپنے اپنے طریقہ پر ما یحتاج کی فکر کرے گا کیونکہ یہ عالم اسباب ہی اور توکل کرنا ہر مقام پر بیکار ہی چنانچہ اُسکے دوستون نے بھی اس تجویز کو پسند کیا پس انہ ان دہقان زادہ شہر مین آیا اور لوگون سے دریافت کیا کہ آج کل اس شہر مین کس چیز کی زیادہ خواہش ہی لوگون نے کہا کہ فی الحال یہان لکڑی بہت گران ہی دو گٹھے ہیزم کے یہان دس درم کو بکتے ہین دہقان زادہ نے فی الفور جنگل کا رخ کیا اور دو گٹھے لکڑیون کے جمع کر کے شہر مین باندھ لایا اور دس درم کو فروخت کیے اور لوازمات طعام اُسکی قیمت سے خرید کر کے دوستون کے سامنے لاکر رکھ دیے۔ جب وہ شہر مین آنے لگا تھا تو شہر کے دروازے پر لکھا پایا تھا کہ ایک روز کی محنت کا نتیجہ دس درم ہی۔ القصہ اُس روز سب دوستون نے بہت خوشی کے ساتھ کھانے پینے سے فراغت حاصل کی دوسرے دن خوبصورت شخص سے کہا کہ آج تم اپنے حسن وجمال کے ذریعہ سے کچھ قوت لایموت پیدا

کر کے لاؤ تاکہ ضروریات خور دونوش سے اطمینان ہو جوان اُٹھا اور شہر کیطرف کچھ تدبیر
سوچتا ہوا روانہ ہوا اسنے اپنے ذہن مین تصور کیا کہ مجھے کوئی ہنر تو آتا نہین ہی اور
مین بے حصول مقصد ناکام واپس چلا آنا بھی معیوب جانتا ہون پھر مجھے کیا کرنا مناسب
ہی اسی فکر مین وہ غلطان پیچان شہر مین داخل ہوا اور ایک کوچہ مین فکر مند ہو کر بیٹھ گیا
ناگہان ایک حسین عورت کا جو متمول بھی تھی اسطرف گذر ہوا اسکے حسن بے مثال کو دیکھ کر
والہ و شیدا ہو گئی اُسنے اپنی کنیز کو بھیجا اور کہدیا کہ ایسی کوئی تدبیر کر کہ اس جوان رعنا کو
دام مین لاکر میرے پاس لے آ کنیز جوان ماہرو کے پاس آئی اور اسنے کہا کہ ای جوان
ہماری بی بی نے بعد اظہار مراسم نیازمندی کہا ہی کہ ظاہرا تم اس شہر مین مسافرانہ وارد
ہوے ہو اور اکثر مسافر پا شکستہ و خاطر افسردہ ہوا کرتے ہین اور تمھارے بشرے سے بھی
آثار سراسیمگی ظاہر ہوتے ہین میرا مکان نہایت راحت بخش و فرحت انگیز ہی اگر قدم رنجہ
فرمایئے گا تو آپکے جمال جہان آرا سے وہ روشن و منور ہو جائے گا اور مجکو بھی حیات تازہ و
مسرت بے اندازہ حاصل ہوگی آپ کا اس مین کوئی نقصان بھی نہین ہی۔ جوان خوبرو نے
اسکی درخواست کو منظور کیا اور اُسکا مہمان ہوا تمام دن اسکے ساتھ رہا داد عشرت و کامرانی
دیتا رہا قریب غروب آفتاب اپنے ہمراہیون کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ عورت نے اسکو
سو اشرفیان دیکر بہت عذر کے ساتھ رخصت کیا۔ واپسی کے وقت جوان خوشرو نے کل
سامان اکل و شرب خرید کیا اور اپنے احباب کیواسطے عمدہ طور سے لیکر آیا شہر کے دروازہ
پر اسنے بھی لکھدیا کہ ایک دن کے حسن و جمال کی قیمت یہان سو اشرفیان ہین
اب تیسرا دن ہوا سوداگر بچہ سے ان سب نے کہا کہ آج کے روز تمھاری باری ہی آج تمھاری
عقل و کاردانی کے ہم مہمان ہین اور یہی محک امتحان ہی اس نے قبول و منظور کیا اور

شہر مین آیا ناگاہ ایک جہاز نفائس گران قیمت اور اشیا عمدہ و بیش بہا سے بھرا ہوا کنارہ
دریا کے آکر لنگر انداز ہوا اہل شہر نے اسکی خریداری مین دانستہ تساہل کیا تا کہ بھاؤ
اترجاے اور کمی نرخ کی وجہ سے مال ارزان قیمت پر ملے سوداگر بچہ نے جہاز کا جہاز خرید
کر لیا اور اسکے اسباب کو متفرق کر کے کئی حصہ کر دیے اور سب فروخت کر ڈالے اسیوقت
ہزار درم نفع کے ملے اور وہ سب لاکر احباب ہمراہیان کے سامنے پیش کر دیے جس سے
کل ضروریات طعام وغیرہ بہت آسانی و عمدگی سے اجرا ہوئین اور بخوشی و دلجمعی سب نے
رات بسر کی۔ چوتھے روز سب نے ملکر شاہزادہ سے کہا کہ آپ اکثر توکل و قناعت کا دم بھرتے
تھے اور تسلیم و رضا کے سپرد کل امور کا دار و مدار کرتے تھے اگر آپ کو اس صفت سے کچھ بھی
بہرہ مندی ہی تو مہربانی سے آج اسکا فائدہ دکھلائیے اور اسکے انتفاع کا جلوہ عرصۂ
ظہور مین لائیے ورنہ یہ دعوی سراسر لاف زنی پر محمول ہوگا شاہزادہ نے انکا کہنا قبول کیا
اور عالی ہمتی کے ساتھ مرضی الٰہی پر توکل کرکے شہر کا عزم کیا۔ قضارا اُسیدن اُس شہر کے بادشاہ
نے انتقال کیا تھا تمام مخلوق یعنی رعایا برایا رؤسا و عمائد و اہلکار و اہل حرفہ و ساکنان شہر
ماتمداری اور سوگواری مین مشغول گریہ و زاری تھے۔ شاہزادہ اپنی ذاتی اولوالعزمی سے
اس حالت کے دیکھنے کے لیے در دولت شاہی پر چلا گیا اور قصر سلطانی کے ایک گوشہ
مین بیٹھا ہوا وہان کا سب حال دیکھتا رہا ایک دربان نے دیکھا کہ سب لوگ غم و رنج
مین آہ و زاری کر رہے ہین مگر ایک شخص چپکا بیٹھا ہی اور ہم لوگون کی مصیبت مین
شریک نہین ہوتا ہی اسکے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ شاید کسی ملک کا جاسوس ہی جو
خاموش بیٹھا ہوا سب حال یہان کا پوشیدہ طور پر دریافت کرنے آیا ہی اس خیال سے
وہ اسکے پاس آیا اور سخت و سست کہنے لگا مگر شاہزادے نے اپنے غصہ کو تحمل و بردباری سے

مبدل کردیا اور سکوت اختیار کیا جب لوگ جنازہ بادشاہ کا باہر لے گئے اور تمام قصر شاہی
خالی ہو گیا شاہزادہ اُسی مقام پر بیٹھا ہوا چہار طرف نگران رہا۔ دربان نے دوبارہ
اُسے آکر ماخوذ کیا اور زندان خانہ بھیج دیا جب ہمراہیون کو شاہزادہ کی خبر کچھ
معلوم ہوئی تو آپس مین گفتگو کرنے لگے کہ اُس بیچارے نے اپنے کل کامون کو توکل
پر محول کیا تھا شاید اُس کی آزمایش سے کسی قسم کا فائدہ اُس کو نہین حاصل ہوا
اس وجہ سے وہ مارے شرم کے ہم لوگون کی ہم صحبتی سے علحدہ ہو گیا کاش پہلے ہی
ہم کو یہ کیفیت معلوم ہو جاتی تو ہم کبھی یہ زحمت اُس کے لیے گوارا نہ کرتے الغرض وہ دن
گذر گیا دوسرے روز اُس شہر کے عائد و رؤسا جمع ہوے اور مجلس شوریٰ مین یہ بات
قرار پائی کہ کسی ایسے شخص کے ہاتھ مین عنان حکومت دی جاوے جو کہ لائق سلطنت
وجہانداری ہو اور ملک کا انتظام اور رعایا کی حفاظت وآرام باحسن وجوہ انصرام
کر سکے اس وجہ سے کہ اُس شہر مین تخت وتاج کا وارث کوئی نہ تھا خانۂ سلطنت
بے چراغ تھا۔ دربان نے کہا کہ یہ رازہاے سلطنت ہین ان کو بآواز بلند افشا نکرو آہستہ
آہستہ گفتگو کرنا مناسب وقت ہی کیونکہ مین نے آج ایک جاسوس کو گرفتار کیا ہی کیا
عجب ہی کہ اُس کا کوئی ہمراز اس مقام پر موجود ہو اور اس حال پر مطلع ہو کر اپنے
بادشاہ کو خبر کر دے جس سے کہ تمام ملک مین ایک شورش پیدا ہو جاے چنانچہ
دربان نے شاہزادے کی بے قصوری کی کیفیت اور اپنی جفا شعاری کا حال بالتفصیل
حضار مجلس کے سامنے بیان کر دیا۔ ارکان دولت نے شاہزادے کو محبس سے طلب کیا
سب حاضرین جلسہ نے اسکے جمال جہان آرا کو دیکھا تو کہا یہ جاسوس نہین ہی اُس کے
بشرے سے آثار فر وصولت شکوہ وعظمت کے نمایان ہین یقیناً یہ کسی ملک کا شہزادہ ہی

غرضکہ سبھون نے نہایت تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور شرائط عظمت و توقیر بجا لائے اور مستفسر حال ہوئے شاہزادہ نے نہایت فصاحت و متانت سے برجستہ جواب دیے اور اپنے حسب و نسب اور باپ کے انتقال کا حال بھائی کے سلطنت پر قابض ہونے اور اسکے حق غصب کرنے کی کیفیت سب پر ظاہر کی حسب اتفاق چند بزرگان شہر جو اُس وقت اُس جلسہ مین موجود تھے اس شہزادہ کے باپ کے عہد سلطنت مین اُس سرکار مین ملازمت کر چکے تھے انھون نے پہچانا اور اعیان دولت سے شاہزادے کی علو ہمتی نیک نہادی عظمت و جلال شکوہ و جلال اور اُس کے باپ کے حالات سب مفصل بیان کیے اور بالاتفاق سبھون نے کہا کہ اس ملک سلطنت و جہانبانی کے لائق یہی شخص ہی پس اُسی روز شاہزادہ کو سبھون نے اپنا حاکم و فرمانروا بنالیا اور توکل کی برکت سے اسکو نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آئی ایسی وسیع سلطنت پائی۔ قدیم الایام سے اُس ملک کا یہ دستور چلا آتا تھا کہ جس روز بادشاہ تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوتا تھا پہلے روز اسکو سفید ہاتھی پر سوار کر کے تمام شہر مین گشت کراتے تھے اُسی رواج کے مطابق ہمارے شاہ کے لیے بھی وہی رسم قدیم مرعی رکھی گئی چنانچہ شہر کے اطراف و جوانب سے پھرتی ہوئی جب سواری اُسکی اُس دروازے پر پہونچی جسپر اسکے ہم سفر دوستون نے عبارت لکھدی تھی تو اُس نے اُس نوشتہ کے برابر اس مضمون کی تحریر کرنے کا حکم دیا کہ کسب و کمال اور عقل و جمال سے اُسیوقت فائدہ عائد ہوسکتا ہی جسوقت رضاے الٰہی اُسکے شامل حال ہوا اور متوکل شخص کا یہ حال ہی کہ اول روز زندان بلا مین قید رہا دوسرے دن قصر سلطنت مین تخت زرنگار پر جلوس فرمایا یہ واقعہ عبرت کے لیے کافی ہی اور یقین کر سکتے ہین کہ ارباب توکل کو کیسی کیسی نعمتین منعم حقیقی کی

درگاہ عالی سے عطا ہوتی ہین پس شاہزادہ تمام دارالسلطنت کی گشت کرکے ایوان
شاہی مین داخل ہوا اور اپنے ہمراہی دوستون کو طلب کرکے تاجرزادی شعور و دانشور
کفایت شعار و ہنر پرور کو وزیر اعظم کا پیشدست بنایا اور دہقان زادہ کو اسباب
و املاک خاص کی داروغگی مرحمت کی اور صاحب حسن و جمال کو خلعت بیش قیمت اور
وافر مال و دولت عطا کرکے فرمایا کہ ہر چند خالص دوست کی مفارقت سخت دشوار ہی
لیکن تیرا اس شہر مین رہنا مناسب نہین معلوم ہوتا اور کسی مقام کا قصد کر تاکہ عورتین
تیرے حسن و جمال کو دیکھکر شیدا و مفتون ہون اور فتنہ و فساد برپا کرنے سے محفوظ رہین
بعد ازان بزرگان مجلس کی جانب مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ میرے سب ہمراہی احباب
کسب و حصول ما یحتاج کے پیدا کرنے مین سعی و کوشش کرتے تھے اور ہر ایک کو اس آزمایش
مین ایک شے حاصل ہوگئی تھی اور مین نے اپنے مقصد کو محض توکل و تسلیم و رضا کے سپرد
کر دیا تھا اور قضائے الہی پر راضی و شاکر تھا حاضرین مجلس مین سے ایک پیر خوش تقریر
نے اٹھکر بعد ادائے لوازم دعا و ثنائے شاہی کے نہایت فصاحت و بلاغت سے عرض کیا
کہ شہریار کامگار اس حقیر کی بھی قضا و قدر کے معاملہ مین ایک سرگذشت لائق سماعت ہی
اگر ارشاد عالی ہو تو عرض بیان مین لاؤن بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا بیان کر پیر مرد نے بیان کیا
حکایت مین اکثر ایک بزرگ کی خدمت مین رہا کرتا تھا جب مجھکو دنیا کی بیوفائی
معلوم ہوئی تو اس سے کنارہ کشی کرکے خلوص دل سے عبادت پر مجھے رغبت مائل ہوا ایک دن
بازار مین دیکھا کہ ایک صیاد دو ہدہد فروخت کر رہا تھا اور وہ دونون باہم اپنا درد دل بیان
کرتے ہوے اپنی خلاصی کے بارہ مین پروردگار عالم سے التجا کر رہے تھے مجکو انکا حال
پر ملال دیکھکر رحم آیا صیاد نے دو درم قیمت مانگی میرے پاس صرف اتنی ہی رقم موجود تھی

اس لحاظ سے اسکے خرچ کرنے مین پس وپیش کرتا تھا آخر کار توکل اختیار کرکے دونون بدون
کو مول لیلیا اور شہر لیجا کر انکو رہا کر دیا وہ دونون پرواز کرکے ایک دیوار پر جابیٹھے اور شکر گذاری
ادا کرنیکے بعد گویا ہوے کہ ہم تیرے احسان کے معاوضہ کرنے مین قاصر ہین لیکن زیر دیوار
ایک صندوقچہ جواہرات کا مدفون ہی اُسے کھود لیجیے مجھے اُنکے کلام سے تعجب ہوا اور کہا بڑی
حیرت کا مقام ہی کہ زمین کے نیچے صندوقچہ جواہرات تو دیکھ لیا اور زیر غبار خفیف جو دام
پوشیدہ تھا وہ نہ معلوم ہوا ہد ہد نے جواب دیا کہ قضاے الٰہی کا جب نزول ہوتا ہی تو دیدہ عقل
خیرگی کرتا ہی اور روز روشن تیرہ نظر آتا ہی الحاصل مین نے زمین کھود کر صندوقچہ جواہر کا
حاصل کیا اور وہ اب تک میرے یہان بجنسہ موجود ہی شہریار کی خدمت مین ملتجی ہون کہ اُسکی
نسبت حکم دیجیے کہ خزانہ عامرہ سرکار مین داخل کر لیا جاے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تو نے تخم
بویا تھا اُسکا ثمرہ حاصل کیا اسمین کسی کی شرکت نہین ہوسکتی اور تو نے جو یہ جواہر آبدار
عقل وحکمت کے ہماری مجلس پر نثار کیے ہین ہمارے لیے صرف یہی کافی ہین کیونکہ کوئی
گوہر گران بہا کلام نیک سے بہتر وبرتر سرمایہ نہین ہی۔

جب کہ دانا دل بید پاے برہمن نے راے داتشلیم کے حضور مین یہ داستان بیان کی اور
مضامین وصایاے بادشاہ ہوشنگ کے ختم ہوے تو راے ممدوح نے فرمایا کہ مین جو تحفہ
بطریق خلوص عقیدت پیشکش کرون حکیم دانا دل اُسکو بطور ہدیہ نیازمندانہ شرف قبول
عنایت فرمائین برہمن نے کہا کہ اے بادشاہ عمر دراز سے مین نے امور دنیوی سے بالکل
دست بردار ہو کر گوشہ قناعت اختیار کیا ہی اور اسی توشہ پر متوکل ہون یہ تحفہ اور دیگر
تحفہ جات مثل اسکے حضور والا کو مبارک ہون اے بادشاہ عالیجاہ اگر آپ قبول کرنیکے لیے
اصرار فرماتے ہین تو مترصد ہون کہ اس دستور العمل دانشوری کو جو اسوقت سلسلہ بیانین

آئے مین مرتب کر کے رشتہ تالیف مین منسلک کرین تا کہ دولت مند دنکا رہنما اور بیخبرون
رہبر ہو اور شاید کہ اسکے باعث سے گوشۂ خاطر عاطر سے فراموش نہون اور خوشنودی مزاج
سے میرا عقدۂ سربستہ منکشف ہوجاے اور شاہد مقصود اصلی جلوہ گر ہو بس یہی تحفہ
میرے لیے کافی ووافی ہے۔ چنانچہ راے داشبلیم نے ان سخنان نادر کو قبول کیا اور رخصت
ہوکر اپنی دارالسلطنت کیطرف مراجعت کی عنایت آلہی اور تائید غیبی سے بخیریت تمام
اپنی دارالحکومت مین داخل ہوا اور جو جواہر حکمت و دانائی دستیاب ہوے تھے اُن کو
رشتہ تالیف وتصنیف مین منعقد کر کے ایک کتاب مرتب کی اور ہمیشہ سفر و حضر مین
اُسکو اپنے ہمراہ رکھکر ہر واقعہ اہم مین اُسی کے نصائح پر عمل کرتا رہا اور تھوڑے ہی
عرصہ مین اُسکی دولت ظاہری و باطنی سے کل اہل عالم کو استفادہ حاصل ہوا اور دنیا مین
اسکے فوائد صوری و معنوی سے انتظام دلپذیر ہوگیا جبکہ خجستہ راے نے اس افسانہ کو
من اولہ الی آخرہ بیان کیا تو فرخ فال نے شادمان و خورسند ہوکر وزیر دانا کو نوازشہاے
خسروانہ سے معزز و ممتاز فرمایا اور خداے تعالی کی جناب مین عہد و پیمان کرلیا کہ آیندہ
اس دستور العمل سے جو بمنزلہ ایک کارنامۂ آفرینش کے ہی ہرگز سر مو تجاوز نکرونگا۔
الحاصل بعد اسکے فرخ فال مدام راے داشبلیم کے دستورالعمل کے مطابق کاروبار سلطنت کو
سرانجام کرتا رہا اور روز بروز امور ریاست وجہانبانی سرسبز و شاداب ہوتے رہے بیدلستان
جو دانشوران روزگار آگاہ ہین کا دیباچہ تصور کرنا چاہیے صفحہ روزگار پر یادگار اور قائم رہی و نام
نیک جسکی نسبت حکماے متقدمین نے حیات جاوید سے تعبیر کی ہی خلق خدا کے زبان پر باقی رہگیا ہے

ورنہ جو دیکھا سنا تھا گوش زد افسانہ تھا	نام نیک اُن کا زمانہ مین رہا باقی اثر

تمت

تقریظ عالی جناب مولوی سید امر اللہ شاہ صاحب المخاطب بہ نواب معتضد جنگ بہادر جائنٹ سکرٹری افواج سرکار عالی

باوجود کم فرصتی کے مین نے اس ترجمہ کے بعض مقامات پر مخالفانہ نظر سے غور کیا۔ کوئی مقام ایسا نہین پایا کہ جسکے ملاحظہ کے بعد عذر ہو سکے کہ یہ کہا جاے کہ یہ ترجمہ من حیث المجموع اپنا نظیر آپ ہی ہی۔ اور کچھ نہین کہا جا سکتا۔ اس مین کوئی شک نہین کہ اس ترجمہ کی صرف ترتیب مرغوب اور مضمون دلچسپ ہی نہین ہی۔ بلکہ یہ ترجمہ فروغ علم و دانش کے لیے ایک لائق معلم کا کام دے سکتا ہی۔ اگرچہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی کہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کے مدارج اسی ترتیب کے لحاظ سے قائم کیے جا سکتے ہین لیکن واقع مین ترجمہ کو تصنیف و تالیف پر بھی ایک قسم کا تقدم حاصل ہی۔ گو تصنیف مین قوت فکریہ سے زیادہ حصہ لیا جاتا ہی اور نتیجہ فکر ہی تصنیف کہلاتا ہی۔ تاہم تصنیف بمعنی ایجاد نہین ہو سکتی کیونکہ دنیا مین کوئی چیز ایجادی نہین ہی۔ چنانچہ منو کا قول ہی کہ آفتاب کے نیچے کوئی چیز ایجادی نہین ہی۔ اور تالیف کے معنی بھی اجزاے خارجی مین مناسبت پیدا کرنے کے ہین۔ جو یہ ایک امر بدیہیات سے ہی۔ اور جس کے لیے معمولی لیاقت کافی ہو سکتی ہی۔ برخلاف اس کے ترجمہ ایک اہم کام ہی۔ اور مترجم کے لیے دو مختلف قسم کے علوم مین کامل ہونا چاہیے۔ جبتک کہ کوئی شخص دو مختلف قسم کے علوم مین کامل نہ ہو ممکن نہین کہ وہ ترجمہ کے ادنی زینہ پر بھی قدم رکھ سکے۔ غرض اس قسم کی کتابون کے ترجمہ مین بے شمار دقتین حائل

ہوتی ہین خصوصاً اُردو ترجمہ مین قطع نظر الفاظ کے لغوی اور اصطلاحی معنی ملحوظ رکھنے کے تانیث وتذکیر کا لحاظ بھی ضروری ہوتا ہی۔ لیکن مین خیال کرتا ہون کہ مترجم نے اپنی خداداد ذہانت اور جودت طبع سے ان تمام دقتون کو مغلوب کر کے (گلزار دانش) کے نام سے ایک عمدہ درخت بارآور بویا ہی اس کے صفحات غیر مادی سے شائقین ہمیشہ متمتع ہوتے رہین گے۔ اب مین حتماً اس لائق مترجم کی نسبت یہ کہہ سکتا ہون کہ جو کچھ محنت اور عرق ریزی اس ترجمہ مین کی گئی ہی وہ قابل تعریف کے ہی۔ اور اس لائق مترجم کو اس فن کا ایک اعلیٰ درجہ کا مترجم قرار دیا جاے تو کوئی محل قدح کا نہوگا۔ فقط

(معتضد جنگ)

تقریظ عالم المعی۔ فاضل لوذعی۔ علامۂ عصر فہامۂ دہر ادیب اریب عالی جناب ڈاکٹر شمس العلماء مولانا مولوی سید علی صاحب بلگرامی بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ سابق معتمد تعمیرات ومعدنیات و ڈائرکٹر نظام ریلوے۔ بیارسٹر ایٹ لا۔ وغیرہ وغیرہ

یہ سچ ہی کہ نصیحت ہمیشہ تلخ ہوا کرتی ہی۔ مگر اس خود بینی کی جو بقاے حیات کے لیے جزولاینفک ہی اصلاح اسی طرح ہوسکتی ہی کہ ہم اپنے اعمال اور افعال عادات اور اطوار کی تصویر ایسے آئینہ مین دیکھین جس مین ہمارے خوش کرنے کے لیے معائب کے اخفا اور محاسن کے اظہار کا بدنما وطیرہ نہ ہو

اِس لیے ان بزرگون نے جنھین قوم کی طرز معاشرت اور خلائق کی تمدنی حالت مین اصلاح کرنے کی ضرورت ہوتی ہی۔ یہ طریقہ رکھا ہی کہ وہ واقعات جو روزمرہ ہمارے سامنے ہمارے ابناے جنس سے یا خود ہم سے سرزد ہوا کرتے ہین۔ ہمارے سامنے اس طرح پیش نظر کر دیتے ہین کہ ہم ان کے حسن و قبح کو اگر چشم بصیرت رکھتے ہین تو خود دیکھ لین اور اگر غفلت کی تاریکی مین ہون تو ان کی دلسوز حسرت خود پیش نظر ہو جاے۔

(نگار دانش) اسی قسم کی کتاب ہی جس مین انسان اپنی روزمرہ زندگی کی ہو بہو تصویر مطالعہ کر سکتا ہی۔ اور اِس کے محاسن و ذمائم سے سبق لے سکتا ہی۔ اس زمانہ مین جب کہ ہر دماغ مین ایک چھٹا حس آزادی کے نام سے پیدا ہو گیا ہی ناصح خواہ کیسا ہی شفق کیون نہ ہو نفرت سے دیکھا جاتا ہی اور نصیحت گو وہ کیسی ہی پُر شفقت ہو کڑوی معلوم ہوتی ہی۔ ایسی کتاب نوجوانون کی آنکھین کھولنے مین اور اونچ نیچ سمجھانے مین بہت کارآمد ہو سکتی ہی۔ مگر السنہ مشرقی کے کس مپرسی کے زمانہ مین فارسی کے سمجھنے والے کتنے ہونگے۔ اس لیے نگار دانش کے قامت زیبا پر گلزار دانش کی گل پیرہنی کی بہت ضرورت تھی۔ اور یہ کام لائق مترجم نے جس عمدگی سے کیا ہی۔ اِس کی داد دینا مجھے فرض ہی۔ ترجمہ کی خوبی گو اِس سے زیادہ سلاست اور فصاحت کی خواہان تھی۔ مگر بلاغت بھی کلام کے حق مین روح ہی۔ اور رنگین بیانی معانی کی جان۔ فقط

سید علی بلگرامی